تالیف
مولانا روح اللہ نقشبندی غفوری

دار الاشاعت کراچی

حافظہ اور ذہانت
کے حیرت انگیز واقعات

تالیف

مولانا روح اللہ نقشبندی غفوری

دار الاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی

طباعت : اگست ۲۰۰۸ء علمی گرافکس

ضخامت : 239 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

……… ملنے کے پتے ………

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
مکتبہ معارف القرآن جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa
Tel : 020 8911 9797

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

فہرست

عنوان — صفحہ نمبر

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

پسند فرمودہ

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا علاؤالدین صاحب دامت برکاتھم، فاضل دارالعلوم دیوبند
(ڈیرہ اسماعیل خان)
شاگرد رشید: شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امّا بعد: عزیز گرامی قدر مولانا محمد روح اللہ نقشبندی غفوری کی تالیفات ''وقت ایک عظیم نعمت اور'' تجلیات غفوری'' حافظہ اور ذہانت کے حیرت انگیز واقعات'' مختلف جگہوں سے دیکھی، ماشاءاللہ عزیز موصوف کا تالیفی جذبہ بہت مبارک ہے۔

اور پیش نظر کتاب میں اسلاف کے حالات وواقعات کو ذکر کر کے علم کے سچے طالب کو حقیقی راستہ فراہم کرنے کی بہترین کوشش کی ہے۔ یہ باتیں اسلاف کی میراث اور طلباء کیلئے معرفت کا نور ہیں۔ جو کہ عین مقصود ہیں۔

نیز یہ کہ ''تجلیات غفوری'' بھی بہت پسند آئی، ماشاءاللہ حضرت نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر زیادہ سے زیادہ تفصیلی اور جامع کتاب لکھی گئی ہے۔ خدا کرے حضرتؒ کی زندگی دینی راہنمائی اور باطنی اصلاح کا ذریعہ بن جائے، اور ہم سب کو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب ہو۔ آمین

نیز دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو اپنے اکابرؒ کے طریقہ پر چلتے ہوئے مستند دینی باتوں کو نشر واشاعت کی مزید توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

بجاہ النبی الکریم صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

(شیخ الحدیث) مولانا علاؤالدین صاحب
فاضل دارالعلوم دیوبند
21.7.08

انتساب

سرمایۂ خاندان نقشبند، غواص بحر حقیقت، غواص دریائے حقیقت، شہسوار میدان طریقت، مہر شریعت، بدر طریقت، پیشوائے واقفان طریقت،

حضرت مولانا شمس الرحمٰن العباسی نقشبندی غفوری دامت برکاتہم وفیوضہم خلیفہ اجل عارف باللہ فانی فی اللہ یگانہ جہاں ومقتدائے زماں، منبع اسرار، مرقع انوار، مرشد برحق حضرت مولانا شاہ عبدالحق صاحب عباسی نقشبندی غفوری نوراللہ مرقدہ کے نام منسوب کرتا ہوں۔

جن کی نگاہ عارفانہ کے طفیل علم دین کی تمام تر مشکلیں راقم کے لئے آسان ہوگئیں، اور ساتھ ان کے اسم گرامی سے معنون کر کے فخر ومباہات اخروی کا سرمایہ بہم پہنچاتا ہوں۔ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا

کسی کی سمت نہ دیکھا ترے حصول کے بعد
یہی دلیل مرے حسن انتخاب کی ہے

بندۂ ناچیز وسراپا عیوب
محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

ابتدائی باتیں

اس کتاب کے لکھنے کی ضرورت بھی اسی لئے پیش آئی کہ یہ معلوم ہو سکے کہ انسان کی زندگی میں حافظہ کا کیا مقام ہے؟ کیا یہ ایک ناقابل اعتماد ذریعہ حفاظت ہے یا کہ ایک ایسی ناقابل اٹل حقیقت جس کا سینہ علم کا دفینہ اور جس میں پوشیدہ علم کا خزینہ ہے۔

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ ایسی نامور، نابغہ روزگار اور عبقری شخصیات کا تذکرہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے مثال اور باکمال حافظہ عطا فرمایا، انہوں نے اس حافظہ کو علم الٰہی کی حفاظت میں استعمال کیا اور شجر دین کی آبیاری فرمائی۔

اولئک آبائی فجئنا بمثلھم

اذا جمعتنا یا جریر المجامع

اللہ تعالیٰ نے امت مرحومہ کو قوت حفظ کی وافر دولت سے نوازا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرات محدثین کرام فقہاء عظام رحمھم اللہ اور مؤرخین نیک انجام ایک ایک مجلس میں بیسیوں ہی نہیں بلکہ سینکڑوں حدیثیں یاد کرلیا کرتے تھے ان حضرات کی سرعت حفظ کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اور ان میں بعض ایسے بھی تھے کہ جو بات انہیں ایک دفعہ یاد ہوئی پھر بھولی نہیں اور ان میں ایسے بھی تھے جو زود حفظ ہونے کے ساتھ زود فراموش بھی تھے اور ایسے بھی تھے کہ اپنے شیخ اور استاد سے ایک ہی مرتبہ متعدد احادیث سن کر یاد کر لیتے تھے اور یاد بھی ایسی کہ دوبارہ ان کو استاد سے دریافت کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی تھی ذیل کے حوالوں سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔

حضرات محدثین کرام رحمھم اللہ کو ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں حدیثیں یاد ہوتی تھیں یہاں ہم ابتدائی باتوں میں مختصر بفضلہ تعالیٰ یہ بیان کریں گے کہ ان میں کافی رواج تھا اور نہ صرف یہ کہ وہ حدیث کی کتابیں ہی یاد کرتے تھے بلکہ کتب تفسیر، کتب غریب الحدیث کتب فقہ، شروح حدیث، کتب نحو اور کتب لغت وغیرہا بھی ان میں سے بعض کو ازبر ہوتی

تھیں اختصاراً بعض حوالے ہم ہدیہ قارئین کرام کرتے ہیں۔ (تفصیلی واقعات تو اپنی جگہ آگے آئیں گے، انشاء اللہ العزیز)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (المتوفی ۶۸ھ) نے ایک مرتبہ تقریباً اسی (۸۰) اشعار ایک ہی دفعہ مجلس میں سن کر یاد کر لئے اور پھر فوراً سنا دیئے

(الکامل للمبرد ج ۳ ص ۱۳۶)

خلیفہ مامون الرشید (المتوفی ۲۱۷ھ) و امین الرشید (المتوفی ۱۹۸ھ) پسران خلیفہ ہارون الرشید (المتوفی ۱۹۳ھ) کے حالات میں یہ بات بھی منقول ہے کہ ان کے والد ماجد نے ان دونوں کو فرمائش کی کہ مشہور محدث عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کے دولت کدہ پر حاضر ہو کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں حاصل کرو چنانچہ وہ دونوں محدث مذکور کے پاس پہنچے اور انہوں نے سو (۱۰۰) حدیثیں اِن کو سنائیں۔ مامون نے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں یہ حدیثیں آپ کو سنا دوں؟ استاد محترم نے اجازت دے دی چنانچہ مامون نے وہ کل حدیثیں زبانی سنا دیں غور فرمایئے کہ ایک وہ وقت تھا جب بادشاہوں اور شاہزادوں کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سننے اور یاد کرنے کا شوق ہوتا تھا کہ خود محدثین کرام رحمھم اللہ علیہم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوری توجہ اور دلجمعی سے حدیثیں سُنتے اور ایک ہی بار سُن کر سو حدیثیں یاد کر لیتے تھے لیکن ہمارے اس قرب قیامت کے دور میں بادشاہ اور شہزادے تو کیا معمولی امیروں اور امیر زادوں کا حال بھی کسی سے مخفی نہیں ہے۔

بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد اکنوں کرا دماغ کہ پرسد ز باغیاں

اور دوسروں تک علم دین پہنچانے کا یہ ذوق ہوتا تھا کہ مالی طور پر مبلغین کی خوب خوب امداد کی جاتی تھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے لائق اور فہیم شاگرد حضرت ابو جمرہ رضی اللہ عنہ (نصر بن عمران رحمۃ اللہ علیہ الضبعی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مال سے ایک حصہ اس لئے دیتے تھے کہ وہ ان کی آواز دوسروں تک پہنچاتے اور غیر ملکی لوگوں کے لئے ترجمہ کرتے تھے۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۳ وابو داؤد طیالسی ص ۳۵۹)

خلیفہ ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ نے حکام کو یہ خطوط لکھے کہ جس شخص نے قرآن کریم

یاد کرلیا ہو اور حدیث کی روایت کرتا ہو اور علم میں تفقہ اور مہارت حاصل کرلی ہو تو اس کو (سالانہ) چار ہزار دینار وظیفہ دو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آٹھ سال کی عمر کے بچے حافظ قرآن ہو گئے اور گیارہ سال کے بچے علم حدیث اور دیگر علوم کے ماہر ہو گئے۔

(الامامۃ والسیاست ج ۲ ص ۱۸۸)

امام لغت محمد بن الحسن ابوبکر بن درید رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۲۱ھ) کا بیان ہے کہ زمانہ طلب علم میں میری تربیت میرے چچا حسین بن درید رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد تھی اور میرے استاد علامہ سعید رحمۃ اللہ علیہ بن ہارون ابوعثمان اشنادانی رحمۃ اللہ علیہ تھے میرے چچا کی یہ عادت تھی کہ کھانا کھاتے وقت میرے استاد کو بھی کھانے میں شریک کیا کرتے تھے ایک دن میں اپنے استاد محترم سے مشہور شاعر حارث بن حلّزہ کا قصیدہ پڑھ رہا تھا جس کا پہلا مصرع آذنتنا ببینھا الاسماء ہے میرے چچا نے کہا اگر تم یہ قصیدہ یاد کر کے سنا دو تو میں تمہیں اتنا انعام دوں گا یہ کہہ کر وہ دونوں کھانے میں مشغول ہو گئے اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد چند ہی باتیں انہوں نے کی ہوں گی کہ میں نے وہ سارا قصیدہ جو تراسی (۸۳) اشعار پر مشتمل تھا زبانی سنا دیا اور لطف کی بات یہ ہے کہ صرف ایک ہی قصیدہ نہیں بلکہ امام خطیب رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے مطابق ان کے استاد کسی ضرورت کے لئے باہر گئے۔

فالی ان رجع المعلم حفظت دیو ان الحارث بن حلّزہ باسرہ

ان کے واپس آنے تک انہوں نے حارث بن حلزہ کا پورا دیوان حفظ کرلیا۔

اس کے بعد جب میرے چچا اور استاد نے امتحان لیا تو مجھے انعام دیا

(خطیب بغدادی ج ۲ ص ۱۹۶)

امام عبداللہ بن المبارک (المتوفی ۱۸۱ھ) حمزہ جو امام عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کے دوست تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ بچپن میں ایک مرتبہ میں اور ابن المبارک ایک مقام سے گزر رہے تھے وہاں دیکھا کہ ایک بزرگ خطاب فرما رہے تھے خطاب خاصا طویل تھا ہم دونوں سنتے رہے جب خطاب ختم ہوا تو ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ بولے مجھے یہ خطاب اور تقریر یاد ہوگئی ہے سامعین میں سے کسی نے یہ فقرہ سن لیا وہ بولا اچھا

سناؤ ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے وہ سارا خطاب از اوّل تا آخر سنا دیا۔

(بغدادی ج ۱۰ ص ۱۶۵)

امام خالد رحمۃ اللہ علیہ بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۵۲ھ) جو الحافظ اور العلامۃ تھے بیس حدیثیں ان کو ایک ہی بار سننے سے یاد ہوگئی تھیں۔ (تذکرۃ ج ۳ ص ۱۲۴)

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ مشہور محدث سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس حدیثیں سند کے ساتھ ان کے سامنے بیان کیں اور امام موصوف کو ایک دفعہ ہی سننے سے وہ سب یاد ہوگئیں۔ (الجواہر المضیہ ج ۲ ص ۵۲۴)

یہی نہیں کہ زندگی بھر میں صرف ایک بار ایسا ہوا بلکہ وہ عموماً پچاس ساٹھ حدیثیں ایک ہی مجلس میں سُن کر یاد کر لیتے تھے اور حلقہ درس سے اٹھ کر وہی حدیثیں لوگوں کو لکھوا دیتے تھے۔ (تاریخ ابن خلکان ج ۲ ص ۳۰۳)

امام ابوزرعہ الرازی رحمۃ اللہ علیہ خود ان کا اپنا بیان ہے کہ میں نے جو چیز بھی سنی وہ مجھے ایک ہی بار سننے سے یاد ہوگئی اور جو بات یاد ہوگئی وہ کبھی بھولی نہیں اور فرماتے ہیں کہ میں نے کسی محدث سے دوبارہ بیان کرنے کی آرزو نہیں کی اور فرماتے ہیں کہ میں جب بغداد کے بازاروں میں جاتا تو کانوں میں انگلیاں ٹھونس دیتا تھا تاکہ جو عورتیں اور چھوکریاں اپنے گھروں اور بالا خانوں میں خرافات قسم کے اشعار اور غزلیں گاتی ہیں کہیں وہ مجھے یاد نہ ہو جائیں۔ (تہذیب ج ۷ ص ۳۲ البدایہ والنہایہ ج ۹ ص ۳۴۲)

اور ان کے حافظہ کا یہ عالم تھا کہ وہ فرماتے تھے کہ پچاس سال ہوئے ہیں کہ میں نے حدیثیں لکھی تھیں اور وہ لکھی ہوئی کتابیں میرے گھر میں رکھی ہوئی ہیں لکھنے کے بعد پورے پچاس سال ان حدیثوں کا میں نے کتابوں میں دوبارہ مطالعہ نہیں کیا لیکن بایں ہمہ میں جانتا ہوں کہ فلاں حدیث کس کتاب کے کس ورق کس صفحہ اور کس سطر میں ہے۔

(بغدای ج ۱۰ ۳۳۲ وتہذیب التہذیب ج ۷ ۳۳)

محمد بن سائب الکلبی (المتوفی ۱۴۶ھ) جو علم حدیث میں ساقط الاعتبار تھا اس کا بیان ہے کہ میں زود حفظ اور زود فراموش ہوں اس کا بیان ہے کہ میں نے صرف سات دن میں قرآن کریم یاد کرلیا تھا۔ (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۶۱)

امام محمد بن الحسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۸۹ھ) انہوں نے بھی صرف سات دن میں قرآن کریم یاد کرلیا تھا۔ (الجواہر المضیہ ج ۲ص ۵۲۸)

محدث علی بن جعد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۳۰ھ) مشہور محدث ابن ابی ذلب رحمۃ اللہ علیہ نے بیس حدیثیں املاء کرائیں اور علی بن جعد رحمۃ اللہ علیہ نے وہ زبانی فرفر سنا دیں۔ (تذکرہ ج اص ۳۶۱ و تہذیب ج ۷ص ۲۹)

محدث یحیٰ بن یمان رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۸۹ھ کا بیان ہے کہ مجھے ایک ایک نشست میں پانچ پانچ سو حدیثیں یاد ہوجاتی تھیں مگر میں جلدی بھول بھی جاتا تھا۔ (تذکرہ ج اص ۲۶۳)

امام عامر بن شراحیل الشعبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۴ھ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے کوئی چیز لکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی تھی۔ (دول الاسلام ج اص ۵۴ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)

لیکن جو چیز میں نے لکھی ہے وہ مجھے بھولی نہیں اور میں نے اس بات کی کبھی دل میں آرزو نہیں کی کہ بیان کرنے والا دوبارہ اور مکرر بیان کرے (بغدادی ج ص ۲۵۱ و تذکرہ ج اص ۷۹ و تہذیب ج ۵ص ۶۷)

اور امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ سب سے کم جو چیز مجھے یاد ہے وہ اشعار ہیں اور فرماتے تھے کہ میں اگر تمہیں مہینہ بھر غیر مکرر اشعار سناتا رہوں تو ختم ہونے میں نہ آئیں۔ (تذکرہ ج اص ۷۹)

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً پانچسو ۵۰۰ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی اور ان میں بیشتر سے علم دین حاصل کیا اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں سب سے بڑے یہی تھے۔ (تذکرہ ج اص ۷۵)

امام موصوف محدث فقیہ مورخ اور مفسر ہونے کے ساتھ ظرافت پسند بھی تھے کبھی کبھی نہایت لطیف انداز میں خوش طبعی بھی کرلیا کرتے تھے ایک مرتبہ راستہ میں ایک آدمی ان سے ملا امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے ظرافۃً فرمایا بڑے میاں تمہارا کیا شغل ہے؟ اس نے کہا کہ میں رفوگر ہوں امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے ظرافۃً فرمایا کہ ہمارا ایک مٹکا ٹوٹ گیا ہے اس کو بھی رفو کردیں بڑے میاں کو بھی ظرافت سوجھی وہ کہنے لگے اگر آپ مجھے ریت

کی رسی مہیا کردیں تو میں آپ کے مٹکے کو بھی رفو کردوں گا امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ بے اختیار ہنس پڑے۔ (تذکرہ ج ا ص ۸۱)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رفیق درس حاشد بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ایک رفیق کا بیان ہے کہ ہم لوگ جب درس میں شریک ہوتے تو استاد جو حدیثیں بیان کرتا جاتا ہم انہیں لکھتے جاتے تھے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا معمول اس کے خلاف تھا وہ چپ چاپ خاموش بیٹھے رہتے ان ساتھیوں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ٹوکنا شروع کیا کہ جب تم لکھتے نہیں تو حلقہ درس میں بے کار وقت ضائع کرنے کیوں آتے ہو؟ پہلے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سکوت اختیار کیا جب رفقاء نے زیادہ تنگ کیا تو فرماتے لگے لاؤ جو کچھ تم نے لکھا ہے میں تمہیں زبانی سُنا دیتا ہوں حاشد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ پندرہ ہزار سے زیادہ حدیثیں اس بندۂ خدا نے زبانی سُنا ڈالیں۔

(بغدادی ج ۲ ص ۱۵ و تذکرۂ ۲ ص ۱۲۳ و ج ۲ ص ۵ طبقات سبکی رحمۃ اللہ علیہ)

محدث ابن انباری رحمۃ اللہ علیہ خود فرمایا کرتے تھے کہ مجھے تیرہ صندوق (کتابوں کے) یاد ہیں علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ ان کو ایک سو بیس تفاسیر مع سند یاد تھیں۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۵۸)

امام ابوعمر الزاہد النحوی اللغوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۶۱ھ) جو الحافظ اور العلامۃ تھے انہوں نے تیس ہزار ورق لغت کے زبانی املاء کرائے تھے بلکہ ان کے علاوہ بھی جو کتابیں انہوں نے املاء کرائی تھیں وہ سب زبانی املاء کرائی تھیں۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۸۵)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۴ھ) کا اپنا بیان ہے کہ میری عمر سات سال کی تھی کہ میں نے قرآن مجید یاد کرلیا تھا اور جب میری عمر دس سال کی ہوئی تو میں نے مؤطا امام مالک حفظ یاد کرلیا تھا۔ (تذکرۃ ج ا ص ۳۲۹ بغدادی ج ۲ ص ۶۳۔ البدایہ والنہایہ ج ۱۰ ص ۲۵۱ تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۲۷)

سلطان محمد شاہ سخی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۵۲ھ) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ان کو فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ از بر یاد تھی۔ (الدرر الکامنہ ج ۳ ص ۴۹۰)

علامہ مقریزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ سلطان محمد رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن کریم کے

علاوہ اکثر فنون کی کتابیں بھی حفظ یاد تھیں اور ہدایہ کی چار جلدیں تو برنوک زبان تھیں۔

(کتاب الخطط مقریزی رحمۃ اللہ علیہ ج ۲ ص ۱۳۴)

امام ربعی رحمۃ اللہ علیہ (ابوالحسن علی رحمۃ اللہ علیہ بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ جو الحافظ المقری اور الامام تھے المتوفی ۴۳۶ھ) کو امام ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ کی غریب الحدیث یاد تھی۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۲۸۹)

امام ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرحمٰن بن احمد رحمۃ اللہ علیہ جو الحافظ المتقن تھے المتوفی ۵۶۸ھ کو صحیحین (بخاری اور مسلم) یاد تھیں۔ (تذکرہ ج ۴ ص ۱۱۲)

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کچھ آپ نے اپنی تصنیفات میں لکھا ہے وہ سب آپ کو یاد ہے فرمایا لا یخفیٰ علی جمیعه (بغدادی ج ۴ ص ۹ کہ مجھ پر اس میں سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے سب پیش نظر اور یاد ہے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا خود اپنا بیان ہے کہ میں سولہ سال کی عمر میں تھا کہ میں نے امام ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ اور امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں یاد کر لی تھیں۔

(بغدادی ج ۴ ص ۷ وطبقات سبکی رحمۃ اللہ علیہ ج ۲ ص ۴)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن کریم یاد کر لیا تھا اور اس کے بعد عمدۃ الاحکام منہاج الفقہ اور الفیہ ابن مالک رحمۃ اللہ علیہ یاد کیا۔

(معارف ص ۵ ۱۷ بابت ماہ ستمبر ۱۹۴۱ء)

قارئین کرام! کتب تاریخ اور کتب اسماء الرجال میں اس قسم کے واقعات بکثرت موجود ہیں یہ پہلے لوگوں کی سرعت حفظ کا ایک اجمالی خاکہ ہے حقیقت یہ ہے کہ

گہر جو دل میں نہاں ہیں خدا ہی دے تو ملیں
اسی کے پاس ہے مفتاح اس خزانے کی

بہر حال طوالت کے خوف سے ان ابتدائی باتوں کو یہاں ختم کیا جاتا ہے اب آپ کے سامنے حافظہ اور ذہانت کے حیرت انگیز واقعات آرہے ہیں اللہ تعالیٰ راقم اثیم کی اس سعی کو قبول فرمائیں امین

بندۂ ناچیز
محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

پہلا باب

محبوب رب العالمین، شفیع المذنبین
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی ذہانت اور حافظہ کے حیرت انگیز واقعات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذہانت اور آپ کے پاس ذکاوت کی قوت

اس بارے میں جو چیزیں آپ کو وحی سے ملیں اور اس کی تعلیم سے حاصل ہوئیں۔ وہ تو بہت ہیں اور وہ یہاں ہماری مراد بھی نہیں (بلکہ خود آپ کی ذہانت سے جو حاصل ہوئیں انہیں یہاں ذکر کیا جاتا ہے)

(۱)...... حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی طرف کوچ فرمایا تو ہم نے وہاں دو آدمیوں کو پایا، ایک تو قریشی تھا اور دوسرا عقبہ بن ابی معیط کا غلام تھا، قریشی تو بھاگ گیا اور عقبہ کے غلام کو ہم نے پکڑ لیا، پھر ہم اس سے اس کی قوم کی مقدار پوچھنے لگے وہ کہتا وہ تعداد میں بہت ہیں اور سخت جنگ والے ہیں، تو مسلمان مارنا شروع ہوگئے جب بھی یہ بات کہتا تو اسے مارتے یہاں تک کہ اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے، آپ نے بھی دریافت فرمایا آپ کی قوم کتنی ہے اس نے پھر وہی جواب دیا وہ بہت تعداد والے ہیں سخت جنگ والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کوشش فرمائی کہ وہ خبر دے کہ کتنے ہیں؟ لیکن اس نے انکار کردیا پھر آپ نے دریافت فرمایا: وہ لوگ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں؟ کہا: ہر روز دس! آپ نے فرمایا: قوم کی تعداد ایک ہزار ہے، ہر اونٹ کم وبیش سو کے لئے ہوتا ہے۔

(۲)...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میرا ایک پڑوسی ہے جو مجھے تکلیف پہنچاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ: چلا جا اور اپنا سامان نکال کر باہر راستے پر رکھ لے۔ لہٰذا وہ چلا گیا اور اپنا سامان باہر نکال لیا، لوگ اکٹھے ہوگئے پوچھا: کیا بات ہے؟ کہا: میرا ایک پڑوسی ہے جو مجھے تکلیف پہنچاتا ہے، یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے پہنچائی تھی، آپ نے فرمایا کہ: جا! اپنا سامان باہر نکال لے تو پھر تو لوگ اس پڑوسی کو بددعا دینے لگے، **اللهم العنه! اللهم اخذله** ! اے اللہ اس پر لعنت فرما! اے اللہ اسے رسوا کر! یہ بات اس پڑوسی کو پہنچی وہ ان کے پاس آیا اور کہنے لگا: اپنے گھر لوٹ جا! اللہ کی قسم! آئندہ تجھے تکلیف نہیں دوں گا۔

(۳)......زید بن اسلم سے منقول ہے کہ: ایک آدمی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا: اے حذیفہ! ہم اللہ کی بارگاہ میں آپ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحبت کی شکایت کرتے ہیں کہ تم نے اس کو پایا اور ہم اسے نہ پا سکے، اور آپ لوگوں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور ہم اس سے محروم رہے۔ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اور ہم اللہ کی بارگاہ میں شکایت کرتے ہیں کہ تم اس پر ایمان لائے اور جبکہ تم نے ان کو دیکھا نہیں اور اللہ کی قسم! اے میرے بھتیجے! اگر آپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پالیتے آپ کیسے ہوتے کاش تو ہمیں غزوۂ خندق کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سخت بارش والی انتہائی ٹھنڈی اور تاریک رات میں دیکھتا جس وقت ابو سفیان اور اس کے لشکر والے میدان میں آپڑے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو جائے اور ہمارے پاس قوم کی خبر لائے؟ اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔ لیکن ہم میں سے کوئی نہ کھڑا ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: کون ہے جو جائے اور ہمارے پاس قوم کی خبر لائے؟ اللہ اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ساتھی بنائے گا قیامت کے دن۔ پس اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی کھڑا نہ ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: کون ہے جو جائے اور ہمارے پاس قوم کی خبر لائے؟ اللہ اس کو قیامت کے دن میرا ساتھی بنائے گا۔ پس اللہ کی قسم! ہم میں سے کوئی نہ کھڑا ہوا، پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) حذیفہ کو بھیج دیجئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حذیفہ! میں نے عرض کیا: حاضر ہوں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا آپ جا سکتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم مجھے کوئی پروا نہیں اس کی کہ میں قتل کر دیا جاؤں لیکن مجھے قید ہو جانے کا خوف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ ہرگز قید نہ ہوں گے! تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ جو چاہیں مجھے حکم فرمادیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ جائیں جب آپ قوم کے درمیان داخل ہوں تو قریش کے پاس آنا اور پھر کہنا: اے قریش کی جماعت! لوگوں کا ارادہ ہے کہ جب کل آئے تو کہیں کہ کہاں ہیں قریش؟ کہاں ہیں لوگوں کے قائدین؟

کہاں ہیں لوگوں کے سردار؟ اس طرح وہ تمہیں آگے کریں اور تم لڑائی میں پہنچ جاؤ اور تمہارے لوگ قتل ہوں۔ پھر قبیلہ قیس کے پاس آنا اور کہنا: قریش کے قبیلے کے لوگ ارادہ کرتے ہیں کہ جب کل آئے تو کہیں کہ کہاں ہیں گھوڑوں ہی پر سوار رہنے والے؟ کہاں ہیں شہسوار؟ اس طرح وہ تمہیں آگے کریں اور تم لڑائی میں پہنچ جاؤ اور تمہارے لوگ قتل ہوں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں چل پڑا، یہاں تک کہ قوم کے درمیان داخل ہوگیا اور ان کے ساتھ آگ پر سینکنے لگا اور وہ بات جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمائی تھی پھیلا تا رہا اور جب صبح ہوگئی تو ابوسفیان کھڑا ہوا اور لات وعزیٰ بتوں کو پکارا اور شرک کیا اور حکم دیا کہ ہر آدمی اپنے پاس بیٹھے ہوئے دیکھے اور میرے ساتھ بھی ان کا ایک آدمی تھا جو آگ پر سینک رہا تھا، میں فوراً اس کی طرف متوجہ ہوا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں وہ مجھے نہ پکڑے میں نے فوراً کہا: کون ہے تو؟ اس نے کہا: فلاں ابن فلاں میں نے کہا: بہت اچھا! اور اللہ نے بھی ان پر اس رات سخت ہوا بھیج دی، اس نے ان کا کوئی خیمہ نہ چھوڑا جو ڈھا نہ دیا ہو اور نہ کوئی برتن جس کو اوندھا نہ کردیا ہو، پھر وہ کوچ کر گئے۔

(۴)......سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزاح بھی فرماتے تھے؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں! ایک مرتبہ میرے پاس ایک بڑھیا بیٹھی ہوئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، بڑھیا نے عرض کیا: میرے لئے دعا فرمادیجئے کہ اللہ مجھے جنت والوں میں سے بنائے! آپ نے فرمایا: بڑھیاں جنت میں داخل نہ ہوں گی! وہ رونا شروع ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آواز سنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور وہ رو رہی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اس کو کیا ہوگیا؟ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے اس سے فرمایا ہے کہ بڑھیاں جنت میں داخل نہ ہوں گی (اسی وجہ سے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ انہیں کنواری، شوہروں کی فرمانبردار، ابھرے ہوئے پستانوں والی بنادے گا۔

(۵)......قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ: ایک عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا کہ: تیرا شوہر کون ہے؟ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا نام بتادیا، آپ نے فرمایا: وہ جس کی آنکھ میں سفیدی ہے؟ عورت سمجھی کہ اندھے پن والی سفیدی مراد ہے، وہ لوٹ گئی اور اپنے شوہر کی طرف دیکھنے لگی، شوہر نے کہا: تجھے کیا ہوگیا ہے؟ اس نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تھا کہ تیرا شوہر فلاں ہے میں نے عرض کیا: جی ہاں! تو آپ نے فرمایا: وہ جس کی آنکھوں میں سفیدی ہے۔ شوہر نے کہا: تو کیا میری آنکھوں میں سفیدی سیاہی سے زیادہ نہیں ہے۔

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد تو عام سفیدی تھی جو ہر آنکھ میں ہوتی ہے، لیکن وہ عورت وہ سفیدی سمجھی جس سے بینائی جاتی رہتی ہے۔

(۶)......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹ مانگے اور اس پر سوار ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: میں تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کراؤں گا! اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹ بھی تو اونٹنی ہی کا بچہ ہوتا ہے!

(۷)......محمد بن سلمی سے مروی ہے کہ محمد بن اسحٰق نقل فرماتے ہیں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بدر کی طرف کوچ فرمایا تو اس کے قریب ہی اتر گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک ساتھی سوار ہو گئے، ابن اسحٰق فرماتے ہیں مجھ سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوڑھے کے پاس کھڑے ہو گئے اور اس سے قریش کے بارے میں سوال کیا اور (خود اپنے اور اپنے اصحاب کے بارے میں) کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھیوں کی کیا خبر ہے؟ اور جوان کے بارے میں آپ کے پاس بات پہنچی ہے ان سب کے بارے میں دریافت فرمایا، اس نے کہا میں کچھ خبر نہ دوں گا جب تک مجھے خبر نہ دو کہ تم کون ہو؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم ہمیں خبر دے دو گے تو ہم بھی آپ کو خبر دے دیں

گے۔ بوڑھے نے کہا: صحیح ہے خبر کے بدلے میں خبر! پھر کہا کہ: میرے پاس یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب فلاں فلاں دن نکلے ہیں، اگر خبر بتانے والے نے سچ خبر بتلائی ہے تو ان کو آج فلاں فلاں جگہ پر ہونا چاہیے۔ اور یہ وہی جگہ تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے قیام فرمایا تھا، پھر بوڑھے نے کہا: اور ہمیں خبر پہنچی ہے کہ قریش فلاں فلاں دن نکلے ہیں لہٰذا اگر خبر دینے والے نے سچ خبر دی ہے تو آج وہ فلاں فلاں جگہ میں ہوں گے۔ یہ وہی جگہ تھی جس میں قریش اتر چکے تھے، بوڑھا جب اپنی خبر سے فارغ ہو گیا تو پوچھا تم کون ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم عراق کے پانی سے ہیں! احمد بن علی فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے وہم دلایا کہ وہ عراق شہر کے ہیں، اور عراق پانی کو بھی کہا جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عراق سے مراد یہ لیا کہ وہ پانی کے نطفے سے پیدا کئے گئے ہیں۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

دوسرا باب

حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم
کی ذہانت اور حافظہ
کے
حیرت انگیز واقعات

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فراست اور ذکاوت

(۸)......حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے حضرت ثابت سے مروی ہے کہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو سوار ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھ گئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا چونکہ شام کی طرف آنا جانا تھا، اس لئے وہ راستہ جانتے تھے، اور جب کسی قوم کے پاس سے آپ حضرات کا گزر ہوتا تو لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھتے کہ آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے شخص کون ہیں؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جواب دیتے کہ رہنما ہے میری رہنمائی کررہا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذہانت

(۹)......حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے اس کا نام دریافت فرمایا، اس نے جواب دیا: انگارہ! پھر دریافت فرمایا: کس کے بیٹے ہو؟ جواب دیا: شعلے کا! دریافت فرمایا: کس قبیلے سے ہو؟ جواب دیا: جلانے والے سے! پھر دریافت فرمایا: کہ گھر کہاں ہے؟ جواب دیا: آگ کے سمندر میں! دریافت فرمایا: کس وادی میں؟ جواب دیا: انگاروں کی وادی میں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: جا اپنے گھر پہنچ! گھر والے جل گئے ہیں۔ لہٰذا ایسا ہی ہوا جیسے فرمایا تھا، وہ آدمی گھر پہنچا تو دیکھا گھر دھڑ ادھڑ جل رہا ہے۔

قرآنِ حکیم کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی موافقت میں نازل ہونا

(۱۰)......آپ کی فراست اور ذہانت جس میں آپ کی رائے امت سے مختلف

رہی اس میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے: آپ مقامِ ابراہیم کونماز کی جگہ بنالیں۔ تو اسی کی موافقت میں آیت بھی نازل ہوگئی: "واتخذوا من مقام ابراهيم مصلی" (مقام ابراہیم کونماز کی جگہ بناؤ)

(۱۱)......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ عورتوں کو پردے کا حکم فرمادیں تو بہتر ہو۔ موافقت میں پردے کی آیت نازل ہوگئی۔

(۱۲)......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپ پر اکٹھی ہوگئیں اور جھگڑنے لگیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کوفرمایا: "عسی ربه ان طلقكن ان يبدله ازواجا خيرا منكن" (اگر نبی تم کو چھوڑ دے تو اس کا رب بدلے میں دے دے گا عورتیں تم سے بہتر)۔ تو اسی طرح انہی الفاظ کے ساتھ قرآن نازل ہوا: "عسی ربه ان طلقكن ان يبدله ازواجا خيرا منكن"......الخ۔"

(۱۳)......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بدر کے قیدیوں کے بارے میں مشورہ طلب کیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے قتل کا مشورہ دیا، اور قرآن بھی آپ کی موافقت میں نازل ہوا۔

(۱۴)......اور یہ بھی آپ کے متعلق منقول ہے آپ نے ایک شادی والے آدمی سے دریافت فرمایا: کیا معاملہ ہوگیا؟ اس نے عرض کیا: لا اطال اللّٰه بقاك! یعنی نہیں، اللہ آپ کی عمر دراز فرمائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں تعلیم دی گئی لیکن تم سیکھے نہیں، تم نے یوں نہ کہا: لا! واطال اللّٰه بقاك! یعنی پہلی اور دوسری بات کے درمیان واؤ لاتے، کیونکہ نہ لانے سے بددعا کا شبہ ہوسکتا ہے کہ اللہ آپ کی عمر دراز نہ کرے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ذہانت

(۱۵)......ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا آپ نے اس کے متعلق فرمایا: ایک شخص ہمارے پاس آتا ہے اس حال میں کہ زنا اس کی آنکھوں سے

ٹپک رہا ہوتا ہے۔ اس آدمی نے عرض کیا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وحی کا سلسلہ جاری ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں! لیکن سچی فراست یعنی ذہانت ہو سکتی ہے۔

(۱۶)......اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے بارے میں منقول ہے کہ آپ نے اپنی فراست سے ہی جان لیا کہ وہ شہید ہوں گے اور بغیر شہید کے کوئی چارہ ہی نہیں ہے، لیکن اپنا بچاؤ بھی ضروری ہے تاکہ لوگوں کے درمیان خون کا بازار گرم نہ ہو جائے اور درحقیقت آپ کو شہید تو ہونا ہی تھا تو آپ نے اس کو زیادہ پسند فرمایا کہ لوگوں کے درمیان قتل وقتال کے بغیر ہی شہید ہو جائیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذہانت

(۱۷)......حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کہ: آپ کے پاس ایک شخص لایا گیا، جس نے قسم کھائی تھی کہ اگر وہ رمضان کے مہینے میں دن کے وقت اپنی بیوی سے جماع نہ کرے تو اس کو تین طلاق ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا حل فرمایا کہ تو اس کے ساتھ سفر پر چلا جا اور دن کے وقت جماع کر لے (کیونکہ سفر میں روزہ فرض نہیں، روزہ چھوڑ دے گا اور جماع کر لے گا)

(۱۸)......حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک سیاہ فام شخص آیا اور اس کے ساتھ اس کی سیاہ فام بیوی تھی، وہ عرض کرنے لگا: اے امیر المؤمنین! میں نے کالا درخت لگایا اور یہ بھی سیاہ ہے جیسا آپ دیکھ رہے ہیں (یعنی میں نے اس سے مباشرت کی اور میں بھی سیاہ یہ بھی سیاہ) لیکن بچہ سرخ رنگ کا جنا ہے۔ عورت نے عرض کیا: یا امیر المؤمنین! اللہ کی قسم! میں نے اس کے ساتھ خیانت نہیں کی اور یہ اسی کا بچہ ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوچ میں پڑ گئے کہ کیا فرمائیں؟ اس کے متعلق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سیاہ فام کو فرمایا: اگر میں تجھ سے کسی چیز کا سوال کروں تو تو سچ سچ بتائے گا؟ اس نے عرض کیا: کیوں نہیں یا امیر المؤمنین! آپ نے دریافت فرمایا: کیا تو نے اپنی بیوی کے ساتھ اس کے

حیض کے زمانے میں مباشرت کی ہے؟ اس نے عرض کیا: ایسا ہوا ہے! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: (اللہ اکبر) بے شک جب نطفہ خون سے مل گیا تو اللہ عزوجل نے اس سے ایسا بچہ پیدا فرمایا جو سرخ ہے، لہٰذا تو اپنے بچے کا انکار نہ کر تو نے ہی اپنے آپ غلطی کی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کسی کے حیلے اور مکر کو رسوا فرمانا

(۱۹)......حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ایک عورت لائی گئی جو انصار کے کسی جوان کے پیچھے پڑی ہوئی تھی، اور اس سے محبت کرتی تھی، جب جوان نے اس کی مدد نہ کی تو عورت نے اس پر حیلہ سازی کی اور ایک انڈا لیا اس کی زردی تو پھینک دی اور سفیدی کو اپنے کپڑوں اور رانوں کے درمیان ڈال لیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چیختی ہوئی آئی، کہنے لگی: اس آدمی نے مجھ پر غلبہ پالیا اور مجھ کو میرے گھر والوں میں رسوا کر دیا اور یہ اس کے فعل کا اثر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں سے سوال کیا، انہوں نے آپ سے عرض کیا: واقعی اس کے بدن اور کپڑوں میں منی کا اثر ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرد کو سزا دینے کا ارادہ فرمایا تو مرد آہ و فریاد کرنے لگا، اور کہنے لگا: یا امیر المؤمنین میرے معاملے کی تحقیق فرمائیں، اللہ کی قسم! میں نے کوئی فحش کام نہیں کیا اور نہ اس کا ارادہ کیا، اسی نے مجھ کو بہکانے کی کوشش کی ہے، لیکن میں باز رہا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا: اے ابوالحسن! آپ ان کے معاملے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کپڑوں پر سفیدی کو دیکھا پھر ابلتا ہوا پانی منگوایا اور اسے کپڑوں پر ڈال دیا تو وہ انڈے کی سفیدی جم گئی، پھر آپ نے اسے لیا اور سونگھا دیکھا آپ نے انڈے کے ذائقے کو پہچان لیا اور عورت کو ڈانٹ ڈپٹ کی تو اس نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا۔

(۲۰)......امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے فیصلوں میں اسی طرح کا ایک فیصلہ دیکھا وہ یہ کہ مضروب نے دعویٰ کیا کہ وہ گونگا ہے، آپ نے حکم فرمایا کہ: اس کی زبان نکالی جائے اور سوئی سے اس کو چبھایا جائے اگر سیاہ خون نکلے تو گونگا ہے، اور اگر سرخ نکلے تو صحیح زبان والا ہے۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذہانت

(۲۱)......انہی واقعات میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فراست ذہانت بھی ہے، مجاہد فرماتے ہیں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تھے، اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدبو محسوس ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بو والا آدمی کھڑا ہو جائے اور وضو کر آئے اور آدمی نے شرم کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا اس بو والا آدمی کھڑا ہو جائے اور وضو کر آئے، بے شک اللہ پاک حق سے شرم نہیں فرماتے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیوں نہ ہم سب کھڑے ہو جائیں اور وضو کر آئیں۔ اسی طرح امام فریابی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام اوزاعی رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت نقل فرمائی ہے اور ان کو محمد بن مصعب سے پہنچی ہے، یوں فرمایا کہ: مجاہد ابن عباد رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔

اس واقعے کی مثل حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بھی پیش آئی ہے، وہ درج ذیل ہے:

(۲۲)......حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر میں تھے جریر بن عبداللہ بجلی بھی آپ کے ساتھ تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدبو محسوس ہوئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: اس بو والے آدمی کے بارے میں میرا خیال ہے کہ کھڑا ہو اور وضو کر لے۔ جریر نے عرض کیا: یا امیر المؤمنین! کیا ہم سب وضو نہ کرلیں؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ آپ پر رحم فرمائے اے سردار! واقعی میں جہالت میں تھا تو اسلام میں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک عجیب وغریب فیصلہ

حنبش بن المعتمر سے روایت ہے کہ دو شخص قریش کی ایک عورت کے پاس آئے اور دونوں نے اس کے پاس ایک سو دینار امانت رکھے اور دونوں نے یہ کہا کہ ہم میں سے کسی ایک کو مت دینا جب تک ہم میں دوسرا بھی ساتھ نہ ہو۔ ایک سال گزر جانے کے بعد ان میں سے ایک شخص آیا اور اس عورت سے کہا کہ میرے ساتھی کا انتقال ہو گیا۔ وہ دینار واپس دے دیجئے اس نے انکار کیا اور کہا کہ تم دونوں نے یہ کہا تھا کہ ہم میں سے کسی ایک کو نہ دینا جب تک دوسرا ساتھی نہ ہو اس لئے تجھے تنہا تو نہ دوں گی۔ اب اس شخص نے اس عورت کے متعلقین اور پڑوسیوں کو تنگ کر دیا اور وہ اس عورت سے کہا سنی کرتے رہے یہاں تک کہ اس نے دینار اس کو دے دیئے۔ اب ایک سال گزرا تھا کہ دوسرا شخص آیا اور اس نے دیناروں کا مطالبہ کیا۔ عورت نے کہا تیرے ساتھی نے میرے پاس آکر یہ بیان کیا کہ تو مر چکا ہے، وہ سب دینار مجھ سے لے گیا۔ اب یہ دونوں یہ مقدمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے۔ آپ نے اس کا فیصلہ کرنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ عورت نے کہا کہ میں آپ کو خدا کی قسم دیتی ہوں کہ آپ خود فیصلہ نہ کریں اور ہم کو علی کے پاس بھیج دیں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دونوں کو بھیج دیا گیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً پہچان لیا کہ دونوں نے مل کر اس عورت کے ساتھ فریب کیا ہے۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا کیا تم دونوں نے یہ نہیں کہا تھا ہم میں سے کسی ایک کو مت دینا۔ جب تک دوسرا ساتھی موجود نہ ہو۔ اس نے کہا بے شک کہا تھا، فرمایا کہ تمہارا مال ہمارے پاس ہے جاؤ دوسرے ساتھی کو لے آؤ تا کہ دے دیا جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حاضر جوابی

مروی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں بلند قامت تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی قد وقامت ذرا درمیانے درجہ کی تھی۔ نہ بلند اور نہ پست۔

اتفاقاً یہ تینوں حضرات ایک راستہ پر چل رہے تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دونوں حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما (شیخین) کے درمیان میں تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! یا ابا الحسن انت فی بیننا کنون لنا اے ابوالحسن! تو اس وقت ہمارے درمیان اس طرح محسوس ہو رہا ہے جیسے لنا کا نون (لام اور الف کے درمیان) تو آپ فی البدیہہ جواب دیا ہے کہ اگر میں درمیان سے نکل جاؤں تو پھر آپ لا ہو جائیں گے۔ انا ان لم اکن فکنتم لا ۔ (انتخاب لاجواب جلد اول ص ۱۸۵)

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دانشمندی

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ابوالوفا بن عقیل کے قلم کا یہ واقعہ لکھا ہوا ہے کہ ابن ملجم کو (جو حضرت علی کا قاتل تھا) حضرت حسن کے پاس لایا گیا تو اس نے کہا کہ میں ایک بات آپ کے کان میں کہنا چاہتا ہوں۔ تو حضرت حسن نے انکار کر دیا اور (اپنے اصحاب سے) فرمایا کہ اس کا ارادہ میرا کان چبا دینے کا ہے پھر ابن ملجم نے بھی لوگوں سے کہا کہ واللہ اگر حسن کے کان پر میرا قابو چل جاتا تو کان کو سوراخ کے پاس سے پکڑتا۔ ابن عقیل لکھتے ہیں کہ اس سید کی حسن رائے دیکھو۔ ایسی حالت میں کہ ان پر ایسی شدید مصیبت نازل ہوئی تھی جو مخلوق کو حواس باختہ کر دینے والی تھی کس حد تک دقیقہ رس تھی اور اس ملعون کو دیکھو کہ اس کی ایسی حالت نے بھی (کہ قتل ہونے والا تھا) اس کو معاندانہ خبیث حرکات سے باز نہ رکھا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضر دماغی کا ایک عجیب واقعہ

زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ کو بحرین کا عامل (گورنر) بنا دیا تھا۔ وہاں کے لوگ ان سے ناراض ہو گئے اور دشمن بن گئے تو عمر نے ان کو معزول کر دیا۔ لیکن بحرین والوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مغیرہ کو بحال کر کے واپس نہ بھیج دیں تو بحرین کے چودھری نے لوگوں سے کہا کہ اگر تم جو کچھ میں کہتا ہوں اس پر عمل کر لو تو مغیرہ کبھی واپس نہ آسکیں گے۔ انہوں نے کہا اپنی تجویز بتاؤ۔ چودھری نے کہا تم مجھے ایک لاکھ درہم جمع کر دو اور میں یہ رقم لے کر عمر کے پاس جاؤں گا اور کہوں گا کہ یہ وہ رقم ہے جو مغیرہ نے خیانت کر کے میرے پاس جمع کی تھی۔ چنانچہ لوگوں نے اس کے پاس ایک لاکھ درہم جمع کر دیئے اور اس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کو پیش کر دیا اور عرض کیا کہ مغیرہ نے خیانت کر کے میرے پاس رکھوائی تھی۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مغیرہ کو بلایا اور فرمایا کہ سنو یہ شخص کیا کہہ رہا ہے انہوں نے سن کر عرض کیا۔ اللہ آپ کا بھلا کرے۔ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ وہ تو دو لاکھ تھے فرمایا یہ حرکت کیوں کی۔ انہوں نے عرض کیا کنبے کے خرچ اور ضرورت نے مجبور کیا۔ اب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نمائندہ قوم سے خطاب کیا کہ بولو تم کیا کہنا چاہتے ہو (دو لاکھ سن کر اس کے ہوش وحواس ٹھکانے آچکے تھے) کہنے لگا خدا کی قسم ایسا نہیں (آپ) میں آپ سے ضرور سچ کہوں گا اللہ آپ کا بھلا کرے خدا کی قسم مغیرہ نے میرے پاس نہ قلیل رقم رکھوائی نہ کثیر۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تم نے اس دہقان کی نسبت کیا ارادہ کیا تھا؟ مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اس خبیث نے مجھ پر جھوٹ باندھا تھا۔ میں نے بھی پسند کیا کہ (اسی سے حقیقت ظاہر کراؤں اور) اس کو رسوا کر دوں۔ (ایسے واقعات میں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ ایک صحابی جھوٹ بول رہے ہیں۔ احکام مقصد کے تابع ہوتے ہیں۔ ان کا مقصد یہ نہیں تھا کہ اس دہقان سے ان کو دو لاکھ درہم وصول

کرنا تھے۔ بلکہ سچائی کو سطح پر لانے کے لئے محض ایک حیلہ کیا تھا جو نہ عقلاً مذموم ہے اور نہ شرعاً۔

عجیب وغریب مسئلہ میراث

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک امیر آدمی ورثے میں سترہ گھوڑے چھوڑ کر مرا، اس کے وارثوں میں سے صرف ایک لڑکا، ایک لڑکی اور ایک بیوہ تھی۔ رواج کے مطابق لڑکے کا حصہ ۲/۱ لڑکی کا حصہ ۳/۱ اور بیوہ کا ۹/۱ تھا۔ اس تناسب سے گھوڑے تقسیم نہیں ہوتے تھے۔ ماسوائے اس کے کہ چند گھوڑے فروخت کئے جائیں، لڑکے اور اس کی والدہ نے ایسا کرنے کی اجازت نہ دی، ایسی صورت میں یہ تقسیم کوئی عدالت بھی نہ کر سکی، بالآخر یہ مقدمہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو پیش کیا گیا۔ آپ نے ان سترہ گھوڑوں میں اپنا ایک گھوڑا داخل کر دیا اور اٹھارہ میں سے لڑکے کو ۲/۱ حصے کے مطابق نو گھوڑے دے دیئے اور اس کے بعد لڑکی کو حسب حصہ ۳/۱ چھ گھوڑے عطا کیے اور باقی تینوں میں سے ایک حصہ ۹/۱ کے مطابق دو گھوڑے اس بیوہ کو دے دیئے اور آخری اپنا گھوڑا خود لے لیا، آپ کا یہ فیصلہ دیکھ کر سب لوگ حیران رہ گئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظرافت سے بھرپور ایک جواب

ایک شخص حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حاجب (چوکیدار) کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع کر دو کہ آپ کا باپ شریک اور ماں شریک بھائی دروازے پر ہے، معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاجب سے حال معلوم کر کے فرمایا کہ میں نے تو اس کو پہچانا نہیں۔ پھر کہا اچھا بلالو، جب یہ شخص سامنے پہنچا تو معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا کہ تو میرا بھائی کس طرح ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں آدم اور حوا کا بیٹا ہوں، یہ سن کر انہوں نے غلام کو حکم دیا کہ اس کو ایک درہم دے دے، اس نے کہا کہ اپنے بھائی کو جو کہ ماں اور باپ دونوں میں شریک ہے آپ ایک درہم

دے رہے ہیں؟ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اگر میں اپنے ان سب بھائیوں کو جو آدم وحوا کی اولاد ہیں دینے بیٹھوں گا تو تیرے حصے میں یہ بھی نہیں آئے گا۔

بندر کی ذکاوت اور کمالِ عدل

ابوصالح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کشتی میں شراب فروخت کیا کرتا تھا اور اس میں پانی ملا دیا کرتا تھا اور اس کے ساتھ کشتی میں ایک بندر بھی تھا ایک مرتبہ اس کی وہ تھیلی جس میں اس کے دینار تھے، اس بندر کے ہاتھ آگئی وہ اس کو لے کر کشتی کے مستول کی چوٹی پر چڑھ گیا اور اس تھیلی کو کھول کر ایک دینار دریا میں پھینکتا اور ایک کشتی میں ڈالنا شروع کر دیا یہاں تک کہ تھیلی میں کچھ باقی نہ رہا۔

(بندر کی ذکاوت نے کمال عدل کا تماشا دکھایا کہ پانی کے حصہ کی قیمت دریا کے حوالے کی اور اصل شے کی قیمت مالک کو دے دی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حافظہ اور ذہانت

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذہانت و فطانت کے ساتھ غیر معمولی قوتِ حافظہ سے بھی نوازا تھا، شروع شروع میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذہن سے محو ہو جاتے تھے یہ بات ان کے لئے سوہانِ روح تھی۔ خود فرماتے ہیں کہ ایک دن میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

''یارسول اللہ! میں آپ کی بہت سی روایات کو سنتا ہوں لیکن (حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے (بعض) ارشادات بھول جاتا ہوں''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''چادر بچھاؤ''

میں نے چادر بچھائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں سے لپ بنا کر اس

چادر میں ڈال دی پھر فرمایا:

''اس چادر کو لپیٹ کر اپنے سینے سے لگاؤ''

میں نے اس کو اپنے سینے سے لگالیا، اس کے بعد میں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد نہیں بھولا''۔ (صحیح بخاری، کتاب العلم ۱/۲۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حافظہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ

علامہ ابوبکر قسطلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نسیان کی کمزوری باقی نہ رہی (حالانکہ تھوڑی یا زیادہ کمزوری انسانی فطرت کا خاصہ ہے) درحقیقت ایسا ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور ایسے امور کا عقلِ انسانی احاطہ نہیں کرسکتی۔ (قسطلانی (۱/۲۸۰)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ''البدایۃ والنہایۃ'' میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:

''جو شخص چادر پھیلائے گا یہاں تک کہ میں بات ختم کروں اور پھر اس کو لپیٹ لے تو یہ شخص کبھی میری کوئی بات نہیں بھولے گا''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پوری ہونے سے پہلے چادر کو پھیلایا اور لپیٹ لیا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات میرے حافظہ سے خطا نہیں ہوئی''۔ (البدایۃ والنہایۃ (۸/۱۰۵)

تمنائے دل اور اس کی تکمیل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شدید خواہش تھی کہ انہیں ایسا علم عطا ہو جائے

جسے وہ کبھی نہ بھولیں۔ ایک موقع پر ان کی یہ دیرینہ خواہش ایک عجیب انداز میں پوری ہوگئی، وہ اس طرح کہ ایک دفعہ کوئی شخص حبر الامۃ حضرت زید بن ثابت کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے کوئی مسئلہ دریافت کیا، انہوں نے فرمایا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کرو!'' پھر خود ہی یہ واقعہ سنایا:

''ایک دن میں، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فلاں شخص مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھے دعا اور ذکر الٰہی میں مشغول تھے کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمارے پاس بیٹھ گئے۔ ہم خاموش ہو گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم لوگ اپنا کام جاری رکھو'' اس کے بعد میں نے اور ہمارے پاس موجود شخص نے دعا مانگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر آمین کہا۔ اس کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ الٰہی میں یوں عرض پیرا ہوئے:

''یا الٰہی! جو کچھ میرے ساتھی مجھ سے پہلے مانگ چکے ہیں
وہ مجھے بھی عطا کر اس کے علاوہ میں تجھ سے ایسے علم کا سوال کرتا
ہوں جو کبھی فراموش نہ ہو''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بھی آمین کہا، پھر میں نے اور میرے ساتھی نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ! ہم بھی ایسے علم کا سوال کرتے ہیں جو
فراموش نہ ہو''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دوسی نوجوان اس چیز میں تم پر سبقت لے گیا''

یعنی اللہ کی طرف سے اس وقت حافظہ کی جو قوت تقسیم ہوئی تھی وہ اس دوسی نوجوان یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آچکی ہے۔

حفظِ احادیث کو عبادت کا درجہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حفظ حدیث کو عبادت کا درجہ دیتے تھے اور صرف

ان کے ایک دفعہ سن لینے ہی کو کافی نہ سمجھتے بلکہ ان کا اعادہ وتکرار بھی کثرت سے کرتے تھے۔خود فرماتے ہیں:

''میں نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا، ایک تہائی میں نماز پڑھتا تھا، ایک تہائی میں آرام کرتا تھا اور ایک تہائی میں احادیث کا دور کیا کرتا تھا'' (سنن دارمی (۸۲/۱)

بے نظیر حافظہ

ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دوسرے صحابی سے ملے تو ان سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گزشتہ رات عشاء کی نماز میں کون سی سورت پڑھی تھی۔

انہوں نے جواب دیا ''مجھے پتہ نہیں''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا ''کیا تم نماز میں شریک نہیں تھے؟''

انہوں نے کہا ''شریک تو تھا لیکن مجھے یاد نہیں ہے''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں سورت تلاوت فرمائی تھی''

سب سے بڑے حافظِ حدیث

اپنے قوی حافظہ اور مسموع احادیث کے اعادہ وتکرار کی بدولت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے بڑھ کر حافظ حدیث ہو گئے تھے۔ ان کے مشہور شاگرد حضرت ابو صالح السمان رحمہ اللہ کا یہ قول ہے۔

''ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ میں سب سے بڑے حافظِ حدیث تھے، میں یہ نہیں کہتا کہ وہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سب سے افضل ہیں میرا مطلب یہ ہے کہ حفظِ حدیث میں

سب سے بڑھ گئے تھے"۔ (تذکرۃ الحفاظ (۶/۳۴) الاصابۃ (۴/۲۰۵))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حافظہ کا امتحان

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الکنی" میں نقل کیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ مروان بن الحکم جو دمشق کی مروانی حکومت کا سب سے پہلا حکمران ہے اس کے سیکرٹری ابوالزعزہ کا بیان ہے کہ ایک دن مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب کیا بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثرت سے جو حدیثیں روایت کیا کرتے تھے اس سلسلے میں مروان کچھ شکوک وشبہات میں مبتلا تھا، بہر حال بلانے پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ مروان نے ان کے آنے سے پہلے ہی اپنے سیکرٹری ابوالزعزہ کو حکم دے رکھا تھا کہ پردہ کے پیچھے دوات قلم اور کاغذ لے کر بیٹھ جائے۔ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیثیں پوچھوں گا جو حدیثیں وہ بیان کریں ان کو تم لکھتے چلے جانا۔ یہی کیا گیا۔ مروان چھیڑ چھاڑ کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیثیں پوچھنے لگا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے جاتے تھے اور پس پردہ ابوالزعزہ لکھتا چلا جاتا تھا ان حدیثوں کی تعداد کیا تھی، خود ابوالزعزہ کا بیان ہے:

فجعل يسئل وانا اكتب حديثا كثيرا

پس مروان ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھنے لگا اور میں نے بہت سی حدیثیں لکھ لیں۔

بہر حال "حديثا كثيرا" (بہت سی حدیثوں) کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حدیثوں کی کافی معقول تعداد تھی جو اس وقت قلمبند ہوئیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قطعاً مروان کی اس پوشیدہ کارروائی کی خبر نہ تھی، مجلس برخواست ہوگئی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے گئے اور مروان نے ان حدیثوں کے اس مجموعہ کو بحفاظت تمام رکھوادیا سال بھر کے بعد ابوالزعزہ کہتے ہیں کہ مروان نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوبارہ طلب کیا اور مجھے حکم دیا کہ مکتوبہ حدیثوں کے اسی مجموعہ کو لے کر پردہ کے پیچھے بیٹھ

جاؤ، میں ان سے ان ہی حدیثوں کو پوچھوں گا، دیکھو اب کی دفعہ وہ کیا بیان کرتے ہیں تم ان مکتوبہ حدیثوں سے ان کو ملاتے جانا۔ حکومت کی طرف سے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گویا یہ امتحان تھا۔ امتحان لیا گیا، نتیجہ کیا نکلا؟ ابوالزعزہ کی زبانی سنئے:

﴿ فترکہ سنة ثم ارسله اليه واجلسني وراء الستر فجعل يسأله وانا انظر في الكتاب فما زاد ولا نقص ﴾ (الصحيح لنبخاری، کتاب الکنی تذکرة الحفاظ ۱/۳۴، الاصابة (۴/۲۰۵)

''پس مروان نے نوشتہ حدیثوں کے مجموعہ کو سال بھر تک رکھ چھوڑا، سال بھر کے بعد مجھے پھر پس پردہ بٹھا کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھنے لگا، اور میں کتاب میں دیکھتا جاتا تھا، پس ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ کسی لفظ کا اضافہ کیا اور نہ ہی کم کیا''۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان حدیثوں کے متعلق تو صحیح طور پر نہیں بتایا جا سکتا کہ ان کی صحیح تعداد کیا تھی، بس اتنا معلوم ہوتا ہے کہ چند قلیل روایتیں نہیں تھیں، کثیر روایتوں کا مجموعہ تھا۔ (سیر اعلام النبلاء ۲/۴۳۱ الاصابة (۴/۲۰۸) البداية والنهاية (۸/۱۰۶)

ترجمان القرآن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حافظہ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس عظیم صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حیرت انگیز قوتِ حافظہ عطا کی گئی تھی، مولانا مناظر احسن گیلانی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''تدوین حدیث'' میں نقل کیا ہے:

''ایک مرتبہ آپ کے سامنے عمر بن ابی ربیعہ شاعر آیا اور ستر اشعار کا ایک طویل قصیدہ پڑھ گیا۔ شاعر کے جانے کے بعد ایک شعر کے متعلق گفتگو چلی، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ

مصرعہ اس نے یوں پڑھا تھا۔ جو مخاطب تھا اس نے پوچھا کہ تم کو پہلی مرتبہ میں کیا پورا مصرعہ یاد رہ گیا؟ بولے کہو تو پورے ستر اشعار سنا دوں اور سنا دیا''۔ (تدوین حدیث ص ۱۰۴)

عرب کے سب سے بڑے عالم

خلیفہ ثالث حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں مصر کے گورنر عبداللہ بن ابی سرح کے زیر قیادت ۲۷ھ میں افریقہ پر فوج کشی ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مدینہ منورہ سے ایک جماعت کے ساتھ چل کر اس مہم میں شریک ہوئے اور ایک موقع پر سفارت کی ذمہ داری کے دوران جرجیر شاہ افریقہ سے مکالمہ ہوا، اس کو ان کی ذہانت وقوت یادداشت سے انتہائی حیرت ہوئی اور بولا:

''میں خیال کرتا ہوں کہ آپ حبر عرب یعنی عرب کے سب سے بڑے عالم ہیں''۔ (سیر الصحابہ ۲/۲۳۹)

آخر یہ مقام کیوں حاصل نہ ہوتا جبکہ آپ کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بارہا علم وفہم میں اضافے کی دعائیں نصیب ہو چکی تھیں۔ یہ وہ نعمت ہے جو قسمت والوں کو ہی ملا کرتی ہے اور جس کو مل جاتی ہے وہ دیدہ ور وبامراد ہو جاتا ہے۔

کسی کی بزم نے دنیائے دل بدل ڈالی
خودی کے ساتھ گیا بے خودی کے ساتھ آیا

اک بار ان آنکھوں نے بھی دیکھی وہ بہاریں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایک شاگرد شقیق تابعی بیان کرتے ہیں۔

''ایک مرتبہ حج کے موقع پر عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خطبہ دیا اور اس میں سورۂ نور کی تفسیر بیان کی، میں کیا بتاؤں کہ وہ تفسیر کیا تھی، اس سے پہلے نہ میرے کانوں نے سنی، نہ آنکھوں

نے دیکھی تھی، اگر اس تفسیر کو فارس اور روم والے سن لیتے تو پھر اسلام سے انہیں کوئی چیز نہ روک سکتی''۔ (مستدرک حاکم (۳/ ۵۳۷)

سیر الصحابہ (۲/ ۲۴۹)

ایک بے مثال علمی محفل کی سرگزشت

اسی علم وفضل کا نتیجہ تھا کہ آپ کا حلقہ درس و تدریس انتہائی وسیع تھا، سینکڑوں طلب گار روزانہ ان کے خرمن کمال سے خوشہ چینی کرتے اور نورِ الٰہی سے اپنا دامن بھرتے تھے۔ حیاتِ طیبہ کا ہر ہر لمحہ علم کی نشر واشاعت کے لئے وقف کر رکھا تھا، آپ کے ایک شاگرد ابو صالح تابعی بیان کرتے ہیں:

''میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاں ایک ایسی علمی مجلس بھی دیکھی ہے کہ اگر سارا قریش اس پر فخر کرے تو بجا ہوگا۔ اس مجلس کا یہ حال تھا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مکان کے سامنے آدمیوں کا اتنا ازدحام تھا کہ ان کی کثرت سے آمد ورفت مشکل تھی، میں نے جا کر اس ازدحام کی اطلاع دی تو مجھ سے پانی مانگا، میں پانی لایا، انہوں نے وضو کیا، وضو کر کے بیٹھ گئے، پھر مجھ سے کہا جاؤ قرآن کے شعبہ کے متعلق جو سائل ہوں ان کو اطلاع دو، میں نے اطلاع دی، دیکھتے ہی دیکھتے سائلوں سے سارا گھر اور تمام حجرے بھر گئے، جس نے جو سوال کیا اس کے سوال سے زیادہ اس کو جواب دے کر رخصت کیا، پھر مجھ سے کہا جاؤ اور حلال وحرام اور نفقہ کے سائلوں کو بلا لاؤ، میں نے ان لوگوں کو اطلاع دی، چنانچہ ان کا جم غفیر آیا اور جس کو جو سوالات کرنا تھے، پیش کئے، فرداً فرداً سب کو نہایت تشفی بخش اور ان کے سوالات سے زیادہ جواب دے کر رخصت کیا، پھر فرمایا کہ اب تمہارے دوسرے بھائیوں کی باری ہے، اس کے بعد فرائض وغیرہ

کے سائلوں کو بلایا، ان کی چاہت سے زیادہ جوابات دے کر فارغ ہوئے تو مجھ سے کہا کہ عربی زبان، شعر وشاعری اور ادب و انشاء کے سائلوں کو بلالاؤ، چنانچہ میں نے اطلاع دی، یہ لوگ آئے، ان کے ہجوم کا بھی وہی حال تھا ان لوگوں نے جو سوالات کئے ان کے سوالات سے زیادہ جوابات دیئے''۔

ابوصالح یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا کرتے تھے:

''میں نے کسی شخص کی اتنی بڑی مجلس نہیں دیکھی''

(مستدرک حاکم (۳/۵۳۸) سیر الصحابہ (۲/۲۶۲))

حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حیرت انگیز حافظہ

حضرت جعفر بن عمرو الضمری بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ عبید اللہ بن عدی بن الخیار کے ساتھ حضرت وحشی سے ملنے گیا، عبید اللہ رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کو پہچانتا تو نہیں البتہ مجھے اتنا یاد ہے کہ آج سے سالہا سال پہلے میں ایک عدی بن الخیار نامی شخص کے ہاں گیا تھا، اس دن عدی کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا تھا، میں اس بچہ کو چادر میں لپیٹ کر اس کی مرضعہ کے پاس لے گیا تھا، بچہ کا سارا جسم ڈھکا ہوا تھا، صرف پاؤں میں نے دیکھے تھے، تمہارے پاؤں اس بچہ کے پاؤں کے ساتھ بہت زیادہ مشابہ ہیں۔

(درس ترمذی ج۱ ص۳۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد کی ذہانت

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اپنی سند کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف بھیجتے وقت فرمایا تھا تم کس چیز کیساتھ

فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ کتاب اللہ کے ساتھ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر وہ تمہیں کتاب اللہ میں نہ ملے تو؟ انہوں نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ساتھ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہیں سنت میں بھی نہ ملا تو پھر ؟ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تب میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا، آپ نے اس کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کو اس کی رضا کے مطابق حق کی توفیق دی۔

اور یہ بھی ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اس دن کے متعلق پوچھتے تھے کہ آج کیا دن ہے؟ یہ کون سی جگہ ہے؟ اور وہ پوری طرح سے صحیح جواب جانتے تھے مگر ادب کے تقاضے سے کہتے تھے کہ اللہ و رسولہ اعلم مبادا خدا اور رسول سے تقدم ہو جائے، ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بن نفیع بن حارث ثقفی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے آخری حج میں پوچھا یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ خاموش ہو گئے حتی کہ ہم نے سوچا کہ شاید آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے، مگر آپ نے فرمایا کہ کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم نے کہاں ہاں ضرور ہے، پھر آپ نے فرمایا کہ یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، آپ خاموش ہو گئے حتی کہ ہم نے سوچا کہ شاید آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے، پھر آپ نے فرمایا کہ کیا یہ باحرمت شہر مکہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا ہاں ضرور ہے، آپ نے فرمایا کہ آج کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، آپ خاموش ہو گئے حتی کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے، پھر آپ نے فرمایا کہ کیا یہ ۱۰ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا کہ یقیناً ایسا ہی ہے۔

(تفسیر فی ظلال القرآن جلد ۹ ص ۳۸۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عقل مندی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

مجھ سے فرمایا کہ جب کبھی تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو میں جان لیتا ہوں اور جب کبھی تم مجھ سے خفا ہوتی ہو تو بھی جان لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، وہ کس طرح؟ فرمایا، جب تم راضی اور خوش ہوتی ہو تو قسم کھاتے وقت یوں کہتی ہو "لا ورب محمد" مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی قسم! اور جب کبھی ناراض ہوتی ہو تو قسم یوں کھاتی ہو "لا ورب ابراھیم" مجھے ابراہیم علیہ السلام کے رب کی قسم! حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ بے شک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بات ایسی ہی ہے لیکن "ما اھجر الا اسمک" رسول اللہ میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں، محبت تو آپ کی بدستور میرے دل میں رہتی ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۷۲)

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذہانت اور ذکاوت

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابی بکر صدیق سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسماء نے فرمایا جب آپ علیہ السلام مکہ سے مدینہ ہجرت کے لئے چلے اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے گھر کا سارا مال جو پانچ ہزار درہم تھے یا چھ ہزار درہم تھے ان کو بھی ساتھ لے لیا تو میرے دادا ابوقحافہ آئے اور وہ اس وقت نابینا تھے۔ فرمایا اللہ کی قسم اس نے تو تمہیں اپنی جان کے ساتھ ساتھ مال کی طرف سے بھی تکلیف میں ڈال دیا ہے (کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارا مال لے گئے ہوں گے) میں نے کہا کہ بابا جان ایسا ہرگز نہیں ہوا۔ انہوں نے کچھ پتھر رکھ کر ان پر کپڑا ڈال کر دادا جان کا ہاتھ ان پر لگوایا اور کہا کہ یہ ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں اور وہ کپڑے کے اوپر سے ان کو چھور ہے تھے فرمایا بہر حال اگر تمہارے لئے یہ چھوڑا ہے تو بہتر ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حقیقت میں اللہ کی قسم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمارے لئے نہ تھوڑا چھوڑا تھا نہ زیادہ۔ (کتاب الاذکیاء ص ۲۳۸)

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عجیب ذہانت

ابن ابی زناد سے مروی ہے کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص مبارک تھی جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیئے گئے تو قمیص مبارک کہیں کھو گئی تو اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قمیص مبارک کے بارے میں فرمایا اس رنج میں مجھ پر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہونے سے زیادہ افسوس ہوا۔ بعد میں وہ قمیص عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل کے پاس مل گئی۔ اس نے کہا کہ اگر حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری مغفرت کی دعا کر دیں تو میں یہ قمیص لوٹا دوں گا ورنہ نہیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل کے لئے کیسے استغفار کر سکتی ہوں؟ لوگوں سے کہہ دیا کہ آ جائے۔ ٹھیک ہے۔

تو وہ شخص قمیص لے کر آیا اور ساتھ میں حضرت عبداللہ بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا قمیص عبداللہ بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر دو اس نے دے دی۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ آپ کی مغفرت کرے اے عبداللہ۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس سے حضرت عبداللہ بن عروہ مراد لیا۔ (وہ قاتل سمجھا کہ اس سے میں اللہ کا بندہ مراد ہوں)۔ (کتاب الاذکیا ص ۲۳۸ کتاب الحمقی والمغفلین)

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

تیسرا باب

قوّتِ حافظہ اور ذہانت
پر
حیرت انگیز واقعات

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

تاریخ اسلام کے مطالعہ میں ہمیں ایسی دیدہ ور اور ہمہ گیر شخصیات کا ذکر ملتا ہے کہ قدرت کی طرف سے ان میں کچھ جسمانی کمزوریاں ودیعت کی گئی لیکن یہ کمزوریاں انہیں آگے بڑھنے اور بام عروج تک رسائی سے نہ روک سکیں۔علمائے اسلام کی فہرست میں ہمیں بہت سے ایسے حضرات کا تذکرہ ملتا ہے جو ظاہری بینائی سے محروم تھے لیکن ان کے دل کی روشنی عام لوگوں سے زیادہ تابناک اور مسحور کن تھی۔نورِ بصارت سے تو محروم تھے لیکن نورِ بصیرت ان کے سینوں میں تلاطم خیز تھا۔ان علماء میں ایک بہت بڑا نام حضرت قتادہ بن عامر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۷ھ) کا بھی ہے، جن کا شمار جلیل القدر تابعین میں ہوتا ہے۔

مضبوط ترین حافظہ کے مالک

ظاہری بینائی سے محروم، مشہور علماء میں قتادہ بن دعامہ کے نام کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔قوتِ حافظہ میں ضرب المثل اس لاثانی شخصیت کے بارے میں علم الرجال کے مشہور امام ابوبکر بن عبداللہ مزنی فرماتے ہیں:

﴿من اراد ان ینظر الی احفظ اھل زمانه فلینظر الی قتادة ما ادرکنا الذی ھو احفظ منه﴾

''جس کی یہ خواہش ہو کہ اپنے زمانہ کے سب سے مضبوط حافظہ والے شخص کو دیکھے، اسے چاہیے کہ وہ قتادہ سے ملاقات کرے کیونکہ ہم نے ان سے زیادہ اچھا حافظہ کسی کا نہیں دیکھا''

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ خود فرمایا کرتے تھے:

﴿ماسمعت اذنای شیأ قط الا وعاہ قلبی﴾

''جب بھی میرے کانوں نے کسی بات کو سنا میرے دل نے اسے محفوظ کرلیا''

مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿هو تابعي جليل يقال ولد اكمه قد اتفقوا على انه احفظ اصحاب الحسن البصرى ﴾

''قتادہ رحمۃ اللہ علیہ ایک جلیل القدر تابعی ہیں، آپ نابینا پیدا ہوئے، علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حسن بصری کے شاگردوں میں سب سے مضبوط حافظہ آپ کا تھا'' (مذکورہ اقوال کے لئے دیکھئے: نفحة العرب لشيخ الادب محمد اعزاز على رحمة الله عليه، ص ۳۱)

دس سال بعد چور کی پہچان

ابن المدینی نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک اعرابی نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے دروازہ پر صدا لگائی اور مراد ملنے پر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد معلوم ہوا کہ وہ بھیک کے ساتھ ساتھ وہاں سے ایک پیالہ بھی لے اڑا ہے۔

دس سال بعد حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ حج کرنے کے لئے تشریف لائے، وہ اعرابی بھی وہاں آپہنچا، اس نے پھر سوال کیا، آپ اس کو دیکھ تو نہ سکتے تھے البتہ اس کی آواز کو پہچان لیا اور فوراً بولے:

﴿صاحب القدح هذا﴾

''پیالے والا یہی ہے''

لوگوں نے اس کو پکڑ لیا، پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے اقرارِ جرم کر لیا۔ (نفحة العرب لشيخ الادب محمد اعزاز على رحمة الله عليه ص ۳۱)

صحیفہ جابر رضی اللہ عنہ کے حافظ

امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قصہ نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ سعید بن عروبہ سے قتادہ نے کہا ''قرآن کھول کر بیٹھ جاؤ

میں سورۂ بقرہ سناتا ہوں''۔ سعید کہتے ہیں کہ ''میں نے اول سے آخر تک سنا، ایک حرف کی بھی غلطی قتادہ نے نہ کی، پھر مجھ کو مخاطب کر کے کہنے لگے:

﴿لأنا لصحيفة جابر أحفظ منى لسورة البقرة﴾

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نوشتہ حدیثوں کا مجموعہ جس کا نام صحیفہ تھا وہ مجھے سورۂ بقرہ سے بھی زیادہ یاد ہے۔'' (تاریخ کبیر بخاری (۱۸۲/۴)

حضرت قتادہ کے سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ سوالات

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے کہ بصرہ جوان کا وطن تھا، وہاں کے علماء وقت سے استفادہ کے بعد مدینہ منورہ سعید بن مسیّب تابعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔ معلومات سے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا دماغ پہلے ہی سے بھرا ہوا تھا۔ مدینہ آنے کی غرض اضافہ کے ساتھ ساتھ ان کی معلومات حاصلہ میں زیادہ جلا پیدا کرنا تھا۔ سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ سے سوالات کا ایک لامتناہی سلسلہ انہوں نے چھیڑ دیا۔ مہمان خیال کر کے کچھ دن تو سعید کچھ نہ بولے۔ جو کچھ پوچھتے جواب دیتے جاتے تھے مگر بات جب برداشت سے باہر ہوگئی تب ذرا غصہ کے لہجہ میں سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

''جو کچھ تم نے اب تک دریافت کیا ہے ان کو تم یاد کر چکے؟''

مطلب یہ تھا کہ صرف تم پوچھتے ہی چلے جاتے ہو، جو کچھ اب تک سن چکے ہو اسے یاد بھی کیا ہے یا نہیں۔ اس پر قتادہ نے نہایت سادگی سے جواب دیا:

''جی ہاں! جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا ہے مجھے سب یاد ہے''۔

اسی کے ساتھ سنبھل کر بیٹھ گئے اور فقط وہی چیزیں نہیں جو سعید سے سنی تھیں بلکہ سعید کے سوا جس جس مسئلہ کے متعلق دوسرے علماء سے انہوں نے اس وقت تک جو کچھ سنا تھا سب سنانا شروع کر دیا۔ طبقات ابنِ سعد میں کہ قتادہ کہتے جاتے تھے:

﴿سألتک عن كذا فقلت فيه كذا وسألتک عن كذا فقلت فيه كذا وقال فيه حسن كذا﴾

''آپ سے یعنی سعید بن میسیّب سے میں نے فلاں بات پوچھی، اس کا جواب آپ نے یہ دیا اور فلاں بات دریافت کی اس کا جواب آپ نے یہ دیا۔ اس مسئلہ میں حسن (بصری ان کے بصری استاد) نے مجھے یہ بتایا تھا''۔ (طبقات ابن سعد، ۲/۷، قسم دوم)

سعید بن میسیّب کی شخصیت حالانکہ خود بھی غیر معمولی تھی لیکن قتادہ کے حافظہ کی اس آہنی فولادی گرفت کو دیکھ کر فرمانے لگے:

﴿ما كنت أظن ان الله خلق مثلك﴾

''میں نہیں سمجھتا تھا کہ تجھ جیسے آدمی کو بھی خدا نے پیدا کیا ہے۔''

یہ بھی لکھا ہے کہ زیادہ دن گزرنے نہ پائے تھے کہ آخر سعید بن میسیّب کو قتادہ کے سامنے یہ اقرار کرنا پڑا:

﴿ارتحل يا أعمىٰ فقد نزفتني﴾

''اندھے اب تم اپنے وطن کی راہ لو مجھے تو تم نے نچوڑ ہی لیا یعنی باقی کچھ نہ چھوڑا۔''

حضرت قتادہ کے فرمودات میں منقول ہے کہ حافظہ کی حیرت انگیز مضبوطی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔ سعید بن میسیّب نے قتادہ کی غیر معمولی یادداشت کی قوت دیکھ کر یہ جو کہہ دیا تھا کہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ تجھ جیسے آدمی کو بھی خدا نے پیدا کیا ہے، شاید یہ یا اسی قسم کی دوسری باتوں نے قتادہ میں یہ خیال پیدا کر دیا ہو کہ حافظوں کے جن غیر معمولی آثار ونتائج کا تجربہ اس زمانے میں ہو رہا ہے یہ اسلام کی خصوصیت خاصہ ہے۔ (تدوینِ حدیث، ص ۱۶۸)

حضرت قتادہ کا لاجواب حافظہ، اہل علم کی نظر میں

امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے لاجواب حافظہ کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

﴿کان قتادہ احفظ اھل البصرۃ لا یسمع شیأ الا حفظہ قرأت علیہ صحیفۃ جابر مرۃ فحفظھا﴾

''قتادہ رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کے سب سے بڑے عالم تھے، وہ جب بھی کسی چیز کو سنتے اسے زبانی یاد کر لیتے میں نے ان کے سامنے صحیفہ جابر ایک مرتبہ پڑھا اور آپ نے اسے یاد کر لیا''

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿قصصت علی قتادۃ سبعین حدیثا کلھا یقول فیھا سمعت انس بن مالک الا اربعۃ﴾

''میں نے قتادہ کو ستر احادیث سنائیں ان میں چار کے علاوہ باقی سب کے بارے میں فرمایا کہ یہ تو میں انس بن مالک سے سن چکا ہوں''

سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿ما اتانا عراقی احفظ من قتادۃ﴾

''میرے پاس قتادہ سے زیادہ مضبوط حافظہ والا کوئی عراقی نہیں آیا۔'' (تذکرۃ الحفاظ ۱/۱۱۶)

ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۴ھ) کا شمار علم حدیث کے صف اول کے مدونین میں ہوتا ہے۔ حدیث کے اس مشہور امام کو اللہ تعالیٰ نے بلا کا حافظہ عطا کیا تھا، خود فرماتے ہیں۔

''جب میں ''بقیع'' سے گزرتا ہوں تو کانوں کو بند کر لیتا ہوں اس اندیشہ سے کہ ان میں کوئی فحش بات داخل ہو جائے، کیونکہ خدا کی قسم! میرے کان میں اب تک کوئی بات ایسی داخل نہیں ہوئی جسے میں بھول گیا ہوں''۔ (تہذیب الکمال، ۲۶، ۴۳۳)

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حافظہ کا امتحان

ایک مرتبہ مروانی حکومت کے فرمانروا ہشام بن عبدالملک نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا امتحان لیا، تاریخی روایات میں تصریح کی گئی ہے کہ چار حدیثوں کا یہ مکتوبہ مجموعہ تھا۔ قصہ بیان یہ کیا جاتا ہے کہ جیسے مروان نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایتوں اور ان کی قوتِ یادداشت کو جانچنا چاہا تھا اسی طرح اپنے عہدِ حکومت میں ہشام نے بھی ابنِ شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کا امتحان کرنا چاہا۔ اس نے امتحان لینے کی یہ ترکیب اختیار کی کہ ایک دن دربار میں زہری کسی ضرورت سے آئے ہوئے تھے، اس نے خواہش ظاہر کی شہزادے یعنی اس کے لڑکے کے لئے کچھ حدیثیں لکھوا دیجئے، زہری راضی ہو گئے۔ کاتب کو بلایا گیا اور زہری نے جیسا کہ ذہبی نے لکھا ہے:

" فاملی علیه اربع مائة حدیث "

" ذہبی نے چار سو حدیثیں شہزادے کے لئے لکھوا دیں "

(تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۰۱)

کہتے ہیں کہ ایک مہینے کے بعد ہشام کے دربار میں پھر زہری پہنچے تو بڑے افسوس کے لہجے میں ہشام نے کہا:

﴿ان ذالک الکتاب ضاع﴾

" یعنی وہ کتاب جسے آپ نے لکھوا کر شہزادے کو دی تھی وہ گم ہو گئی "

زہری نے کہا: تو یہ پریشانی کی کیا بات ہے، کاتب کو بلوایئے پھر لکھوا دیتا ہوں۔ یہی ہشام کی غرض تھی، کاتب بلایا گیا وہیں بیٹھے بیٹھے زہری نے پھر ان ہی چار سو حدیثوں کو لکھوا دیا۔ پہلا مسودہ درحقیقت غائب نہیں ہوا تھا، یہ ہشام کی ایک ترکیب تھی۔ جب زہری دربار سے اٹھ کر گئے تو:

﴿قابل بالکتاب الاول فما غادر حرفا واحدا﴾

" ہشام نے پہلی کتاب سے دوسری دفعہ لکھائے ہوئے

نوشتے سے مقابلہ کیا (معلوم ہوا) ایک حرف بھی زہری نے نہ چھوڑا تھا"۔

بلاشبہ زہری کے حافظہ کا یہ کمال تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۰۱)

اسی (۸۰) دن میں حفظِ قرآن

اسی غیر معمولی قوتِ حافظہ کا نتیجہ تھا کہ پورا قرآن مجید صرف اسی (۸۰) دن میں حفظ کرلیا تھا۔ (تدوینِ حدیث ص ۱۴)

ابنِ شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے ہوئے کہ ایک دفعہ سن لینے کے بعد آج تک دوبارہ پھر اسی حدیث کے متعلق دریافت کرنے کی ضرورت مجھے کبھی نہیں ہوئی اور نہ کبھی کسی حدیث کے متعلق مجھے شک ہوا، خود اپنا ذاتی تجربہ اپنے حافظہ کے متعلق یہ بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ ایک حدیث کے بعض الفاظ میں مجھے شک سا ہوا:

﴿فسألت صاحبي فاذا هو كما قلت﴾

"میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا تب معلوم ہوا کہ صحیح وہی تھا جو میں کہتا تھا"۔

"کتاب الصدقہ" کے حافظ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمال کو بھیجنے کے لئے ایک مرتبہ ایک کتاب املاء کرائی تھی، جو کتاب الصدقہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کتاب بھجوا نہ سکے تھے کہ آپ کی وفات ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ کتاب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہی اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی، پھر ان کے دو صاحبزادوں حضرت عبداللہ اور حضرت عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس آئی، پھر ان سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حاصل کر کے اس کی نقل کی اور ان سے حضرت سالم بن عبداللہ کے پاس منتقل ہوئی، حضرت سالم سے امام ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حفظ کیا اور دوسروں کو پڑھایا۔ لہٰذا اس اہم ترین

مسودہ حدیث کی تبلیغ واشاعت بھی امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حصہ میں آئی۔

(درس ترمذی ۱/ ۳۸)

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بے مثال حافظہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ابھی بچپن ہی تھا کہ ان کے والد اسماعیل بن ابراہیم کا انتقال ہوگیا اور تربیت کی ساری ذمہ داری والدہ ماجدہ پر آگئی، ادھر اسی بچپن کے زمانے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بینائی زائل ہوگئی جس سے والدہ کو بہت صدمہ ہوا، وہ بڑی عبادت گزار اور خدارسیدہ خاتون تھیں، الحاح وزاری کے ساتھ انہوں نے دعائیں کیں، ایک مرتبہ رات کو خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہوئی تو انہوں نے بشارت سنائی کہ تمہاری دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے بیٹے کی بینائی لوٹا دی ہے۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ گرمی اور دھوپ میں طلب علم کے لئے سفر سے پھر دوبارہ بینائی جاتی رہی، خراسان پہنچے، کسی نے سر کے بال صاف کرانے اور گلِ خطمی کے ضماد کا مشورہ دیا، اس سے بینائی پھر واپس لوٹ آئی۔

بچپن میں مکتبی زندگی کے دوران ہی حفظ حدیث کا شوق پیدا ہوا جبکہ عمر دس سال سے متجاوز نہ تھی، مکتب سے نکلنے کے بعد محدث داخلی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ دوسرے محدثین کے حلقہ دروس میں شرکت شروع کی۔

ایک دن امام داخلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سند بیان کی: ”سفیان عن ابی الزبیر عن ابراھیم“ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے عرض کیا: ”ابو الزبیر لم یروی عن ابراھیم“ استاذ نے طفل نو آموز سمجھ کر توجہ نہیں دی بلکہ جھڑک دیا تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سنجیدگی سے عرض کیا کہ آپ کے پاس اصل ہو تو مراجعت فرمالیں۔ بات معقول تھی، حضرت محدث داخلی رحمۃ اللہ علیہ اندر گھر میں گئے اور اصل کو ملاحظہ فرمایا تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بات درست نکلی، واپس آئے تو پوچھا: لڑکے! اصل سند کیا: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ھو الزبیر وھو ابن عدی

عن ابراھیم " حضرت محدث داخلی رحمۃ اللہ علیہ نے قلم لے کر اصلاح کرتے ہوئے فرمایا: "صدقت" کسی نے پوچھا کہ: اس وقت آپ کی عمر کیا تھی؟ تو فرمایا: گیارہ برس!

علامہ بیکندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: محمد بن اسماعیل جب درس میں آجاتے تھے تو مجھ پر تحیر کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے، اور میں حدیث بیان کرتے ہوئے ڈرتا ہوں۔

ایک مرتبہ حضرت سلیم بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ، علامہ بیکندی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا کہ: اگر تم تھوڑی دیر پہلے آتے تو میں تمہیں ایسے لڑکے سے ملواتا جس کو ستر ہزار احادیث یاد ہیں۔

ایک مرتبہ علامہ بیکندی رحمۃ اللہ علیہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ: تم میری تصنیف پر نظر ڈالو اور جہاں غلطی ہو اصلاح کردو! تو کسی نے بڑے تعجب سے کہا کہ: یہ لڑکا کون ہے؟ یعنی علامہ بیکندی رحمۃ اللہ علیہ امام العصر ہوکر اس سے اپنی کتاب کی اصلاح کیلئے کہہ رہے ہیں! تو حضرت علامہ بیکندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کا کوئی ثانی نہیں ہے!

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن میں ستر ہزار حدیثیں یاد تھیں۔ (مقدمہ فتح الباری ص ۴۸۴)

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی موضوع سخن اور بھی ہیں

فتح الباری کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ حضرت حاشد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بصرہ کے مشائخ کے پاس جایا کرتے تھے، ہم لوگ لکھا کرتے تھے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نہیں لکھتے تھے، بطور طعن رفقاء درس امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کرتے تھے کہ آپ خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کرتے ہیں، احادیث لکھتے نہیں! زیادہ چھیڑ چھاڑ جب ہوئی تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو غصہ آگیا اور فرمایا: اپنی لکھی ہوئی حدیثیں لاؤ، اس وقت تک پندرہ ہزار احادیث لکھی جاچکی تھیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان احادیث کو سنانا شروع کردیا تو سب حیران رہ گئے پھر تو

حدیثیں لکھنے والے حضرات اپنے نسخوں کی تصحیح کے لئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حفظ پر اعتماد کرنے لگے۔

اسی طرح ایک مرتبہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بغداد تشریف لائے وہاں کے محدثین نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے امتحان کا ارادہ کیا اور دس آدمی مقرر کئے، ہر ایک کو دس دس احادیث سپرد کیں جن کے متون واسانید میں تبدیلی کردی گئی تھی، جب حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے وہ حدیثیں پیش کیں جن میں تبدیلی کردی گئی تھی۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہر ایک کے جواب میں " لا اعرفہ " کہتے رہے، عوام تو یہ سمجھنے لگے کہ اس شخص کو کچھ نہیں آتا، لیکن ان میں جو علماء تھے وہ سمجھ گئے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان کی چال سمجھ گئے ہیں اسی طرح دس آدمیوں نے سو حدیثیں پیش کردیں جن کی سندوں اور متنوں میں تغیر کیا گیا تھا اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہر ایک کے جواب میں " لااعرفہ " فرمایا۔ اس کے بعد حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نمبروار ایک ایک کی طرف متوجہ ہوتے گئے اور بتاتے گئے کہ تم نے پہلی روایت اس طرح پڑھی تھی جو غلط ہے اور صحیح اس طرح ہے، اسی طرح ترتیب وار دسوں کی اصلاح فرمائی، اب سب پر واضح ہوگیا کہ یہ کتنے ماہرِ فن ہیں!

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تعجب اس پر نہیں کہ انہوں نے غلطی پہچان لی اور اس کی اصلاح کردی، کیونکہ وہ حافظ حدیث تھے ان کا تو کام ہی یہ ہے، لیکن تعجب درحقیقت اس بات پر ہے کہ غلط احادیث کو ایک ہی مرتبہ سن کر ترتیب وار محفوظ رکھا اور پھر ترتیب کے ساتھ ان کو بیان کرکے اصلاح کی۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بے مثال حافظہ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے درس حدیث حاصل کرنے کے لئے مدینہ منورہ کا سفر کیا، جب میں مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں پہنچا تو دیکھا کہ نماز کے بعد ایک بڑی عمر کے آدمی ایک اونچی جگہ پر بیٹھ گئے۔ انہوں نے ایک چادر باندھی ہوئی تھی دوسری اوپر لپیٹی ہوئی تھی۔

انہوں نے ''قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم '' کہنا شروع کر دیا۔ میں سمجھ گیا کہ یہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں ۔ یہ وہ دن تھے جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ احادیث کی املاء کروار ہے تھے، میں بھی بیٹھ گیا۔ میرے پاس لکھنے کے لئے کچھ بھی نہیں تھا، میں نے سننا شروع کر دیا، مجھے اپنے سامنے ایک تنکا پڑا نظر آیا تو میں نے تنکا اٹھالیا اور تنکے سے اپنی ہتھیلی کے اوپر وہی الفاظ لکھنے شروع کر دیئے۔ دوسرے لوگ تو قلم کے ساتھ کاغذوں پر لکھ رہے تھے اور میں اس تنکے کے ساتھ اپنی ہتھیلی پر لکھ رہا تھا۔ کبھی کبھی وہ تنکا زبان سے لگا لیتا جیسے کہ قلم کو دوات میں ڈال کر سیاہی لگاتے ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوستائس (۱۲۷) احادیث اس محفل میں لکھوائیں حتیٰ کہ اگلی نماز کا وقت قریب ہو گیا تو انہوں نے محفل موقوف کر دی۔ میں چونکہ ان کے قریب بیٹھا تھا اور میرے اوپر ان کی نظر بھی تھی اس لئے انہوں نے مجھے اشارے سے اپنی طرف بلایا۔ جب میں قریب آیا تو پوچھا: نوجوان! آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے بتایا کہ: مکہ مکرمہ سے آیا ہوں! میرا نام محمد بن ادریس ہے۔ پوچھنے لگے کہ: آپ ہتھیلی پر کیا لکھ رہے تھے؟ عرض کیا کہ: حدیث پاک! کہنے لگے: دکھاؤ! جب ہتھیلی دیکھی تو صاف، کچھ بھی نظر نہ آیا۔ کہنے لگے کہ: اس پر تو کچھ نہیں لکھا ہوا! میں نے کہا: میں تو اپنے منہ سے نمی لے کر اسکے ساتھ لکھ رہا تھا! فرمانے لگے کہ: یہ تو حدیث پاک کے ادب کے خلاف ہے! میں نے کہا کہ: حضرت بات یہ ہے کہ میں مسافر ہوں، میرے پاس نہ کاغذ ہے نہ قلم، میں ظاہراً ایک عمل کر رہا تھا کہ جیسے املاء کر رہا ہوں، مگر حقیقت میں تو میں اپنے دل پر لکھ رہا تھا۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ تو تب مانیں، جب ان میں سے دس احادیث صحیح متن اور سند کے ساتھ سنادو! فرماتے ہیں کہ: میں نے پہلی حدیث سے سنانا شروع کیا، ایک سوستائس احادیث متن، سند اور اسی ترتیب کے ساتھ ساتھ ان کو سنا ڈالیں۔ تو یہ کیا چیز تھی؟ یہ قوتِ حافظہ میں برکت تھی، ایک مرتبہ سننے سے ہی احادیث زبانی یاد ہو گئیں۔

حکایت

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک شخص کے اولاد نہ ہوتی تھی۔ بڑی عمر میں جا کر ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ فرطِ سرور میں یہ قسم کھا بیٹھا کہ میں اس کے جہیز میں دونوں جہان کی دولت دوں گا۔ کہنے کو تو کہہ دیا، مگر جب وقت قریب آیا تو نہایت فکر پیدا ہوا کہ میں کیا اور میری ہستی کیا، دونوں جہان کی دولت میں کس طرح اپنی لڑکی کو دے سکتا ہوں، اسی پریشانی میں ایک عالم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میں کیا کروں اور کس طرح اپنی قسم سے بری ہوسکتا ہوں لیکن اس سے جواب نہ ملا۔

جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے سن کر کہا کہ تیری قسم کا نہایت سہل علاج ہے۔ اے شخص! اپنی قسم کو قرآن مجید کی قسم دے۔ پھر رخصت کے وقت قرآن مجید اس کی بغل میں دے کر وداع کر دے۔ قسم ہے کہ تو نے دونوں جہاں کی دولت اپنی بیٹی کو جہیز میں دی اور تو قسم سے بری ہوا۔ یہ وہ کلمہ ہے جس کی برکت اور عظمت اور رحمت سے خشک پتھروں سے آب شیریں جاری ہو جاتا ہے۔

حاضر جوابی

آپ بہت زیرک اور حاضر جواب تھے۔ ایک بار پوچھا گیا کہ دو ایسے شخصوں کے بارے میں آپ کا فتویٰ کیا ہے؟ جنہوں نے ایک عورت سے نکاح کا ارادہ کیا لیکن وہ عورت ایک کے لئے حلال اور دوسرے کے لئے حرام ہے حالانکہ وہ اس کی محرم بھی نہیں ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ ان دو شخصوں میں ایک شخص کی چار بیویاں ہیں اس لئے اب یہ پانچویں عورت اس کے لئے حرام ہے جب کہ دوسرے شخص کیلئے حلال ہے۔

ایک دفعہ سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک سربمہر تھیلی دی اور کہا کہ اگر تو اسے خالی نہ کرے تو تجھے طلاق ہے مگر شرط یہ ہے کہ اسے کھولنا یا کاٹنا نہیں ہے اب وہ طلاق سے کیسے بچ سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا، اس تھیلی میں شکر یا نمک ہے۔ وہ اس تھیلی کو پانی میں رکھ دے، شکر یا نمک پانی میں حل ہو جانے کی وجہ سے تھیلی کھولے بغیر

خالی بھی ہو جائے گی اور عورت طلاق سے بھی محفوظ رہے گی۔

ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ آپ ایسی عورت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ جس نے ایک لڑکے سے ملاقات کی اور اس کو بوسہ دیتے ہوئے کہا، میں اپنی ماں پر فدا! جس نے اس کی ماں کو جنم دیا میرے شوہر کا بھائی اس کا چچا ہے، اس کا باپ میری ساس کا بیٹا ہے اور میں اس کے باپ کی بیوی ہوں۔ آپ نے فی الفور جواب دیا کہ وہ عورت اس لڑکے کی والدہ ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت کے واقعات

☆......امام ابو حاتم رازی، ابوالحسن سے اور وہ احمد بن سلمہ بن عبداللہ نیشاپوری سے اور وہ ابوبکر محمد بن ادریس سے اور وہ وراق حمیری سے روایت کرتے ہیں کہ محمد بن ادریس (امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا: میں یمن کی طرف نکلا، ذہانت کی کتابوں کی تلاش کے لئے تو میں نے ذہانت کی باتیں لکھیں اور اس کی کتابیں جمع کیں پھر جب میرے لوٹنے کا وقت آیا تو راستے میں ایک آدمی کے پاس سے میرا گزر ہوا اور وہ چار زانوں اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا تھا، نیلی آنکھوں والا، ابھری ہوئی پیشانی والا اور بغیر داڑھی والا، میں نے اس کو کہا: اترنے کی جگہ ہے؟ کہا: ہاں! امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور یہ مذکورہ اعضاء کی صفات ذہانت کے باب میں سب سے گندی صفات ہوتی ہیں۔ تو اس نے مجھے مہمان بنالیا، بڑا سخی آدمی پایا میرے پاس شام کو کھانا اور خوشبو وغیرہ بھیجی اور میرے جانور کو چارا ڈالا، میرے لئے بستر الحاف مہیا کیا، لیکن میں ساری رات کروٹیں بدلتا رہا کہ ان کتابوں کو پھینک دوں گا جب میں نے صبح کی تو اپنے غلام کو کہا زین چڑھاؤ اس نے زین لگا دی، میں سوار ہوا اور اس کے پاس گیا اور اس کو کہا کہ: جب آپ مکہ آئیں اور مقام ذی طویٰ کے پاس سے گزر ہو تو محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کا پوچھنا تو آدمی نے مجھے کہا کہ: کیا میں تیرے باپ کا غلام ہوں؟ میں نے کہا: نہیں! پھر اس نے کہا: کیا تیرا میرے پاس مال ہے؟ میں نے کہا: نہیں! کہا کہ: میں نے تیرے

لیے دو درہموں کا کھانا خریدا اس طرح تیل اور عطر تین درہم کا اور تیرے جانور کے لئے دو درہم کا چارہ اور بستر ے اور الحاف کا کرایہ دو درہم ۔ تو میں نے اپنے غلام کو کہا: اس کو یہ درہم دے دے، پھر میں نے پوچھا: کوئی اور چیز بھی باقی ہے؟ کہا: گھر کا کرایہ! کیونکہ میں نے خود تکلیف اٹھائی اور تیرے لئے کھلی جگہ رکھی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں دل میں ان کتابوں پر بڑا خوش ہوا اور پھر پوچھا: کوئی اور چیز باقی ہے؟ کہا: چلا جا اللہ تجھے رسوا کرے! تیرے سے بدتر آدمی میں نے نہیں دیکھا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے دل میں ان کتابوں کا بڑا اعتقاد بیٹھ گیا جو میں نے ذہانت کے بارے میں جمع کی ہیں اور یقین کرلیا یہ علم حق ہے۔

☆......ربیع بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا ایک آدمی ایک رقعہ لے کر آیا، اس میں لکھا ہوا تھا (شعر) لکھ کے مفتی سے سوال کر کہ کیا دیکھنے اور ملنے میں بے تاب کیلئے کوئی گناہ ہے؟ تو اماشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا (شعر) خدا کی پناہ ہو اس بات سے کہ دونوں کے جگر اس طرح مل جائیں کہ جس سے جگر زخمی ہوں۔

کسی نے امام صاحب کو کہا کہ آپ ایسے جوان کو ایسی بات کا فتویٰ دیتے ہیں؟ فرمایا: اے ابو محمد! یہ ہاشمی آدمی ہے، اس رمضان کے مہینے میں اس نے شادی کی اور جوان عمر کا ہے تو اس نے سوال کیا کہ کیا بغیر وطی کے ملنا اور بوسہ لینا گناہ ہے تو میں نے اس کے ساتھ فتویٰ دیا (کہ جماع کے بغیر حرج نہیں ہے)۔ ربیع کہتے ہیں کہ لڑکے کے پیچھے آیا اور اس کے بارے میں سوال کیا تو ایسا ہی پایا جیسا اس نے سوال کیا تھا، ربیع نے کہا میں نے ایسی ذہانت کبھی نہیں دیکھی۔

☆......مروی ہے کہ ایک آدمی آیا اور سونے والوں کو یکے بعد دیگرے دیکھنے لگا، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جوان شاگرد ربیع مزنی سے فرمایا جا اس کو کہہ کہ وہ اپنے کالے، کانی آنکھ والے غلام کو تلاش کر رہا ہے جو بھاگ گیا ہے۔ ربیع کھڑے ہوئے اور جا کر کہہ دیا، آدمی نے کہا: واقعی یہ صحیح ہے! اس کے بعد آدمی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے

پاس آیا اور کہا: میرا غلام کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا: جیل میں تلاش کرو وہاں ہے، آدمی گیا اور اپنے غلام کو واقعی جیل میں پایا، تو ربیع نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا: اس کی وضاحت کریں آپ نے تو ہمیں حیرت میں ڈال دیا ہے (کیسے یہ آپ کو سارا علم ہوا)۔

آپ نے یہ فرماتے ہوئے جواب دیا: میں نے اس شخص کو دیکھا مسجد کے دروازے سے داخل ہوا اور سونے والوں کے گرد چکر کاٹنے لگا میں نے کہا یہ بھاگنے والے کو تلاش کر رہا ہے، اور جب دیکھا کہ یہ سیاہ آدمی کے قریب ہوتا ہے اور سفید سے بے پرواہی کرتا ہے تو کہا کہ وہ سیاہ غلام ہے جو بھاگ گیا ہے، اور جب یہ دیکھا کہ بائیں آنکھ زیادہ غور سے دیکھتا ہے تو سمجھ گیا کہ اس کی آنکھ میں بھی کوئی مرض لاحق ہے۔ پھر ہم نے آپ سے سوال کیا لیکن آپ کو اس کے جیل میں ہونے کا علم کیسے ہوا؟ فرمایا: اس بات سے تطبیق دیتے ہوئے کہ کہا جاتا ہے غلاموں کے بارے میں کہ غلام لوگ جب بھوکے ہوتے ہیں تو چوری کرتے ہیں، جب سیر ہو جاتے ہیں تو صحبت کرتے ہیں، اس بات سے میں نے یہ بات نکالی کہ ہوسکتا ہے دونوں چیزوں میں سے کوئی تو ضرور کی ہوگی اور ہر ایک جرم ہے جس کی سزا جیل تو ہے ہی اور تم نے بھی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ایسا ہی ہوا۔

☆......روایت کی گئی ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ دونوں کعبۃ اللہ کے صحن (مسجد حرام) میں تشریف فرما تھے، ایک آدمی مسجد کے دروازے سے اندر داخل ہوا، آپ دونوں حضرت میں سے ایک نے کہا کہ: یہ بڑھئی ہے! دوسرے نے کہا: نہیں یہ لوہار ہے! حاضرین نے جا کر اس آدمی کی معلومات کی تو اس نے کہا: میں پہلے بڑھئی تھا لیکن اب لوہار ہوں۔

☆......حرملہ بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، ان سے ایک آدمی نے سوال کیا کہ: میں نے اپنی بیوی پر طلاق کی قسم اٹھالی تھی اگر میں یہ پھل کھالوں تب بھی اور اگر پھینک دوں تب بھی۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تو آدھا کھالے اور آدھا پھینک دے (کسی بات پر عمل نہ ہوگا، کیونکہ قسم پورے پھل کی کھائی تھی)۔

حضرت امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے کہ امام محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک قول ہے کہ ہمارے اصحاب فرماتے ہیں کہ ان جیسے بہت سے ایسے مسائل ہیں جن سے ذہین فطین عالم ہی خبردار ہوسکتا ہے، لہٰذا اسی مناسبت سے یہاں بھی ایسے ہی چند مسائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

عورت پانی (نہر وغیرہ) میں ہو اور شوہر کہے: اگر تو اس میں ٹھہری تب بھی تجھ کو طلاق اور اگر نکلی تب بھی تجھ کو طلاق۔ تو پھر ہم دیکھیں کہ پانی جاری ہے اور شوہر کی کوئی اور نیت نہیں ہے، تو عورت نکلے یا ٹھہرے طلاق نہیں ہوگی (اس لئے کہ دونوں حالت میں وہ پانی نہ ہوگا جس کا شوہر نے کہا ہے کہ اس پانی میں ٹھہری یا نکلی، اور وہ پانی آگے جاچکا ہے) اور اگر پانی رکا ہوا ہے تو فوراً عورت کو زبردستی اٹھا کر نکال لیا جائے (تب بھی وہ خود نہ نکلی نہ ٹھہری)

اگر عورت سیڑھی پر ہو اور شوہر کہے کہ: اگر تو اس سیڑھی پر چڑھی یا اتری یا ٹھہری یا اپنے آپ کو گرایا ہر طرح تجھ کو طلاق ہو، تو اس کے قریب دوسری سیڑھی رکھ لی جائے گی اور اس پر اس کو وہیں منتقل کردیا جائے گا (اور اس طرح طلاق نہ ہوگی)

اگر شوہر نے بیوی کو کہا: اگر تو سچ بیان نہ کرے کہ تو نے مجھ سے چوری کی ہے یا نہیں تو تجھ کو طلاق؛ تو بیوی کہے کہ میں نے چوری کی ہے، جو کی ہے تو طلاق نہ ہوگی۔

شوہر نے دو اوڑھنیاں خریدیں اور اس کی تین بیویاں ہیں اب کہتا ہے تم میں سے ہر ایک کو طلاق اگر ہر ایک اس مہینے کے بیس بیس دن چادر کو نہ اوڑھے۔ تو ایسا کیا جائے گا کہ بڑی اور درمیانی پہلے دس دس دن اوڑھیں گی، پھر بڑی والی چھوٹی کو اپنی چادر دے دے گی اور وہ اس کو آخر تک اوڑھے رکھے گی، اور درمیانی کے جب بیس دن پورے ہو جائیں گے تو وہ اپنی چادر بڑی کو دے دے گی اور یہ بھی اس طرح بیس دن پورے کرے گی (اور کسی کو طلاق نہ ہوگی)۔

شوہر اپنی تین بیویوں کے ساتھ سفر پر گیا سفر تین فرسخ کا ہے، اور دو خچر ساتھ ہیں، اب عورتیں سواری پر جھگڑا کرنے لگیں اور شوہر نے کہہ دیا: اگر تم میں سے ہر ایک دو دو فرسخ سوار نہ ہو تو طلاق۔ اب اس سے خلاصی کی صورت یہ ہوگی کہ سب سے بڑی اور درمیانی پہلے سوار ہوں گی جب ایک فرسخ ہو جائے تو درمیانی اتر کر پیدل چلے اور بڑی اپنی جگہ بیٹھی رہے، جب تک دو فرسخ ہوں اور چھوٹی درمیانی کی جگہ آخر سفر تک سوار ہو جائے پھر بڑی کے سفر پورا ہونے بعد درمیانی بڑی کی جگہ آ جائے (اس طرح کسی کو طلاق نہ ہوگی)۔

ایک آدمی تیس بوتلیں گھر لایا، دس بھری ہوئی ہیں، دس خالی ہیں، دس آدھی آدھی بھری ہوئی ہیں، اب شوہر کہتا ہے کہ: تم کو طلاق ہو اگر میں یہ تم میں برابر برابر بغیر کسی ترازو اور پیمانے کے تقسیم نہ کروں۔ تو ایسا کرے گا کہ پانچ آدھی بھری ہوئی بوتلیں دوسری پانچ جو آدھی آدھی بھری ہوئی ہیں ان میں انڈیل دے گا اس طرح پندرہ خالی اور پندرہ پوری بھری ہوئی بوتلیں ہو جائیں گی، اب ہر ایک کو پانچ خالی اور پانچ بھری ہوئی تقسیم کر دے گا۔

شوہر نے بیوی کے پاس برتن میں پانی دیکھا، کہا: مجھے پلا دے! اس نے منع کر دیا، تو شوہر نے قسم اٹھائی کہ اگر تو اس پانی کو لے یا پھینکے یا ویسے چھوڑ دے ہر صورت میں تجھ کو طلاق تو اب تدبیر یہ ہے کہ برتن میں کپڑا ڈالا جائے اور وہ جب پانی کو جذب کر لے تو اس کو دھوپ میں سوکنے کے لئے رکھ دیا جائے۔

ہشام بن محمد السائب کلبی رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

ابوالمنذر ہشام بن محمد الکلبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ) اپنے زمانے میں علم الانساب کے سب سے بڑے عالم شمار کئے گئے ہیں، تاریخ میں ان کی ثقاہت محتاج بیان نہیں۔ علم انساب اور تاریخ میں ان کی بے بہا تصانیف کا تذکرہ ملتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مقام بے مثال قوت حافظہ کے بغیر ملنا ممکن نہ تھا۔

ابن خلکان نے خطیب بغدادی کے حوالہ سے ان کے بارے میں ایک انوکھا واقعہ نقل کیا ہے، جو یقیناً قارئین کے لئے حیرانگی اور تنشیط کا باعث ہوگا:

ایک مرتبہ امام کلبی رحمۃ اللہ علیہ بغداد تشریف لائے اور حدیث بیان کی، اس سفر میں انہوں نے بتایا کہ میں نے ایسا حفظ کیا کہ کسی کو بھی حاصل نہ ہوا اور میں ایسا بھولا کہ کوئی بھی ایسا نہ بھولا ہوگا، ہوا یوں کہ میرے ایک چچا مجھے حافظِ قرآن نہ ہونے پر عتاب کیا کرتے تھے، آخر ایک مرتبہ میں تنگ آکر کمرے میں چلا گیا اور قسم کھائی کہ حفظ کئے بغیر یہاں سے نہ نکلوں گا، چنانچہ میں نے تین دن میں پورا قرآن مجید حفظ کرلیا۔ میری بھول کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آئینہ میں دیکھا اور اپنی داڑھی کو پکڑا کہ ایک بالشت سے زیادہ کاٹ دوں لیکن میں نے غلطی سے ایک بالشت داڑھی کاٹ ڈالی''۔ (وفیات الاعیان لابن خلکان ۵/۱۳۱)

امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

اصمعی عربی لغت کے شہرہ آفاق امام ہیں، آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے:

''عبدالملک بن قریب بن عبدالملک بن علی بن اصمع''

چوتھی پشت میں آپ کے دادا کا نام اصمع ہے ان ہی کی طرف نسبت کر کے انہیں اصمعی کہتے ہیں، بصرہ میں ۱۲۲ھ میں پیدا ہوئے، ۲۱۶ھ میں بصرہ ہی میں وفات پائی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو غضب کا حافظہ عطا کیا گیا تھا، لغت کے سولہ ہزار دفتر ان کو حفظ یاد تھے۔

پچاس درخواستیں، آنِ واحد میں محفوظ

اصمعی کے حافظہ کا اندازہ آپ اس واقعہ سے لگا سکتے ہیں جو علامہ ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ امیر حسن ابن سہیل نے ادیبوں کو جمع کیا جن

میں اصمعی، ابوعبیدہ اور نصر بن علی وغیرہ شامل تھے۔ ادیبوں کے ساتھ گفتگو شروع کرنے سے قبل امیر نے مختلف ضروریات کے لئے دی گئی پچاس درخواستوں پر اپنی صوابدید کے مطابق احکامات لکھ کر جاری کئے۔

اس کے بعد ادیبوں سے گفتگو شروع کی، محدثین کا تذکرہ چلا تو ابوعبیدہ، اصمعی پر تعریض کرتے ہوئے کہنے لگے کہ، جناب! اس مجلس میں بھی موجود کچھ لوگ اسلاف جیسے حافظہ کا دعویٰ کر کے کہتے ہیں کہ ایک بار کوئی کتاب پڑھنے کے بعد دوبارہ اس کے دیکھنے کی انہیں ضرورت ہی نہیں پڑتی اور کوئی بات ایک مرتبہ ان کے ذہن میں داخل ہو جائے تو پھر کبھی نہیں نکلتی۔

اصمعی نے کہا" جناب ابوعبیدہ مجھ پر تعریض کر رہے ہیں لیکن واقعہ وہی ہے جیسا انہوں نے بیان کیا، ابھی آپ نے پچاس درخواستوں پر مختلف احکامات لکھے ہیں، قریب ہونے کی وجہ سے میں دیکھ رہا تھا اگر آپ چاہیں تو وہ تمام درخواستیں منگوالیں، ہر درخواست پر جو کچھ لکھا ہوگا، میں تمام زبانی سنائے دیتا ہوں۔

چنانچہ اصمعی نے وہ تمام درخواستیں اور امیر کی طرف سے ان پر لکھے گئے احکامات سنانا شروع کئے، جب چالیس سے کچھ اوپر پہنچے تو نصر بن علی نے اصمعی کو منع کیا کہ "کہیں نظرِ بد لگ جائے گی" تب اصمعی رک گئے۔ (وفیات الاعیان، ۳/۱۷۳)

گھوڑے کے اعضاء کا ذکر

علامہ سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ اصمعی اور امام ابوعبیدہ، فضل بن الربیع کے پاس گئے، فضل نے اصمعی سے پوچھا "گھوڑے کے متعلق آپ نے کچھ لکھا ہے؟"

"اصمعی نے کہا" ایک کتاب لکھی ہے"

پھر ابوعبیدہ سے پوچھا، اس نے کہا" میں نے پچاس جلدیں لکھی ہیں"

فضل نے ابوعبیدہ سے کہا" تم نے پچاس جلدیں گھوڑے کے متعلق لکھی ہیں،

سامنے گھوڑا کھڑا ہے سر سے لے کر پاؤں تک اس گھوڑے کے ایک ایک عضو کا نام تو ذرا بتادو!"

ابو عبیدہ نے کہا "یہ میرے بس کی بات نہیں، میں نے اہلِ عرب سے جیسے سنا محفوظ کرلیا"

فضل نے اصمعی سے کہا "آپ بتادیں"

اصمعی اٹھے اور گھوڑے کی پیشانی سے لے کر پاؤں تک ایک ایک عضو کا نہ صرف یہ کہ نام بتاتے رہے بلکہ ساتھ ساتھ اس کے متعلق کہے گئے اشعار بھی سناتے رہے، فضل بن ربیع نے وہ گھوڑا انعام میں اصمعی کو دے دیا۔ (بغیۃ الوعاۃ ۲/۱۱۳)

ابنِ راہویہ کا حافظہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابن راہویہ (متوفی ۲۳۸ھ) کے تذکرے میں حفظ اور یادداشت ہی کے سلسلے میں ذکر کیا گیا ہے کہ مشہور خراسانی امیر عبداللہ بن طاہر کے دربار میں ابنِ راہویہ کی ایک دوسرے عالم سے بعض مسائل پر گفتگو ہو رہی تھی، کسی کتاب کی عبارت کے متعلق دونوں میں اختلاف پیدا ہوا، اس پر ابنِ راہویہ نے امیر عبداللہ سے کہا کہ اپنے کتب خانے سے فلاں کتاب منگوائیے، کتاب منگوائی گئی، ابنِ عساکر نے تاریخِ دمشق میں اس کے بعد لکھا ہے کہ امیر عبداللہ کو خطاب کر کے ابنِ راہویہ نے کہا:

﴿عد من الکتاب احدی عشرۃ ورقۃ ثم عد سبعۃ اسطر﴾

"کتاب کے گیارہ ورق شمار کر کے پلٹیے اور گنیے، ساتویں سطر میں وہی ملے گا جو میں کہہ رہا ہوں"۔

ابنِ راہویہ کے حافظہ پر امیر عبداللہ کی حیرت

دیکھا گیا ہے جو کچھ ابنِ راہویہ کہہ رہے تھے وہی بات کتاب میں نکلی، کہتے ہیں کہ

امیر عبداللہ نے ابنِ راہو یہ کو خطاب کر کے کہا:

﴿علمت انک قد تحفظ المسائل ولکنی اعجب لحفظک هذه المشاهدة﴾

''یہ چیز تو مجھے معلوم ہی تھی کہ مسائل آپ کو خوب یاد ہیں لیکن تمہاری قوت یادداشت اور حفظ کے اس مشاہدے نے مجھے حیرت میں ڈال دیا''۔ (تدوینِ حدیث ص ۱۴۶)

حفظِ حدیث کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے:

''ایک لاکھ احادیث میں نے جمع کی ہیں اور تیس ہزار مجھے ازبر یاد ہیں''

آپ کے ایک شاگرد خفاف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اسحاق نے گیارہ ہزار احادیث اپنی یادداشت سے لکھوائیں اور پھر ان کو نمبر وار سنایا نہ کوئی حرف کم ہوا نہ زیادہ'' (حکایاتِ صحابہ ص ۱۱۴)

ستر ہزار احادیث، نوک زبان پر

ایک مرتبہ ابن شبرمہ نے اسحاق بن راہو یہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا:

﴿ما کتبت سوداء فی بیضاء الی یومی هذا ولا حدثنی رجل بحدیث قط الا حفظته﴾

''میں آج تک جو حدیث بھی لکھی اور مجھ سے آج تک جس نے بھی کوئی حدیث بیان کی میں نے اسے حفظ کر لیا ہے''

یہ سن کر اسحاق بن راہو یہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ''کیا تم اس پر تعجب کر رہے ہو؟''

ابن شبرمہ نے ہاں میں جواب دیا تو اسحاق بن راہو یہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

﴿لا اسمع شیأ الا حفظته وکانی انظر الی سبعین الف حدیث او قال اکثر من سبعین الف حدیث فی کتبی﴾

''میں نے آج تک کوئی ایسی بات نہیں سنی جو مجھے یاد نہ ہو، مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میں ستر ہزار سے زائد آحادیث کو اپنی کتاب میں یاد کررہا ہوں یعنی یہ احادیث مجھے اس طرح یاد ہیں جس طرح دیکھ کر پڑھی جاتی ہیں''۔ (تدریب الراوی ص:۵۱)

امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

حدیث کے اس مشہور امام (متوفی ۲۶۴ھ) کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ قوتِ حافظہ سے نوازا تھا، لاکھوں احادیث نہ صرف زبانی یاد تھیں بلکہ نوک زبان پر تھیں، ایک مرتبہ آپ سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص قسم کھالے کہ ابوزرعہ کو دولاکھ احادیث یاد ہیں تو وہ حانث ہوگا یا نہیں؟ آپ نے فرمایا ''وہ حانث نہیں ہوگا'' پھر فرمایا'' مجھے ایک لاکھ احادیث سورۃ اخلاص کی طرح یاد ہیں اور دولاکھ احادیث میرے حافظہ میں محفوظ ہیں''۔ (تدریب الراوی ص:۵۰)

سات لاکھ احادیث کے حافظ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم القدر امام حدیث ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کے حافظہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''صحیح احادیث سات لاکھ سے زیادہ ہیں اور اس نوجوان یعنی ابوزرعہ کو سات لاکھ احادیث یاد ہیں'' (تدریب الراوی:۵۰)

نادر المثال حفظ وضبط

ابنِ ابی حاتم نے ابوزرعہ کی قوتِ حفظ کا یہ قصہ نقل کیا ہے کہ ابنِ وارہ جن کا اصلی نام محمد بن مسلم ہے اور فضل بن العباس جو فضلک الصائغ کے نام سے مشہور تھے دونوں حافظ ابوزرعہ کے پاس حاضر ہوئے، دونوں میں کسی مسئلہ پر بحث ہونے لگی، ابنِ وارہ نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں ایک حدیث پیش کی۔ فضلک نے کہا'' حدیث کے الفاظ یہ نہیں ہیں'' ابنِ وارہ نے پوچھا'' پھر صحیح الفاظِ حدیث کیا ہیں؟'' فضلک کے نزدیک

حدیث کے جو الفاظ تھے ان کو دہرادیا۔ دونوں کی گفتگو ابوزرعہ خاموشی کے ساتھ سن رہے تھے، آخر ابنِ وارہ ابوزرعہ کی طرف متوجہ ہوئے اور بولے ''آپ فرمایئے، واقعی حدیث کے الفاظ کیا ہیں؟ انہوں نے پھر بھی اعراض ہی سے کام لینا چاہا، لیکن جب ابنِ وارہ کا اصرار حد سے بڑھ گیا تب ابوزرعہ نے کہا'' ذرا میرے بھتیجے ابوالقاسم کو بلایئے'' ابوالقاسم بلائے گئے اور حافظ ابوزرعہ نے کہا:

﴿ادخل بیت الکتب فدع القمطر الاول والثانی والثالث وعد ستة عشر جزئا وائتنی بالجزء السابع عشر﴾

''کتب خانہ جاؤ، پھر پہلے، دوسرے، تیسرے بستے کو چھوڑ کر اس کے بعد جو بستہ ہے اس سے کتاب نکالو، گن کر سولہ جزء کے بعد سترہواں حصہ جو کتاب کا ہے میرے پاس لاؤ''۔

(تہذیب التھذیب ۷/۳۳)

ابوالقاسم گئے اور حسبِ ہدایت مطلوبہ جزء نکال لائے۔ لکھا ہے کہ حافظ ابوزرعہ نے اوراق الٹے اور حدیث جس صفحہ پر تھی اس کو نکال کر ابنِ راہویہ کے سامنے پیش کردیا۔ ابنِ وارہ نے پڑھا اور اقرار کیا کہ واقعی میں ہی برسرِ غلطی تھا۔

اس واقعہ کے ساتھ حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس دعوے کو پیش نظر رکھ لیجئے جسے ابنِ حجر نے ابوجعفر التستری کے حوالہ سے تہذیب میں نقل کیا ہے کہ وہ ان سے کہتے تھے:

﴿ان فی بیتی ما کتبته منذ خمسین سنة ولم اطا لعه منذ کتبته وانی لاعلم فی ای کتاب هو فی ای ورقة وهو فی ای صفح هو فی ای سطر هو﴾

''پچاس سال ہوئے جب میں نے حدیثیں لکھی تھیں اور وہ میرے گھر میں رکھی ہوئی ہیں، لکھنے کے بعد اس کو پورے پچاس سال کے اندر ان حدیثوں کا میں نے پھر مطالعہ نہیں کیا لیکن جانتا

ہوں کہ حدیث کس کتاب میں ہے اس کتاب کے کس ورق میں ہے، کس صفحہ میں ہے، کس سطر میں ہے"۔ (تہذیب التھذیب ۲۳/۷)

یہ بات کہ پچاس سال کے عرصہ میں دوبارہ یاد کی ہوئی اور لکھی ہوئی حدیثوں کے دہرانے اور دیکھنے کا موقعہ ابوزرعہ کو نہ ملا۔ اس پر بھی اتنی تفصیل کے ساتھ ان حدیثوں کا یاد رہ جانا یقیناً قوتِ یادداشت اور حافظہ کی پختگی کا ایک حیرت انگیز نمونہ ہے اور مثال کے بغیر واقعات کے ماننے میں ہچکچانے والی عقل شاید آسانی کے ساتھ حافظ ابوزرعہ کے اس دعوے کو مشکل ہی سے تسلیم کرسکتی تھی، اگر قرآن کے حفاظ میں ایسے افراد نہ پائے جاتے جنہوں نے یاد کرنے کے بعد پھر قرآن کو کبھی کھول کر نہیں دیکھا لیکن جس آیت کو جس وقت جی چاہے پوچھ سکتے ہیں اور اسی تفصیل کے ساتھ یعنی کس پارے، کس سورت، کس رکوع کی یہ آیت ہے، آپ کو وہ جواب دے سکتے ہیں۔ بلکہ ان میں بعض تو ایسے حافظ بھی دیکھے گئے ہیں کہ برسوں کے بعد تراویح سنانے کا موقع ان کو ملا لیکن دن کے دور کئے بغیر انہوں نے پورا قرآن تراویح میں سنا دیا۔ اگرچہ عام طور پر اس قسم کے حفظ کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں ورنہ عام قاعدہ حافظوں کا یہی ہے کہ کم از کم ایک دفعہ دن میں دور کر لینا یعنی جو کچھ رات کو سنانے والے ہیں اس کو ایک دفعہ دہرا لینا عام حالات میں ضروری ہے پورے قابو یافتہ ہو کر قرآن سنانے کا عام قاعدہ یہی ہے۔ (تدوینِ حدیث ص: ۱۴۷)

صالح جزرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ کو فرماتے ہوئے سنا:

"مجھے صرف قرأت میں دس ہزار احادیث یاد ہیں"۔ (تذکرۃ الحفاظ ۱۲۴/۲)

ایک عقیدت مند کی انوکھی قسم

ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا کہ کسی ستم ظریف نے خدا جانے اس کو کیا سوجھی کہ اس مضمون کا حلف اٹھالیا، یعنی "حافظ ابوزرعہ کو ایک لاکھ حدیثیں زبانی اگر یاد نہ ہوں تو اس کو بیوی کا طلاق ہے"۔

یہ کہنے کے بعد حافظ صاحب کے پاس وہ آیا، پریشان تھا کہ حلف اٹھانے کو تو میں نے اٹھالیا ہے لیکن بیوی قبضے میں رہتی ہے یا نہیں۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حافظ

ابوزرعہ کی حدیث دانی پر کسی نے اعتراض یا شک کیا تھا، غصہ میں ان کے اس عقیدت مند نے طلاق کا حلف اٹھالیا ہوگا۔ بہرحال وہ آیا اور مسئلہ کی جو صورت تھی بیان کی۔ جواب میں سن رہا تھا، حافظ ابوزرعہ اسی سے فرمارہے تھے:

﴿تمسک بأمراتک﴾

''اپنی بیوی کو اپنے پاس روکے رکھ'' (یعنی طلاق واقع نہیں ہوئی تیری بیوی تیرے نکاح میں ہے)

ظاہر ہے کہ ذرا سا بھی شک حافظ کو اگر اس میں ہوتا کہ ایک لاکھ حدیثیں ان کو یاد نہیں ہیں تو جس شخص پر شرعاً اس کی بیوی حرام ہوچکی تھی محض اپنے نام ونمود یا اپنے بھرم کو باقی رکھنے کے لئے اس قسم کا فتویٰ قطعاً نہیں دے سکتے۔ (تذکرۃ الحفاظ ۲/۱۲۴)

امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کی قابل رشک وفات

ابوجعفر تستری کہتے ہیں کہ ہم جان کنی کے وقت ان کے پاس حاضر ہوئے اس وقت ابوحاتم، محمد بن مسلم، منذر بن شاذان اور علماء کی ایک جماعت وہاں موجود تھی، ان لوگوں کو تلقین میت کی حدیث کا خیال آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

﴿لقنوا موتاکم لاالہ الااللہ............﴾

'' اپنے مردوں کو لاالہ الااللہ کی تلقین کیا کرو ''

مگر ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے شرمارہے تھے اور ان کو تلقین کرنے کی ہمت نہیں ہورہی تھی، آخر سب نے سوچ کر یہ راہ نکالی کہ تلقین کی حدیث کا مذاکرہ کرنا چاہئے، چنانچہ محمد بن مسلم نے ابتدا کی.......... حدثنا الضحاک بن مخلد عن عبدالحمید بن جعفر ....

اتنا کہہ کر رک گئے، باقی حضرات نے بھی خاموشی اختیار کی، اس پر ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس جان کنی کے عالم میں روایت کرنا شروع کیا:

﴿حدثنا بندار حدثنا ابو عاصم حدثنا عبدالحمید بن جعفر عن صالح بن ابی غریب عن

کثیر بن مرة الحضرمی عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : " من کان آخر کلامه لااله الاالله............

اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ روح قفس عنصری سے عالم قدسی کی طرف پرواز کرگئی۔

پوری حدیث یوں ہے" من کان آخر کلامه لااله الاالله دخل الجنة "
(یعنی جس کی زبان سے آخری الفاظ لااله الاالله نکلیں وہ جنت میں داخل ہوگا)
(ابن ماجہ اور علم حدیث ص:۸۹)

ابنِ جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

علم کے حصول کے لئے عالم اسلام کے چپہ چپہ گھومنے والی شخصیت تفسیر و حدیث اور تاریخ میں امامت کا درجہ رکھتی ہے۔ علم کا عشق اس انتہاء کو پہنچا ہوا تھا کہ طالب علمی میں غربت اور مفلسی کے دوران ایک وقت ایسا بھی آیا کہ تن کے کپڑے بیچ کر گزر اوقات بسر کیا۔

ایک جامع المحاسن شخصیت

ابوالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کی علمی جامعیت اور اوصاف و کمالات کو بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

" یہ امام مجتہد، حجت، مفسر محدث، فقیہ، اصولی، مقری ،مؤرخ، لغوی، نحوی، عروضی، ادیب، عظیم راوی، شاعر، محقق، مدقق ،علوم وفضائل کے جامع ، بہت سی کتابوں کے مصنف ،مجتہد مطلق علم و دین، حفظ اور کثرت تالیفات میں دنیا کے اماموں میں سے ایک امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری ہیں"۔ (العلماء العرب ص:۹۱)

ان کی ولادت ۲۲۴ھ میں طبرستان کے شہر" آمل" میں ہوئی اور وفات ۳۱۰ھ میں ہوئی، ان کی شہرت آفاق عالم میں پھیلی حتی کہ " محمد" جب کتب میں حوالہ کے لئے لکھا جاتا ہے تو وہی مراد لئے جاتے ہیں۔ (العلماء العزاب ص:۹۱)

آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا اور نو سال کی عمر میں حدیث لکھنی شروع کی، لڑکپن کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی ۲۳٦ھ میں بارہ سال کی عمر میں والد سے اجازت لے کر طلب علم میں سفر کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔

(معجم الادباء: ۱۸/۴۰، تاریخ بغداد: ۲/۱٦۳)

حفظِ حدیث کا جذبہ

کہا جاتا ہے کہ ابن جریر نے ابن حمید سے ایک لاکھ سے زیادہ احادیث لکھیں کوفہ کی طرف سفر کیا اور بہت سے محدثین سے حدیثیں لکھیں جن میں ابو کریب محمد بن العلاء ہمدانی بھی شامل ہیں، وہ بہت بڑے محدث ہونے کے ساتھ ساتھ سخت مزاج بھی تھے۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ دیگر طلبہ حدیث کے ساتھ میں بھی ان کے دروازے پر حاضر ہوا، انہوں نے دروازے کی کھڑکی سے جھانکا، باہر طلبہ شور کر رہے تھے اور داخل ہونا چاہتے تھے، انہوں نے پوچھا ''تم نے جو احادیث میرے ہاں لکھی تھیں وہ کس کس کو یاد ہیں؟'' طلبہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے، پھر طلبہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا ''تم نے جو احادیث لکھی تھیں وہ تمہیں یاد ہیں؟'' میں نے ہاں میں جواب دیا، طلبہ نے حضرت استاذ کو بتایا کہ اسے یاد ہیں، لہٰذا میں نے احادیث سنانی شروع کر دیں کہ ''اس دن آپ نے ہمیں یہ یہ حدیث سنائی تھی اور فلاں دن یہ یہ حدیث سنائی تھی''۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ میری دھرائی ہوئی احادیث سے ابو کریب کا کوئی مسئلہ حل ہوگیا، جس سے میرا مرتبہ ان کے دل میں بڑھ گیا تو انہوں نے مجھے کہا تم اندر آجاؤ، چنانچہ میں اندر حاضر ہوگیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ ابو کریب، ابن جریر طبری کی عنفوان شباب میں ہی اس قدر قابلیت کو دیکھ کر ان کے مقام کو پہچان گئے اور احادیث سننے کی عام اجازت دے دی، بعد میں دوسرے طلبہ ان کی وجہ سے احادیث کا سماع کر لیا کرتے تھے، کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ابو کریب سے ایک لاکھ سے زیادہ احادیث کا سماع کیا۔

(معجم الادباء: ۱۸/۴۰، تاریخ بغداد ۲/۱٦۳)

تیس ہزار اوراق کی تفسیر

قوتِ حافظہ کی مضبوطی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ شاگردوں سے فرمایا'' قرآن کی تفسیر لکھوں تو تم پڑھو گے؟'' شاگردوں نے کہا ''کتنی بڑی تفسیر ہوگی؟'' فرمانے لگے'' تیس ہزار اوراق پر مشتمل ہوگی'' شاگرد کہنے لگے'' اتنی بڑی تفسیر کے لئے عمر خضر کہاں سے لائیں؟'' چنانچہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے تین ہزار اوراق پر مشتمل تفسیر لکھی اور سات سال تک اپنے شاگردوں کو املا کراتے تھے جو تیس جلدوں میں شائع ہوگئی ہے۔

طویل ترین تاریخ

اسی طرح تاریخ کے موضوع پر بھی اتنی مقدار لکھنے کا مشورہ کیا، شاگردوں نے کہا'' اتنی طویل تاریخ پڑھنے کی ہمت کون کرے گا؟'' پھر مختصر کر کے'' تاریخ امم والملوک'' کے نام سے تاریخ عالم لکھی جو اکیس اجزا میں شائع ہوگئی تھی۔ (تاریخ بغداد ۲/۱۶۳)

علم عروض، ایک رات میں زیر دسترس

علمی استعداد کی پختگی کا یہ عالم تھا کہ کسی علم میں مہارت حاصل کرنے کے لئے انہیں زیادہ محنت نہ کرنا پڑتی تھی، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص میرے پاس علم عروض کا ایک سوال لے کر آیا۔ اس سے قبل علمِ عروض سے مجھے کوئی خاص لگاؤ نہ تھا۔ میں نے اس سے کہا'' آج میں نے علم عروض کے متعلق گفتگو نہ کرنے کا عزم کیا ہوا ہے تم کل آجاؤ''۔ پھر میں نے اپنے دوست سے خلیل بن احمد کی کتاب '' العروض'' منگوائی، وہ لے آیا، رات میں نے وہ کتاب دیکھی، چنانچہ اس رات تک تو میں علم عروض سے ناواقف تھا اور صبح کو میں علم عروض کا عالم بن گیا۔ (معجم الادباء: ۱۸/۴۰، تاریخ بغداد: ۲/۱۶۳)

۲۶ شوال ۳۱۰ھ کو ۸۶ سال کی عمر میں بغیر شادی کئے دنیا سے رخصت ہوئے، ابو بکر خطیب کہتے ہیں کہ ان کی وفات کا کسی کو بتایا نہیں گیا تھا پھر بھی ان کے جنازہ میں

لوگوں کی اتنی تعداد تھی جس کو اللہ ہی شمار کرسکتا ہے کئی ماہ تک ان کی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھی جاتی رہی۔

امام ابوبکر بن الانباری رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

جمال ذی الارض کانوا فی الحیاۃ وھم
بعد الممات جمال الکتب والسیر

''اہلِ زمین کے لئے اپنی زندگیوں میں وہ باعث زینت تھے
اور مرنے کے بعد وہ اپنی کتابوں اور تذکروں کو زینت بن گئے''

یادداشت کے سمندر محمد بن قاسم ابن الانباری کا شمار کاروانِ علم کے ان دیدہ ور افراد میں ہوتا ہے جن کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا علم تھا، آپ نے زندگی کی تمام رونقیں طلب علم کے لئے طویل اسفار کی نذر کی، صرف رونق علم کو اپنایا اور علم ہی نے حلقہ شام وسحر سے نکال کر حیات جاوداں کی رونق عطاء کی، آپ کا سن پیدائش ۲۷۱ ہجری ہے۔

علم کی حلاوت اور اس کا کرشمہ

علم کا ایسا ذوق تھا جس کی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی، علمی مصروفیات میں کسی قسم کا نقصان برداشت نہ کرتے تھے، ایک مرتبہ بازار میں راہ چلتی باندی پر ان کی نظر پڑی، باندی کا حسن قلب وجگر پر چھا گیا، خلیفہ راضی ان کا بہت خیال کرتے، انہیں بتایا، خلیفہ نے وہ باندی خرید کرلا دی، گھر لاکر خود مطالعہ میں ابھی لگے ہی تھے کہ اپنے غلام سے کہا کہ ''اس باندی کو نکال دو'' غلام نے باندی کو رخصت کرنا چاہا وہ کہنے لگی ''ذرا ٹھہرو! میں ان سے ایک دو باتیں کرنا چاہتی ہوں'' آکر ان سے پوچھنے لگی ''آپ مجھے میرا قصور بتائے بغیر نکال رہے ہیں لوگ کیا گمان کریں گے؟ آخر میری غلطی بتائیں'' کہنے لگے ''تمہاری غلطی یہی ہے کہ تم نے علم کی طرف میرے دل کی توجہ میں خلل ڈال دیا ہے'' باندی نے کہا ''یہ تو کوئی مسئلہ نہیں'' خلیفہ راضی کو جب اس واقعہ کو علم ہوا تو کہنے لگے:

﴿لا ینبغی أن یکون العلم فی قلب أحد أحلی منه فی صدر هذا الرجل﴾

''علم کی حلاوت جتنی اس آدمی کے دل میں ہے شاید ہی کسی کے دل میں اتنی ہو'' (تاریخ بغداد:۳/۱۸۲)

یادداشت کو باقی رکھنے کے لئے

ابن الانباری کا شمار تاریخ اسلام کے ان علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے علم کی ترویج واشاعت کو ازدواجی زندگی پر ترجیح دی، چنانچہ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ نے اپنی کتاب ''العلماء العزاب'' میں آپ کا تذکرہ کیا، ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

''اپنی یادداشت کو برقرار رکھنے کے لئے وہ ساری زندگی عمدہ کھانوں سے دور رہے حالانکہ وہ عمدہ کھانے بادشاہوں کے دسترخوانوں پر ان کے سامنے پیش کیے جاتے تھے، علم کی مشغولیت کی وجہ سے وہ عورتوں سے کنارہ کش رہے حالانکہ ایک خوبصورت اور حلال عورت ان کے گھر آئی تھی، اپنی یادداشت، علم، عورتوں سے لاتعلق اور زہد میں وہ ایک عجوبہ روزگار شخصیت تھے، ان کی کوئی نسل اور اولاد نہ تھی سوائے پچاس ہزار صفحات پر مشتمل تیس تصنیفات کے!!!''

(العلماء العزاب ص:۱۱۷)

تین لاکھ اشعار کے حافظ

اللہ کو جب کسی سے کوئی کام لینا ہوتا ہے اس میں اس کے اسباب بھی پیدا فرما دیتے ہیں، چنانچہ قدرت کی طرف سے ابن الانباری کو بلا کا حافظہ عطا کیا گیا تھا، اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ الفاظ قرآن کے استشہاد میں عرب کے تین لاکھ اشعار حفظ تھے، ایک سو بیس تفاسیر سندوں کے ساتھ یاد تھیں۔ (بغیۃ الوعاۃ ۱/۲۱۳)

لغت، نحو، تفسیر اور شعر میں جو بھی ان کی تصنیف یا اقوال ملتے ہیں وہ سب انہوں نے اپنے حافظے سے لکھوائے، کتاب سے دیکھ کر انہوں نے کبھی بھی نہیں لکھوایا۔

(العلماء العزاب ص ۱۱۷)

ایک رات میں علمِ تعبیر پر دسترس

خلیفہ راضی کی کسی باندی نے ان سے اپنے خواب کی تعبیر پوچھی، چونکہ اس چیز کا کوئی خاص علم نہیں رکھتے تھے اس لئے اس وقت تو بہانہ کر کے گئے اور خوابوں کی تعبیر کے متعلق کرمانی کی پوری کتاب ایک رات میں حفظ کی، پھر آ کر تعبیر بتادی۔

(بغیۃ الوعاۃ: ۱/۲۱۳)

ایک دن بیمار ہوئے تو ان کے والد بہت پریشان ہوئے لوگوں نے تسلی دینا چاہی، کتابوں سے بھری الماری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگے:

''میں اس بیٹے کی بیماری پر پریشان کیوں نہ ہوں جس کو یہ سب کتابیں حفظ ہیں''۔ (بغیۃ الوعاۃ، ۱/۲۱۳)

حافظہ برقرار رکھنے کا نسخہ

ابوالحسن عروضی کہتے ہیں کہ راضی باللہ کے دسترخوان پر میں اور ابوبکر انباری جمع ہوئے، ابوبکر نے باورچی کو اپنا کھانا بتایا ہوا تھا، وہ ان کے لئے خشک گوشت بھون دیتا تھا، ہم دسترخوان پر لگے عمدہ کھانے کھا رہے تھے لیکن ابوبکر وہی بھونا ہوا خشک گوشت کھاتے رہے، کھانے کے بعد عمدہ حلوہ لایا گیا تو اس سے بھی انہوں نے نہیں کھایا، دسترخوان سے اٹھ کر ہم لوگ خیش نامی ٹھنڈے کپڑوں میں جو لوگوں میں پسند کئے جاتے تھے سو گئے لیکن وہ ان کپڑوں میں نہیں سوئے، اس کے بعد عصر تک انہوں نے پانی تک نہیں پیا، عصر کے بعد انہوں نے غلام کو بلا کر پانی منگایا تو برف کے بجائے مٹکے کا پانی پیا اس پر مجھے غصہ آیا تو میں نے چیخ کر کہا ''اے امیر المؤمنین!'' مجھے ان کے سامنے حاضر کیا گیا تو امیر المؤمنین نے کہا ''کیا مسئلہ ہے؟'' میں نے کہا ''اے امیر المؤمنین! یہ شخص

اس بات کا محتاج ہے کہ اس کے اور اس کے نفس کے درمیان کوئی شخص حائل نہ ہو ورنہ جیسا وہ اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہے اس سے تو لگتا ہے کہ وہ اس کو مار دے گا'' یہ سن کر امیر المؤمنین ہنس پڑے اور کہا'' اس کو اسی میں لذت ملتی ہے اور یہ اس کی عادت ہوگئی ہے اور اس طرز زندگی سے مانوس ہونے کی وجہ سے اب یہ ان کے لئے نقصان دہ نہیں ہے'' پھر میں نے خود ان سے بات کی اور کہا'' اے ابوبکر! تم اپنے نفس کے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہو؟'' ان کا جواب یہ تھا'' اپنی قوتِ یادداشت کو باقی رکھنے کے لئے''۔

میں نے کہا'' لوگوں میں تمہارے حافظہ کا بڑا چرچا ہے تمہیں کتنا یاد ہے؟'' انہوں نے کہا'' تیرہ صندوق کتابوں کے''۔

محمد بن جعفر کہتے ہیں'' اتنی مقدار علم کی نہ ان سے پہلے کسی کو یاد تھی اور نہ ان کے بعد کسی کو یاد ہو سکتی ہے''۔

عادت شریفہ یہ تھی کہ بعض اوقات کھجوروں کو لے کر سونگھتے اور فرماتے'' تم عمدہ ہو لیکن اللہ نے جو مجھے علم عطا فرمایا ہے وہ مجھے تم سے زیادہ عزیز تر ہے۔ موت کے قریب جب بیمار پڑے تو دل نے جو چاہا وہی کھایا اور فرمایا'' یہ مجھے مرض الموت لگتا ہے''

(العلماء العزاب ص:۱۲۴)

حمزہ بن دقاق کہتے ہیں'' ابن الانباری بے نظیر حافظہ کے ساتھ وہ ایک زاہد اور متوضع انسان تھے''۔ (العلماء العزاب ص:۱۲۳)

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

آپ کا پورا نام علی بن عمر اور لقب دار قطنی ہے، (متوفی: ۳۵۸ھ) دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے مشہور مصنف ہیں، حدیث حاصل کرنے کے لئے بغداد، بصرہ، واسط، مصر اور شام کا سفر کیا۔ علم نحو وفن تجوید میں بھی کامل مہارت رکھتے تھے، معرفت علل حدیث اور اسماء الرجال میں یگانہ تھے، مذاہب فقہاء اور علم ادب وشعر میں بھی خوب باخبر تھے۔

اللہ تعالیٰ نے حافظہ بھی بلا کا عطا فرمایا تھا، ایک مرتبہ استاذ کی مجلس میں بیٹھے تھے استاذ پڑھ رہے تھے اور یہ کوئی کتاب نقل کر رہے تھے، ایک ساتھی نے اعتراض کیا کہ تم دوسری طرف متوجہ ہو، کہنے لگے میری اور تمہاری توجہ میں فرق ہے، بتاؤ استاذ نے اب تک کتنی احادیث سنائی ہیں، وہ سوچنے لگے، دار قطنی نے کہا" شیخ نے اب تک اٹھارہ احادیث سنائی ہیں، پہلی یہ تھی، دوسری یہ تھی.........." اسی طرح ترتیب وار سب کی سب مع سند کے سنا دیں۔ (حکایات صحابہ ص: ۱۱۲)

دار قطنی کا نون

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے۔ قریب ہی ان کے ایک شاگرد بیٹھے حدیث کا سبق یاد کر رہے تھے۔ لیکن سند میں آنے والے ایک راوی کو **حدثنا نسیر** کے بجائے **حدثنا یسیر** پڑھ رہے تھے۔ امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ غلطی بڑی شاق محسوس ہوئی اور وہ فوری طور پر شاگرد کی اصلاح کرنا چاہتے تھے لیکن حالتِ نماز اس سے مانع تھی، بہر حال انہیں نماز میں ایک ترکیب سوجھی اور انہوں نے بلند آواز سے قرآن مجید کی اس آیت کو پڑھا:

نٓ والقلم وما یسطرون . (القلم : ۱)

"نون! قسم ہے قلم کی اور اس کے لکھے کی"

اس میں جب لفظِ نون پر زور دیا تو طالب علم فوراً سمجھ گیا اور اپنی غلطی کی اصلاح کر لی۔

علامہ بدیع الزمان ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

عربی ادب میں مقامات اسلوب ایجاد کرنے والے اس لاثانی ادیب اور شہرہ آفاق خطیب نے چار سو مقامات لکھے۔ علم کی وادیوں میں سرگرداں، علوم وفنون کے سمندر میں غوطہ لگا کر جواہرات اخذ کرنے والی اس علمی شخصیت کا سن پیدائش ۳۵۸ھ ہے اور چالیس سال کی عمر میں ۳۹۸ھ میں وفات پائی۔

(امت مسلمہ کے محسن علماء ترجمہ العلماء العزاب ص: ۳۲۸)

علامہ بدیع الزمان خود ہمدان کے رہنے والے تھے جو خراسان ایران کا مشہور شہر ہے لیکن عجیب بات یہ ہے کہ انہیں ہمدان سے کوئی محبت نہ تھی بلکہ اس کی مذمت میں خود انہوں نے یہ دلچسپ شعر کہے:

همذان لی بلد اقول بفضله
لكنه من اقبح البلدان
صبيانه فی القبح مثل شيوخه
وشيوخه فی العقل كالصبيان

''ہمذان میرا شہر ہے اور میں اس کی فضیلت کا قائل ہوں لیکن یہ بدترین شہر ہے اس کے بچے ظاہری بدصورتی میں بوڑھوں کی طرح ہیں اور اس کے بوڑھے عقل کی کمزوری میں بچوں کی طرح ہیں''۔

بیسیوں اشعار کا قصیدہ، آنِ واحد میں حفظ

حافظہ و یادداشت کی قوت میں اللہ کی نشانیوں میں سے ایک تھے، جو بات پڑھتے فوراً یاد ہو جاتی، بیسیوں اشعار پر مشتمل قصیدہ کو ایک مرتبہ سنتے تو وہ یاد ہو جاتا اور شروع سے لے کر آخر تک ایک حرف کی تبدیلی کے بغیر سنا دیتے۔

معجم الادباء میں شیخ بدیع الزمان کا تذکرہ کچھ ان الفاظ میں آیا ہے:

''قوت ذکاوت، سرعت حفظ، ذہن کی صفائی اور قوتِ نفس میں وہ اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی تھے۔ ان کی شخصیت میں عجائبات نوادرات پنہاں تھے۔ بعض اوقات ان کے سامنے پچاس اشعار سے زیادہ پر مشتمل قصیدہ پڑھا جاتا جس کو اس سے پہلے انہوں نے کبھی نہ سنا ہوتا، ایک دفعہ سننے کے بعد وہ پورا قصیدہ ان کو یاد ہو جاتا اور وہ اس کو شروع سے لے کر آخر تک کسی حرف کی کمی کے بغیر سنا دیتے، اسی طرح بعض اوقات کوئی ایسی کتاب جس کو انہوں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا ہوتا تھا، اس کے چار پانچ اوراق کو وہ ایک سرسری نظر سے دیکھتے اور پھر اس کو بڑی روانی کے ساتھ زبانی سنا دیتے، بعض مرتبہ ان سے آخری طرف سے کسی کتاب کی تصنیف کا مطالبہ کیا جاتا تو وہ کتاب کے آخری مضامین کی طرف سے لکھنا شروع کرتے اور کتاب کو اس کے ابتدائی مضامین پر بڑے احسن اور انوکھے انداز میں مکمل کر دیتے''۔

(معجم الادباء ۲/ ۱۶۱-۲۰۲)

علامہ بدیع الزمان کا حافظہ اس قدر غضب کا تھا کہ چار پانچ اوراق پر سرسری نظر ڈال لیتے اور وہ سارے اوراق انہیں حفظ ہو جاتے، علامہ ثعالبی نے یتیمۃ الدھر میں لکھا ہے:

''ایک مرتبہ پچاس ابیات پر مشتمل ایک قصیدہ ان کے سامنے پڑھا گیا جو انہوں نے پہلی بار سنا اور ایک ہی بار سننے سے وہ انہیں یاد ہو گیا''۔ (یتیمۃ الدھر ۴/ ۲۴۱)

وصال کا حیرت انگیز واقعہ

علامہ بدیع الزمان کا انتقال ۳۹۸ھ میں ہوا، ابن خلکان نے ان کی وفات کا حیرت انگیز واقعہ نقل کیا کہ وہ بیمار تھے، بیماری کے عالم میں ان پر سکتہ طاری ہوا، لوگ سمجھے

کہ انتقال کر گئے، اس لئے ان کی تکفین وتجہیز کر دی گئی اور انہیں دفن کر دیا، حالانکہ آپ زندہ تھے، قبر میں ہوش آیا تو چیخ پڑے، لوگوں نے قبر دوبارہ کھولی تو آپ نے داڑھی ہاتھ سے پکڑی ہوئی تھی اور قبر کی ہولناکی کی وجہ سے انتقال کر گئے تھے۔ (وفیات الاعیان ۱/۱۳۰)

ابن سینا کا حافظہ

صفر ۳۷۰ھ اگست ۹۸۰ء کو بخارا کے قریب ''خرشین نامی گاؤں میں اس شہرہ آفاق مسلمان سائنس دان کی پیدائش ہوئی، آپ کا پورا نام حسین بن علی ہے اور '' ابن سینا'' سے مشہور ہیں۔

صدیوں تک طب کی دنیا پر چھائی رہنے والی کتاب '' القانون'' آپ ہی کی تصنیف ہے، طب کے شعبہ جات میں اس کتاب کے بعض حصے اب بھی داخل نصاب ہیں۔ آپ کے علمی کارناموں کی اسی پر انتہاء نہیں بلکہ بیس جلدوں میں '' الحاصل والمحصول'' تیس جلدوں میں '' الانصاف'' اٹھارہ جلدوں میں '' الشفاء'' دس جلدوں میں '' لسان العرب'' اور اسی طرح دیگر کئی کتابوں کا ذخیرہ کئی جلدوں پر محیط ہے۔

جب بھی کسی کتاب کو دیکھتے تو صرف پڑھنے کی نہیں پڑھ کر سمجھنے کی عادت تھی، مابعد الطبیعات پر ایک کتاب چالیس بار پڑھی، پوری کتاب حفظ تو ہوگئی پر سمجھ میں نہ آئی، لیکن ہمت نہ ہاری، پھر اسی موضوع پر فارابی کی کتاب خرید کر اس کا مطالعہ کیا، موضوع سمجھ میں آ گیا تو اس مسرت میں سجدہ شکر ادا کیا اور صدقہ خیرات کیا۔

(دائرہ معارف اسلامیہ ۱/۱)

شمس الائمہ علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

فقہ حنفی کی تدوین امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ہوئی، فقہاء کی ایک بڑی جماعت تھی جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے چالیس اصحاب وتلامذہ پر مشتمل تھی، جس میں امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور امام حسن بن زیاد جیسے جلیل القدر فقہاء بھی موجود ہوتے تھے۔

اس مجلس شوری کے سربراہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تھے، ایک ایک مسئلہ مجلس میں پیش ہوتا اور کافی بحث وتمحیص کے بعد قرآن واحادیث نبویہ کی روشنی میں منقح ہوکر امام محمد کے ہاتھوں لکھا جاتا تھا، اس طرح ہزاروں مسائل ضبط تحریر میں آئے اور ان کے مجموعہ کو ظاہر الراویہ کہا جاتا ہے، جو کہ مندرجہ ذیل چھ کتابوں کا مجموعہ تھا:

(۱)......الجامع الکبیر (۲)......الجامع الصغیر (۳)......السیر الکبیر

(۴)......السیر الصغیر (۵)......مبسوط (۶)......زیادات

ان کتابوں کو سامنے رکھ کر بعد میں آنے والے فقہاء نے نہایت عمدگی اور حسن ترتیب کے ساتھ ایسی کتابیں مرتب کیں جو عام مسائل اصول یعنی ظاہر الروایۃ کی حامل ہیں، اس سلسلہ میں سب سے معتمد کتاب حاکم شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب الکافی'' ہے جس کی متعدد شروحات لکھی گئی ہیں، ان میں سب سے عمدہ شرح امام سرخسی کی مبسوط ہے۔

فقہاء احناف کا بیان ہے کہ مبسوط فقہ حنفی کی اتنی قابل اعتماد کتاب ہے کہ اس کے خلاف کسی کے بیان کیئے ہوئے مسئلہ پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ تمام مسائل میں اسی کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے، اسی کے مسائل کو معمول بہ ومفتی بہ ہونا چاہیے۔

اس عظیم علمی متن کے مصنف محمد احمد بن ابی سہل سرخسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۳۸ھ ہیں، آپ اپنے زمانہ کے امام مجتہد، اصولی ومناظر تھے، شمس الائمہ عبدالعزیز حلوائی کے شاگرد رشید تھے اور ان سے بھی بڑے بڑے علماء نے کسب فیض کیا۔

پندرہ جلدواں کی زبانی املاء

اللہ تعالیٰ نے اس لاثانی شخصیت کو حافظہ بھی بلا کا عطا فرمایا تھا، مبسوط جیسی لافانی کتاب اسی قوت یادداشت کا ثمرہ تھی، واقعہ کچھ یوں ہے۔

''ایک مرتبہ آپ بادشاہ وقت کو ضروری نصیحتیں کرنے کی پاداش میں قید خانہ میں محبوس کردیئے گئے، اسی قید کی حالت میں محض اپنی

یادداشت کی بنا پر کسی کتاب کا مطالعہ کئے بغیر اپنے شاگردوں کو مبسوط کی پندرہ جلدوں کی املاء کروادی''۔

(اسلاف کے حیرت انگیز کارنامے ص:۹۲)

مولانا عبدالحی فرنگی محلی تحریر فرماتے ہیں۔

﴿املی المبسوط نحو خمس عشرة مجلدا وھو فی السجن باوزجند کان محبوسا وھو فی الجب واصحابه فی اعلی الجب کذا فی طبقات القادری﴾

''طبقاتِ قادری میں مرقوم ہے کہ امام سرخسی نے مبسوط کی پندرہ جلدوں کی املاء اس حال میں کروائی کہ آپ مقام اوزجند کی جیل میں قید تھے، آپ کنویں میں قید تھے اور آپ کے شاگرد اوپر تھے''۔ (الفوائد البہیہ ص:۶۴)

ہم جیسے ضعیفوں اور کم ہمتوں کے لئے پوری کتاب کا مطالعہ کرنا بھی دشوار ہے اس کے مصنف کی وسعت علم وقوت حفظ کا حال معلوم ہو کر عش عش کرنا پڑتا ہے۔

بخاری زماں عبدالغنی مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

باطل کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا اور اس کی غلامی کو قبول نہ کرنا ہمیشہ سے علماء حق کا شعار اور دستور زندگی رہا ہے، شیخ دوراں عبدالغنی مقدسی متوفی ۶۰۰ھ بھی اس وصف میں کسی سے کم نہ تھے، ایک مرتبہ قلعہ جبرون میں گانے بجانے کے آلات جمع کئے گئے اور ایک محفل موسیقی کا اہتمام کیا گیا، شیخ وہاں پہنچے اور آلاتِ لہو ولعب کا اپنے ہاتھ سے توڑنا شروع کر دیا، منبر پر چڑھ گئے اور سب کو وہاں سے بھگا دیا۔ قاضی کا خط آیا کہ دف اور شبابہ وغیرہ باجوں کے متعلق مناظرہ کر لیجئے۔ آپ نے فرمایا'' یہ سب حرام ہیں، میں قاضی کے پاس نہیں جاسکتا، اس کا جی چاہے تو وہ فوراً آسکتا ہے'' پھر قاصد آیا کہ یہ چیزیں بادشاہ کی تھیں جو آپ نے برباد کردیں۔ یہ سن کر آپ سیخ پا ہو گئے اور فرمایا:

''اللہ تعالیٰ قاضی اور بادشاہ دونوں کی گردن مار دے''

لوگ ڈر گئے کہ بڑا فتنہ پیدا ہوگیا، مگر خدا کے اس شیر کے مقابلہ میں آنے کی ہمت کسی کو نہ ہوئی۔ (اسلاف کے حیرت انگیز کارنامے ص: ۱۱۷)

ایک لاکھ سے زائد احادیث کے حافظ

حفظ حدیث کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے شیخ کے روبرو ذکر کیا ایک آدمی نے قسم کھالی ہے کہ اگر حافظ عبدالغنی مقدسی ایک لاکھ احادیث کے حافظ نہ ہوں تو میری بیوی کا طلاق!

شیخ نے یہ سن کر فرمایا:

''اگر اس سے زیادہ کی بھی قسم کھالیتا تو پھر بھی حانث نہ ہوتا''

کیونکہ شیخ کو اس سے بھی زیادہ احادیث یاد تھیں۔ (تذکرۃ الحفاظ ۴/ ۱۳۷۵)

علامہ مقدسی کے معمولاتِ زندگی

آپ نے کام کرنے کا ایک ضابطہ بنایا تھا جس پر روزانہ عمل کرتے تھے، نماز فجر کے بعد قرآن کی تفسیر یا حدیث کی تشریح فرماتے۔ پھر اٹھ کر وضو کرتے اور تین سو رکعتیں ظہر سے پہلے پہلے پڑھتے، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور معوذتین پڑھتے تھے، اس کے بعد قیلولہ کرتے اور ظہر کی نماز ادا فرماتے اور پھر حدیث سناتے یا کتابیں تصنیف فرماتے۔ مغرب تک یہی مصروفیت رہتی، پھر عشاء کی نماز تک نوافل پڑھتے اور نصف شب تک سوتے اور بیدار ہوکر وضو فرماتے، بسا اوقات رات بھر میں آٹھ دس مرتبہ وضو کرتے۔ اس کے متعلق فرماتے تھے:

''جب تک وضو کے اعضاء پر تری رہتی ہے نماز میں بڑا مزہ آتا ہے''

فجر سے تھوڑا پہلے سو لیتے، آپ کا روزانہ یہی معمول تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ ۴/ ۱۳۷۵)

ابنِ عنین انصاری کا حافظہ

آپ کا پورا نام محمد بن نصر الدین بن نصر الحسین بن عنین انصاری متوفی ۶۳۵ھ ہے،

شعر وادب کی تاریخ میں آپ کا شمار نابغہ روزگار اور یکتا شخصیات میں ہوتا ہے۔ انہیں اپنے وقت کا خاتمۃ الشعراء مانا گیا۔ ادب عربی میں کامل دسترس اور کمال حاصل تھا لیکن ہجو گوئی ان کا خاص موضوع سخن تھا، اسی وجہ سے سلطان صلاح الدین ایوبی نے انہیں دمشق سے نکلوا دیا تھا، دمشق سے نکلنے کے بعد انہوں نے دنیا کے مختلف ممالک کا سفر کیا۔

کتاب الجمہرہ کے حافظ

اس نادر روزگار ہستی کو حافظہ بھی خوب عطا ہوا تھا، ابن خلکان لکھتے ہیں:

﴿بلغني انه كان يستحضر كتاب الجمهرة لابن دريد في اللغة﴾

''مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ابن عینین کو ابن درید کی لغت میں لکھی ہوئی کتاب ''كتاب الجمهرة'' زبانی یاد تھی''۔

(وفیات الاعیان ۴/۲۶)

جمہرہ ابن درید چار جلدوں پر مشتمل لغت عربی کی انتہائی مبسوط اور ضخیم کتاب ہے، قرآن وحدیث میں چونکہ ارتباط اور تسلسل ہے جس کی وجہ سے انہیں یاد کرنا آسان ہے، لیکن لغت ایک ایسا موضوع ہے جس میں قطعی ربط اور تسلسل نہیں وہ اول سے آخر تک بالکل غیر مسلسل ہوتا ہے، اس کا ایک جملہ دوسرے جملے سے کوئی ربط نہیں رکھتا، اس فن کو ازبر کرنا بہت بڑا کمال ہے۔

یحییٰ بن یوسف صرصری کا حافظہ

علامہ صرصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۶) بغداد کے رہنے والے تھے، سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں اتنے قصائد تحریر فرمائے کہ ان کا مجموعہ بیس جلدوں تک پہنچتا ہے، اسی خصوصیت کی بناء پر آپ کو ''حسانِ وقت'' کہا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں اشعار عرب اور ادب کے ماہرین میں ان کی ذات منتہی مانی جاتی ہے۔

''صحاح''لغت کا حفظ

اللہ تعالیٰ نے حافظہ بھی بے مثال عطا فرمایا تھا، علامہ جوہری کی ''صحاح فی اللغۃ'' کو بتمام وکمال حفظ کر رکھا تھا، شذرات الذہب میں لکھا ہے۔

﴿کان یحفظ صحاح الجوهری بکمالها﴾

''علامہ صرصری کو جوہری کی ''صحاح فی اللغۃ'' پوری یاد تھی''۔

(شذرات الذہب ۵/۱۸۶)

صحاح جوہری بھی لغت کی ایک بہت بڑی، قدیم اور مشہور کتاب ہے، ابھی آپ نے حافظ جمہرہ کا حال پڑھا اب حافظ صحاح بھی آپ کے سامنے ہے۔ یہ امتِ محمدیہ کی وہ نادر روزگار شخصیات ہیں جن کی نظیر پیش کرنا مشکل ہے، اس پر جتنا ناز وفخر کیا جائے، کم ہے۔ فتبارک الله احسن الخالقین.

محمد بن ابی الحسن البونینی کا حافظہ

(متوفی:۶۵۸ھ)

نورانی پر وقار چہرہ، صاحب احوال وکرامات، خاشع ومتواضع شخصیت کے مالک اس امام نے خداوند عالم کی طرف سے وہ مقام مرتبہ پایا کہ شاہان وقت ان کی قدم بوسی کو باعث سعادت سمجھتے تھے۔

چار مہینہ میں مسلم شریف کا حفظ

جس طرح صورت کے ساتھ ساتھ حسن سیرت واخلاق میں ان کے زمانے میں ان کی کوئی نظیر نہ تھی اسی طرح آپ کا حافظہ بھی بے نظیر تھا، آپ کے فرزندار جمند علامہ قطب الدین بونینی فرماتے ہیں:

﴿حفظ والدی الجمع بین الصحیحین واکثر مسند الا مام احمد وحفظ صحیح مسلم فی اربعة اشهر وحفظ سورة الا نعا

یو م واحد وحفظ ثلث مقامات الحر یری فی بعض یو م﴾

''میرے والد ماجدؒ نے''کتا ب الجمع بین الصحیحین ''اور مسند امام احمد بن حنبل کا اکثر حصہ زبانی یاد فرمالیا تھا، مسلم شریف کو صرف چار ماہ میں یاد کیا، سورہ انعام ایک دن میں اور حریری کے تین مقامات کو چند گھنٹے میں از بر یاد کرلیا تھا۔ (شذرات الذھب ۵/۲۹۴)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت کے واقعات

☆......ایک شخص تھا اس کی بیوی اس کو منہ نہیں لگاتی تھی اور خاوند سوجان سے اس کا عاشق تھا، بیوی کی طبیعت شوہر سے نہیں ملتی تھی۔ اس لئے وہ طلاق لینا چاہتی تھی۔ مگر مرد طلاق نہیں دیتا تھا۔ مرد اس کو یہی نہیں کہ ستاتا نہیں تھا، بلکہ محبت کرتا تھا مگر وہ رہنا ہی نہیں چاہتی تھی، ایک دن دونوں میاں بیوی بیٹھے ہوئے بات چیت کررہے تھے، بیوی کچھ کہہ رہی تھی، مرد نے بھی کوئی جملہ کہا، پس وہ چپ ہوکر بیٹھ گئی۔ مرد نے کہا کہ اگر صبح صادق سے پہلے پہلے تو نہ بولی تو تجھ کو طلاق ہے وہ چپ ہوگئی اور ارادہ کرلیا کہ میں خاموش رہوں گی تاکہ اس سے کسی طرح پیچھا چھوٹ جائے، وہ بے چارہ پریشان ہوا۔ وہ ہر چند بلانا چاہتا تھا مگر وہ بولتی ہی نہیں تھی اب وہ سمجھ گیا کہ یہ طلاق لینا چاہتی ہے اور اس طرح بیوی مجھ سے جدا ہوجائیگی، اب اس نے فقہاء کے دروازے جھانکنے شروع کئے ان سے جاکر اپنا حال بیان کیا۔ انہوں نے یہی کہا کہ اگر وہ چپ رہی تو طلاق پڑ جائے گی۔ یہ تو تیری طرف سے شرط ہے اس کی صورت یہی ہے کہ اس کی جاکر خوشامد کرو اور صبح صادق سے پہلے کسی طرح بلواؤ۔ ورنہ صبح صادق ہوتے ہی وہ تیرے ہاتھ سے نکل جائے گی سب نے یہی جواب دیا۔

پھر وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا۔ وہ وہاں کا حاضر باش تھا، متفکر اور پریشان بیٹھ گیا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ آج کیا بات ہے۔ پریشان کیوں ہو؟ اس نے کہا کہ حضرت واقعہ یہ ہے کہ بیوی سے میں نے کہہ دیا ہے، کہ اگر تو صبح صادق تک نہ

بولی تو تجھ کو طلاق۔ اب وہ خاموش ہو کر بیٹھ گئی ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ طلاق نہیں پڑے گی مطمئن رہ۔ اب وہ مطمئن ہو کر آ گیا۔ فقہاء نے امام صاحب پر طعن شروع کیا کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حرام کو حلال بنانا چاہتے ہیں ایک صاف صریح حکم ہے اس کو کہہ دیا کہ طلاق نہیں پڑے گی۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کیا کہ صبح صادق میں جب آدھ گھنٹہ رہ گیا تو مسجد جا کر زور زور سے تہجد کی اذان دینا شروع کر دی۔ اس عورت نے جب آذان کی آواز سنی تو سمجھی صبح صادق ہو گئی۔ بس بول پڑی اور کہنے لگی صبح صادق ہو گئی میں مطلقہ ہو گئی۔ میں اب تیرے پاس نہیں رہوں گی۔ جب تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ صبح صادق نہیں ہوئی۔ وہ تہجد کی اذان تھی لوگ قائل ہو گئے کہ واقعی امام صاحب فقیہ بھی ہیں اور مدبر بھی۔

☆......ایک مرتبہ ایک گھر میں چوری ہوئی، چور اسی محلے کے تھے۔ چوروں نے گھر والے کو پکڑا اور زبردستی حلف لیا کہ اگر تو کسی کو ہمارا بتلائے گا تو تیری بیوی کو طلاق۔ اس بیچارے نے مجبوراً طلاق کا حلف لے لیا۔ وہ چور اس کا سارا مال لے کر چلے گئے۔ اب وہ بہت پریشان ہوا کہ اگر میں چوروں کا پتہ بتلاتا ہوں تو مال تو مل جائے گا مگر بیوی ہاتھ سے نکل جائے گی۔ اور اگر پتہ نہیں بتلاتا ہوں تو بیوی تو رہے گی مگر سارا گھر خالی ہو جاتا ہے، تو مال اور بیوی میں تقابل پڑ گیا، کہ یا تو مال رکھے یا بیوی رکھے اور کسی سے کہہ بھی نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ وہ عہد کر چکا تھا۔ پھر امام صاحب کی مجلس میں حاضر ہوا۔ وہ بہت غمگین اور اداس اور پریشان تھا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ آج تم بہت اداس ہو کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ حضرت میں کہہ بھی نہیں سکتا۔ فرمایا کہ کچھ تو کہو۔ اس نے کہا کہ حضرت اگر ہم نے کہا تو نہ جانے کیا ہو جائے گا۔ پھر فرمایا کہ اجمالاً کہو تو اس نے کہا کہ حضرت چوری ہو گئی ہے اور میں نے یہ عہد کر لیا ہے کہ اگر میں نے ان چوروں کا پتہ کسی کو بتلایا تو بیوی پر طلاق۔ مجھے معلوم ہے کہ چور کون ہیں وہ تو محلے کے ہیں۔ لیکن اگر پتہ بتلاتا ہوں تو بیوی پر طلاق پڑ جائے گی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو مطمئن رہ بیوی بھی ہاتھ سے نہیں جائے گی اور مال بھی مل جائے گا۔ اور تو ہی پتہ بتلائے گا کہ کون

میں پھر شور ہو گیا کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یہ کیا کر رہے ہیں یہ تو ایک عہد ہے جب وہ پورا کرے گا تو بیوی پر طلاق پڑ جائے گی۔ یہ امام صاحب نے کیسے کہہ دیا کہ نہ بیوی جائے گی نہ مال جائے گا۔علماء وفقہاء پریشان ہو گئے۔

امام صاحب نے فرمایا کہ کل ظہر کی نماز میں تمہارے محلے کی مسجد میں آ کر پڑھوں گا چنانچہ امام صاحب تشریف لے گئے وہاں نماز پڑھی اور اس کے بعد اعلان کر دیا کہ مسجد کے دروازے بند کر دیئے جائیں کوئی باہر نہ جائے۔اس میں چور بھی تھے۔اس مسجد کا ایک دروازہ کھول دیا ایک طرف خود بیٹھ گئے۔اور ایک طرف اس کو بٹھا دیا اور فرمایا کہ ایک ایک آدمی نکلے گا، جو چور نہ ہو اس کے متعلق کہتے جانا یہ چور نہیں ہے۔اور جب چور نکلنے لگے تو چپ ہو کر بیٹھ جانا، چنانچہ جو چور نہیں ہوتے تھے۔ان کے متعلق کہتا جاتا تھا کہ یہ بھی چور نہیں ہے یہ بھی چور نہیں ہے اور جب چور نکلنے لگتا تو خاموش ہو کر بیٹھ جاتا۔ اس طرح اس نے گو بتلایا نہیں مگر بلا بتلائے سارے چور متعین ہو گئے کہ یہ سب چور ہیں۔ چنانچہ چور بھی پکڑے گئے مال بھی مل گیا اور بیوی بھی ہاتھ سے نہیں گئی یہ تدبیر کی بات تھی۔

☆......امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ خلیفہ منصور نے امام صاحب کو بلایا تو ربیع جو منصور کا دربان اور امام صاحب سے دشمنی رکھتا تھا، وہ کہنے لگا: اے امیر المؤمنین! یہ ابو حنیفہ آپ کے دادا عبداللہ بن عباس سے مخالفت کرتے ہیں، وہ تو فرماتے ہیں کہ آدمی جب قسم اٹھالے بعد میں ایک دو دن کے بعد وہ استثنا کر لے (یعنی یہ کہے کہ انشاء اللہ یا کوئی اور بات نکال دے کہ قسم میں یہ داخل نہیں ہے) تو عبداللہ بن عباس اسے جائز رکھتے تھے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ جائز نہیں ہے۔

امام صاحب نے کہا: اے امیر المؤمنین! یہ ربیع خیال کرتے ہیں کہ کوئی آپ کا فوجی یا رعایا کا کوئی آدمی آپ کی بیعت میں نہیں ہے۔ امیر المؤمنین نے کہا: یہ کیسے؟ فرمایا کہ: یہ قسم اٹھاتے ہیں آپ کی اطاعت کریں گے پھر گھر لوٹتے ہیں اور انشاء اللہ کہہ لیتے ہیں تو قسم ختم ہو جاتی ہے! تو منصور ہنسا اور کہا: اے ربیع! امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

کے پیچھے نہ پڑا کر۔ جب وہاں سے امام صاحب نکلے تو ربیع نے کہا: آپ نے تو میرے خون بہانے کا ارادہ کرلیا تھا! امام صاحب نے فرمایا: لیکن ارادہ تو آپ نے کیا تھا میرے خون بہانے کا لیکن میں نے آپ کو بھی بچالیا اور اپنے آپ کو بھی۔

☆ ......عبدالواحد بن غیاث سے مروی ہے کہ ابوالعباس طوسی امام صاحب کے متعلق برا خیال رکھتے تھے، اور امام صاحب بھی اس بات سے واقف تھے۔ ایک مرتبہ ابوعباس (دربار میں) امام صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے ابوحنیفہ! امیر المؤمنین ایک آدمی کو بلاتے ہیں ہم میں سے اس لئے کہ اس کے متعلق گردن اڑانے کا حکم فرمائیں اور یہ معلوم نہیں کہ کون اس کے زیادہ لائق ہے (ابوعباس چاہتے ہیں کہ اس طرح امام صاحب ضرور فرمائیں گے بغیر کسی وجہ سے قتل حرام ہے اور یہ خلیفہ کی ناراضگی کا سبب ہوگا)۔ امام صاحب نے فرمایا: اے ابوعباس! کیا امیر المؤمنین حق کا حکم فرماتے ہیں یا باطل غلط بات کا؟ ابوعباس نے کہا: حق کا! امام صاحب نے فرمایا: تو پھر حق کو جاری کروائیں جیسے بھی ہو اور سوال نہ کریں (اس طرح ابوعباس بڑے شرمندہ ہوئے) پھر امام صاحب نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے ساتھی سے فرمایا: اس نے مجھے قید کرنے کا ارادہ کیا تھا، میں نے اس ہی کو باندھ دیا۔

☆ ......علی بن عاصم سے مروی ہے کہ میں امام صاحب کے پاس آیا اور آپ کے پاس نائی تھا جو آپ کے بال کاٹ رہا تھا، آپ نے بطور مذاق نائی کو کہا: تو ہمیشہ سفید جگہوں کے پیچھے رہتا ہے (یعنی سفید بال زیادہ کاٹتا ہے) اب زیادہ نہ کاٹا کر۔ پوچھا: وہ کیوں؟ فرمایا کہ: اس طرح وہ زیادہ ہوجاتے ہیں لہٰذا تو سیاہ جگہوں کے بال زیادہ کاٹا کرتا کہ وہ زیادہ ہوں۔

☆ ......یحییٰ بن جعفر سے مروی ہے کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا فرمارہے تھے کہ: ایک مرتبہ جنگل میں مجھے پانی کی ضرورت پیش آئی، میرے پاس ایک دیہاتی آیا اور اس کے پاس پانی کا ایک کوزہ تھا، اس نے پانچ درہم سے کم میں پانی دینے سے انکار کردیا، میں نے پانچ درہم دے کر پانی لے لیا، پھر میں نے اعرابی کو کہا: اعرابی! میرے

پاس ستو ہے، کیا ارادہ ہے کھاتا ہے؟ کہا: لے آ! میں نے دے دیا اور وہ زیتون کے تیل کے ساتھ ملا ہوا تھا، وہ کھاتا رہا یہاں تک کہ سیر ہوگیا، پھر اس کو پیاس لگی، پانی مانگا، میں نے کہا، ایک پیالہ پانچ درہم سے کم نہیں ملے گا! اس طرح میں نے پانچ درہم بھی واپس حاصل کر لئے اور پانی بھی میرے پاس آ گیا۔

☆......عبدالمحسن بن علی سے مروی ہے، وہ امام صاحب اور آپ کی ذہانت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ حاجیوں میں سے ایک آدمی نے کوفہ میں کسی کے پاس امانت رکھوائی، حج کر کے واپس آیا اپنی امانت مانگی، اس نے انکار کر دیا اور قسمیں اٹھانے لگا وہ آدمی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مشورہ کرنے گیا، آپ نے فرمایا کہ: کسی کو اس کے انکار کی خبر نہ دینا۔ اور وہ امام صاحب کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا، امام صاحب نے اس سے تنہائی میں کہا: اہل حکومت نے میرے پاس پیغام بھیجا ہے کہ کوئی ایسا آدمی جو قاضی بننے کی صلاحیت رکھتا ہو تو کیا آپ اس کے لئے خوش ہیں؟ آدمی نے تھوڑا سا پس و پیش کیا اور امام صاحب اس کو رغبت دلاتے رہے، پھر وہ لوٹ گیا جبکہ وہ قضاء کا خواہشمند ہو چکا تھا، پھر امام صاحب کے پاس وہی مالک آیا اور اس کو آپ نے فرمایا: اب جاؤ! اور کہو میں سمجھتا ہوں آپ بھول گئے ہیں، میں نے فلاں وقت میں آپ کے پاس امانت رکھوائی ہے، اور اس کی نشانی یہ ہے، لہٰذا آدمی گیا اور ایسے ہی کہا تو اس نے امانت لوٹا دی۔

پھر یہی امانت واپس کرنے والا جب امام صاحب کے پاس پہنچا تو امام صاحب نے فرمایا: میں نے تیرے معاملے میں غور کیا ہے، میں نے سوچا ہے کہ تیرے مرتبہ کو اور بڑھاؤں اور اس عہدہ کے لئے تیرا نام نہ دوں یہاں تک کہ کوئی اس سے بڑا مرتبہ آ جائے۔

☆......ابنِ ولید سے مروی ہے کہ امام صاحب کے پڑوس میں ایک جوان رہتا تھا، اور امام صاحب کی مجلس میں بھی آتا تھا اور کثرت سے آپ کے پاس بیٹھا کرتا، ایک مرتبہ امام صاحب سے کہنے لگا، میں کوفہ میں فلاں کے گھر شادی کرنا چاہتا ہوں اور نکاح کا

پیغام بھی بھیج دیا ہے، لیکن انہوں نے مجھ سے اتنا مہر مانگا ہے جو میری طاقت سے زیادہ ہے، اور شادی کرنے کو بھی دل کر رہا ہے۔ تو امام صاحب نے فرمایا: اللہ سے استخارہ کرلو اور جو مہر وہ مانگتے ہیں دے دو اس نے ان کو مطالبہ کی منظوری کا جواب بھیج دیا، جب نکاح منعقد ہو چکا تو وہ امام صاحب کے پاس دوبارہ آیا اور عرض کیا کہ میں نے ان سے کہا تھا کہ کچھ اب لے لیں اور باقی بعد میں کیونکہ بیک وقت تمام میری گنجائش میں نہیں ہے، لیکن انہوں نے انکار کر دیا کہ بغیر پورا مہر ادا کئے وہ لے جانے نہ دیں گے، تو آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک تدبیر کرو کہ اب تو کسی سے قرض لے کر چلے جاؤ اور اپنی گھر والی کے پاس پہنچ جاؤ اور ان کی سختی کے باوجود کسی طرح آپ پر معاملہ آسان ہو جائیگا۔ اس نے ایسا ہی کیا اور لوگوں سے قرض وصول کیا امام صاحب سے بھی پھر جب یہ بیوی کے پاس پہنچ گیا اور اپنے گھر بھی لے گیا تو امام صاحب نے اس کو فرمایا اب ہر حال میں آپ یہ ظاہر کریں کہ آپ اپنی اہلیہ کو لے کر اس شہر سے کسی دور دراز علاقے میں جانا چاہتے ہیں۔ لہٰذا اسی خیال کے پیش نظر اس نے دو اونٹ کرائے پر لئے اور لے آیا اور یہ مشہور کر دیا کہ وہ روزی کی تلاش میں خراسان جائے گا اور بیوی کو بھی ساتھ لے جائے گا، تو یہ بات لڑکی کے گھر والوں پر بڑی بھاری گزری تو وہ بھی امام صاحب کے پاس آئے تا کہ اس بارے میں آپ سے مدد لیں، آپ نے فرمایا کہ: اس کا حق ہے جہاں چاہے لے جائے، انہوں نے عرض کیا: کوئی ایسی صورت نہیں ہے کہ ہم عورت کو نہ نکلنے دیں؟ امام صاحب نے فرمایا: تم اس کے شوہر کو راضی کرلو اس طرح کہ جو تم نے اس سے لیا ہے واپس کر دو۔ انہوں نے یہ بات قبول کر لی، پھر امام صاحب نے نوجوان کو کہا کہ قوم نے سخاوت کی ہے کہ جو تم سے لیا وہ واپس لوٹا دیں اور تجھے بری کر دیں۔ لیکن نوجوان نے کہا: میں تو ان سے اور زائد لینا چاہتا ہوں! امام صاحب نے فرمایا: (حد سے نہ گزرو) یا تو یہی جو دے رہے ہیں لے لو ورنہ لڑکی والوں کو دوسری تدبیر بتاؤں گا کہ) وہ لڑکی اپنے ذمے کسی کے قرض کا اقرار کرلے پھر جب تک وہ ادا نہ کرے گی اس وقت تک تم اسے نہ لے جا سکو گے، شریعت کی رو سے آدمی سیدھا ہو گیا، کہا اللہ اللہ!

وہ کہیں یہ بات سن نہ لیں، بس میں ان سے زائد کچھ وصول نہ کروں گا لہٰذا وہ شہر ہی ٹھہر گیا اور ادا کیا ہوا مہر واپس لے لیا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دانش مندی

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے کہ ایک بوڑھا شخص آیا اور کہنے لگا۔ **واؤ او واوین؟** امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا " **واوین** " وہ " **لا و لا** " کہہ کر چلا گیا۔ شرکاء مجلس کے پلے کچھ نہ پڑا حالانکہ ان کا علمی مرتبہ بہت بلند تھا۔ ان میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ جیسے کثیر الحدیث محدث بھی تھے، قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ جیسے عربی ادب کے ماہر تھے، امام زفر رحمۃ اللہ علیہ، عافیہ بن یزید رحمۃ اللہ علیہ جیسے قیاس اور استحسان کے بادشاہ تھے اور امام داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ جیسے زہد و تقویٰ کے پہاڑ تھے مگر اشاروں کی یہ بات ان کی سمجھ میں بھی نہ آئی۔ بالآخر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے معلوم کیا کہ اس بوڑھے نے کیا پوچھا تھا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! اس نے التحیات کے بارے میں سوال کیا تھا کہ " **التحیات للہ والصلوت والطیبات** " میں دو واؤ ہیں، وہ پوچھنا چاہتا تھا کہ دو واؤ والا التحیات پڑھوں یا ایک واؤ والا۔ تو میں نے کہا " واوین " یعنی دو واؤ والا۔ اس نے خوش ہو کر کہا کہ واقعی آپ کا علم شجرہ طیبہ کی طرح ہے " **اصلها ثابت وفرعها فی السماء** " پھر کہنے لگا " **لاشرقیة ولا غربیة** " اور لا ولا کہہ کر اشارہ کر دیا کہ آپ کے علم کی مثال نہ مشرق میں ہے اور نہ مغرب میں ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ درس دے رہے تھے کہ ایک عورت آئی جو کوئی مسئلہ پوچھنا چاہتی تھی مگر مردوں کی وجہ سے شرما گئی اور ایک بچے کے ہاتھ سیب بھیج دیا جس کا کچھ حصہ سرخ تھا اور کچھ زرد تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سیب کاٹ کر واپس دے دیا تو وہ عورت چلی گئی۔ لوگوں نے ماجرا پوچھا فرمایا! وہ عورت حیض کا مسئلہ پوچھنے آئی تھی مگر تمھاری وجہ سے شرم و حیا مانع ہوئی اس لئے الفاظ میں مسئلہ پوچھنے کی بجائے

سیب پیش کر دیا کہ کیا عورت کے حیض کے خون کی رنگت زرد ہو جائے تو غسل کر سکتی ہے یا نہیں؟ میں نے سیب کاٹ کر سفیدی دکھا دی کہ جب تک زردی سفیدی میں نہ بدلے اس وقت تک غسل نہیں کر سکتی۔ ان باتوں کو کون سمجھے؟ ایسے حضرات کے حاسدین بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ دنیا میں جتنا کوئی بڑا ہوگا اس کے حاسدین بھی اتنے زیادہ ہوں گے۔ (خطباتِ فقیر ج ۴ ص ۲۱)

ذہانت اور معاملہ فہمی کا عجیب انداز

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت حاضر جوابی اور معاملہ فہمی مشہور ہے۔ کوفہ کے گورنر ابن ہبیرہ نے ایک بار امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے پاس آنے کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پہنچے تو دیکھا کہ ایک نگینہ اس کے سامنے پڑا ہے اور وہ کچھ سوچ رہا ہے۔ آپ نے دریافت کیا کہ کس سوچ میں گم ہو۔ کہنے لگا ''یہ نگینہ مجھے پسند آ گیا ہے میں چاہتا ہوں اسے استعمال کروں لیکن مصیبت یہ ہے کہ اس پر دوسرے آدمی کا نام کھدا ہوا ہے'' امام صاحب نے نگینہ لے دیکھا تو اس پر نقش تھا ''عطا بن عبداللہ'' . امام صاحب نے سامنے بیٹھے ایک شخص کو نگینہ دیا اور اس کو ہدایت کی کہ اس نگینہ پر کندے ہوئے الفاظ ''عطا بن عبداللہ'' میں صرف اتنی تبدیلی کروا دو کہ ''بن'' کو ''من'' اور ''عبداللہ'' کی ''ب'' کے نقطہ مٹا کر ''عبد'' کے اندر نون کا لفظ لگوا دو۔ وہ شخص گیا اور تھوڑی دیر میں نگینہ لے کر لوٹ آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نگینہ ابن ہبیرہ کے حوالے کیا اور فرمایا اب آپ اسے پہن سکتے ہیں۔ ابن ہبیرہ نے تعجب سے پوچھا کیا ہوا؟ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اب پڑھیے۔ ابن ہبیرہ نے پڑھا تو اس پر کھدے ہوئے الفاظ میں معمولی سی تبدیلی کے بعد اب جو الفاظ پڑھے جا رہے تھے وہ تھے ''عطا من عنداللہ'' یعنی اللہ کی طرف سے دی ہوئی چیز۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت پر ابن ہبیرہ اچھل پڑا، فوراً سنار کے پاس نگینہ بھیجا گیا کہ انگوٹھی میں جڑ کر واپس کرے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قوّتِ حافظہ

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے جن فطری قوتوں اور صلاحیتوں سے خوب خوب نوازا تھا ان میں سے ایک قوت حفظ ہے۔ دراصل قوتِ حفظ ہر قسم کے علوم وفنون کی بنیاد ہے۔ ذہانت اور حاضر جوابی کا جوہر بھی اس کے بغیر نہیں کھلتا۔ اس صفت سے تقریباً تمام ہی محدثین مالا مال تھے لیکن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں نمایاں اور ممتاز نظر آتے ہیں۔ وہ خود فرماتے ہیں ''میں وکیع'' سے امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیثیں یاد کرتا تھا جب وہ عشاء کی نماز پڑھ کر گھر جاتے تو میں ان کے ساتھ ہوتا اور گھر تک پہنچتے پہنچتے کبھی نو دس حدیثیں یاد کر لیتا اور کبھی اس سے کم۔ جب وہ گھر میں داخل ہو جاتے تو دوسرے طالبان حدیث مجھ سے فرمائش کرتے تھے کہ میں انہیں اپنی یاد کی ہوئی حدیثیں نوٹ کرادوں چنانچہ میں ان کو املاء کرا دیتا تھا۔ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہم عصر تھے ان سے پوچھا گیا کہ مشائخ اور محدثین میں سب سے قوی حافظہ آپ نے کسے پایا؟ جواب دیا احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت وفطانت

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ بے حد ذہین اور زیرک تھے اور بڑے بڑے عقدوں کو آسانی سے حل کر دیا کرتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ فصیل بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ اگر مینڈک سرکہ میں گر جائے تو سرکہ پاک ہے یا ناپاک۔ ابراہیم نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ یحییٰ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھو۔ ان سے پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا مجھے پتہ نہیں عثمان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھو۔ ان سے پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا مجھے علم نہیں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھو، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا، تو انہوں نے فرمایا کہ سرکہ پاک ہے کیونکہ مینڈک اپنے معدن میں مرا ہے۔ پھر اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا اگر مینڈک پانی میں مر جائے تو وہ

پانی پاک ہوتا ہے اور اس پانی کو سرکہ میں ڈال دو تو وہ سرکہ بھی پاک رہے گا۔ اسی طرح مینڈک سرکہ میں گر جائے تو وہ بھی ناپاک نہیں ہوگا۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جب اس مسئلہ کی تقریر کی تو سامعین حیران رہ گئے۔

ایک مرتبہ ہارون الرشید نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ''میں نے زبیدہ سے کہا کہ، میں امام عادل ہوں اور امام عادل جنت میں ہوتا ہے۔ زبیدہ نے پلٹ کر کہا نہیں، تم ظالم اور فاجر ہو اور جنت کے اہل نہیں ہو''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر ہارون الرشید سے فرمایا کبھی گناہ کے وقت یا گناہ کے بعد تم کو خدا کا خوف لاحق ہوا۔ ہارون الرشید نے کہا، خدا کی قسم، مجھے گناہ کے بعد اللہ تعالیٰ کا بے حد خوف ہوتا ہے فرمایا پھر تم دو جنتوں کے وارث ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''ولمن خاف مقام ربہ جنتان'' جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دو جنتیں عطا فرماتا ہے۔

معمولات

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ بے حد عبادت گزار تھے۔ تصنیف و تالیف اور مطالعہ کتب میں اکثر اوقات مشغول رہا کرتے تھے۔ رات کے تین حصے کرتے۔ ایک حصہ میں عبادت کرتے، ایک حصہ میں مطالعہ کرتے اور باقی ایک حصہ میں آرام کرتے تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ٹھہرا، میں ساری رات نفل پڑھتا رہا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ چار پائی پر لیٹے رہے، صبح ہوئی تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر وضو کیے نماز پڑھی۔ میں نے پوچھا، حضرت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وضو نہیں کیا؟ فرمایا تم نے ساری رات اپنے نفس کے لئے عمل کیا اور نوافل پڑھے، اور میں نے تمام رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے عمل کیا اور کتاب اللہ سے مسائل استنباط کرتا رہا اور اس رات میں نے ہزار سے زیادہ مسائل کا استخراج کیا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''یہ سن کر میں نے اپنی شب بیداری پر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی شب بیداری کو ترجیح دی''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا قوّتِ حافظہ

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، ابو سعید الادریسی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرتے ہیں:

"کان ابو عیسیٰ یضرب به المثل الحفظ وقال الحاکم سمعت عمر بن ملک یقول مات البخاری رحمة الله علیه فلم یخلف بخراسان مثل ابی عیسیٰ رحمة الله علیه فی العلم والحفظ والورع والزهد".

حق تعالیٰ شانہٗ جب کسی سے کوئی بڑا کام لینا چاہتا ہے تو اس کے اسباب بھی پیدا کر دیتا ہے، امام موصوف کو جس طرح اکابر محدثین سے استفادہ کا موقع ملا۔ ویسے ہی خداداد قوت حافظہ بھی عطا کی گئی تھی، ابو سعید ادریسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی قوت حفظ بھی مثالاً بیان کی جاتی تھی۔ (مقدمہ تحفہ ص ۱۶۷)

ان کا ایک حیرت انگیز واقعہ رجال کی سب ہی کتابوں میں مذکور ہے کہ انہوں نے ایک شیخ سے دو جزء کے بقدر بواسطہ حدیث سنیں اور قلم بند کیں، حسن اتفاق سے کچھ دنوں کے بعد ان شیخ سے ملاقات ہوگئی، انہوں نے شیخ مذکور سے سماع حدیث کی درخواست کی، شیخ نے سنانی شروع کی اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ لکھ لو۔ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بیاض لے کر بیٹھ گئے، مگر قلم میں روشنائی نہیں لی تھی یوں ہی بیاض پر قلم چلاتے رہے، شیخ کو شبہ ہوا کہ یہ لکھ نہیں رہے ہیں بلکہ یوں ہی قلم پھیر رہے ہیں، اٹھ کر دیکھا تو بیاض سادہ تھی، بے حد خفا ہوئے اور فرمایا، تم مذاق کرتے ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا، آپ گھبرایئے نہیں! جتنی حدیثیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سنائی ہیں، سب مجھے یاد ہیں، سن لیجئے، چنانچہ تمام حدیثیں فرفر سنا دیں، شیخ کو خیال ہوا کہ شاید یہ ان کو پہلے یاد تھیں، انہوں نے باور نہیں کیا، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ دوسری حدیثیں سنایئے، میں ان کو بھی سنا دوں گا، چنانچہ شیخ نے اپنی غرائب الحدیث سے چالیس حدیثیں سنائیں جس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً ہی دہرا دیا، تب جا کر شیخ کو ان کی قوت حافظہ کا یقین ہوا۔ (بستان ص:۱۲۱)

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت اور حاضر جوابی

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نہایت ذکی اور ذہین تھے۔اس لئے جب کوئی بات یا مسئلہ سامنے آتا تو اس کا وہ فوراً جواب دیتے ایک بار ہارون الرشید کے ساتھ حج کو تشریف لے گئے۔ ظہر یا عصر کے وقت انہوں نے امامت کی چونکہ یہ مسافر تھے اس لئے قصر نماز پڑھائی، یعنی دو رکعت کے بعد سلام پھیر کر نمازیوں سے کہا کہ اپنی نماز پوری کرلو میں مسافر ہوں۔ اہلِ مکہ میں سے ایک شخص نے نماز ہی میں کہا ہم لوگ یہ مسئلہ تم سے اور جس نے تم کو سکھایا ہے اس سے بہتر جانتے ہیں۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ تو ٹھیک ہے۔لیکن اگر تم کو یہ مسئلہ معلوم ہوتا تو نماز میں بات چیت نہ شروع کردیتے اس جواب پر ہارون الرشید بہت خوش ہوئے اور اس نے کہا کہ اگر نصف سلطنت کے بدلہ میں مجھے یہ جواب مل جاتا تو بھی پسند کرتا۔ (بحوالہ: انتخاب لاجواب ج ۲ ص ۱۴۰)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

آپ کا حافظہ بھی نہایت اعلیٰ درجہ کا تھا، فرماتے تھے: جس چیز کو میں نے محفوظ کرلیا اس کو پھر نہیں بھولا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اب لوگوں کا حافظہ کمزور ہوگیا، میں متعدد اساتذہ کی خدمت میں جاتا رہا اور ہر ایک سے پچاس سے لے کر سو حدیثوں تک سنتا اور سب کی حدیثوں کو محفوظ کرلیتا، روایتوں میں اختلاف بالکل نہ ہوتا۔

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

امام نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۲۵ھ) کو تصوف کے ایک بہت بڑے امام اور پیشوا ہونے کی حیثیت سے جانا جاتا ہے، آغازِ شعور ہی سے آثار رشد و ہدایت نمایاں تھے، بچپن ہی میں والد بزرگوار کا سایہ عاطفت سر سے اٹھ گیا، والدہ ماجدہ نے مکتب میں بٹھا دیا، ۱۲ سال کی عمر میں لغت کی کتابیں پڑھتے رہے۔

تحصیل علم کے شوق نے دہلی پہنچا دیا، یہاں شمس الملک کی خدمت میں علم ادب وحدیث وغیرہ حاصل کیا۔ نہایت ذکی اور فطین ہونے کی وجہ سے ہم سبق طلبہ ان کو ”بحاث“، یعنی بہت بحث کرنے والا کہتے تھے۔

علوم باطنی حاصل کرنے کی غرض سے اجودھن میں حضرت فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ کر عوارف المعارف اور تمہید ابوشکور وغیرہ سبقاً سبقاً پڑھیں اور چھ پارے قرآن مجید باتجوید حفظ کیے اور فیض باطن سے مستفیض ہوکر نعمت خلافت سے مشرف ہوکر دہلی بھیجے گئے۔ یہاں آپ کے فیوض وبرکات سے سد ہا آدمی خدا رسیدہ ہوگئے۔ بے شمار کرامات ظاہر ہوئیں، مجاہدہ وریاضت نفس اور ترک دنیا اختیار فرمایا، نہ کوئی گھر بنایا اور نہ کوئی نکاح کیا۔ امراء وسلاطین سے ملنا پسند نہ فرماتے تھے۔ حالانکہ شیخ کی شہرت سن کر سلطان جلال الدین فیروز خلجی نے بہت الحاح کے ساتھ ملاقات چاہی مگر کامیاب نہ ہوسکا۔

پندرہ سال کی عمر میں دہلی میں شمس الملک شمس الدین خوارزمی سے مقامات حریری پڑھی اور اس کو زبانی یاد کیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ خیال ہوا کہ لغو فعل میں مشغول رہا، جب اس پر تنبیہ ہوئی تو شیخ کمال الدین زاہد ماریکلی کی خدمت میں متن حدیث کی مشہور کتاب مشارق الانوار للصنعانی کا درس لیا اور بطور کفارہ مشارق کو حفظ کیا جس میں بخاری ومسلم کی کئی ہزار احادیث ہیں۔ (نزھۃ الخواطر ۲/۱۲۳)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

شیخ زمانہ، امام وقت، فقیہ باکمال، مجتہد لاثانی شیخ الاسلام تقی الدین ابوالعباس احمد بن مفتی شہاب الدین عبدالحلیم حرانی دمشقی اسلامی تاریخ کی ان مایہ ناز اور نابغہ روزگار شخصیات میں سے ہیں جن پر برملا فخر کیا جاسکتا ہے، آپ نے تجرد کی زندگی گزاری اور علم کی تحصیل وترویج کی خاطر ساری عمر شادی نہ کی۔

ربیع الاول سن ۶۶۱ھ کو حران میں پیدا ہونے والے اس عظیم انسان نے حدیث کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا، اس کے اجزاء لکھے، شیوخ حدیث کی مجلسوں کے چکر لگائے،

حدیث کی تخریج اور تہذیب کی، رجال حدیث، اس کی علتوں اور فقہ حدیث میں مہارت حاصل کی۔

تفسیر قرآن پر عبور کا یہ عالم تھا کہ سیال طبیعت اور رساں ذہن کی وجہ سے دقیق علمی مسائل میں غوطے لگائے اور قرآن مجید سے ان مسائل کا استنباط کیا جن کو پہلے کوئی معلوم نہ کر سکا تھا۔

قوت حفظ کا عالم

قوتِ حفظ کا یہ عالم تھا کہ بقول ابوالفتاح کے ان کے علاوہ بہت ہی کم ایسے لوگ ہوں گے جن کو حدیث اور اس سے متعلقہ تمام تفصیلات از بر ہوں اور اس کے ساتھ ضرورت کے وقت متعلقہ حدیث ان کے ذہن میں مستحضر بھی ہو۔ (العلماء العزاب ص:۲۲۶)

انہیں کوئی دیکھے کوئی میری نظر سے

صلاح صفدی اپنی کتاب ''الوافی بالوفیات'' میں اپنے استاذ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی قوت حافظہ کی مضبوطی اور آپ کی یادداشت کی عمدگی کی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''میں نے انہیں مدرسۃ القصاعین اور مدرسہ حنبلیہ میں کئی بار دیکھا، وہ جب گفتگو کرتے تو آنکھیں بند کر لیتے، ان کی زبان پر عبارتوں کا ہجوم ہو جاتا، اس وقت ان کی حالت قابل دید ہوا کرتی تھی، اس وقت وہ ایک ایسے امام کے روپ میں دکھائی دیتے تھے جس کا کوئی ہم پلہ اور ثانی نہ ہوا اور ایسے عالم کے لبادے میں ملبوس دکھائی دیتے جس کو ہر علم سے حظ وافر ملا ہو، اس وقت ان کا تیر سیدھا نشانہ پر لگتا تھا اور وہ ایسے مناظر کی طرح نظر آتے تھے جو میدان مناظرہ میں اپنے دلائل کے ذریعہ مدمقابل پر سخت دن لے کر آیا ہو:

وعاينت بدرا لا يرى البدر مثله

وخاطبت بحرا لا يرى العبر عائمه

''تم نے ایسے چاند کا دیدار کیا ہے جس نے اپنا ہم مثل نہیں دیکھا اور تم ایسے سمندر سے ہم کلام ہوئے ہو جس میں تیرنے والے نے کنارہ نہیں دیکھا''

میں کئی مرتبہ ان کی صحبت میں بیٹھا، مدرسہ حنبلیہ میں ان کے درس میں کئی دفعہ حاضر ہوا، دوران درس ان کی زبان سے وہ فوائد سنتا تھا جو میں نے کسی اور سے نہیں سنے ہوتے تھے اور نہ ہی میں نے وہ کسی کتاب میں دیکھے ہوتے تھے، خلاصہ یہ کہ وسعت نظر اور قوت حافظہ میں میں نے ان کی نظیر نہیں دیکھی، پہلے حفاظ کے متعلق جو ہم نے سنا تھا وہ اس کی زندہ تصویر تھے، حصول مقصد میں وہ عالی ہمت شخص تھے''۔

(الوافی بالوفیات: ۶/۷)

یکبارگی مطالعہ سے کتاب کا حفظ ہو جانا

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے بے نظیر حافظہ کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب '' الدر الکامنة '' میں لکھتے ہیں:

''جمال الدین یوسف بن محمد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی امالی میں کہا ہے کہ ''ہمارے زمانہ میں قوت یادداشت میں ابن تیمیہ عجیب تھے، وہ کسی کتاب کا ایک دفعہ مطالعہ کرتے تو وہ کتاب ان کے ذہن پر نقش ہو جاتی، پھر وہ اس کو اپنی تصنیفات میں بعینہ اسی کے الفاظ میں نقل کرتے''۔ (الدر الکامنة : ۱/۱۷۶)

امام عز الدین محمد بن ابی بکر کا حافظہ

علم کو شادی پر ترجیح دے کر ساری عمر تجرد میں گزارنے والے یہ عالم فرمایا کرتے تھے:

''میں ایسے تیس علوم جانتا ہوں جن کے ناموں سے میرے ہم عصر واقف بھی نہیں ہیں''

امام عزالدین کے علوم کی تفصیل

ابوالفتاح ابوغدہ امام عزالدین کے حاصل کردہ علوم کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

'' وہ فقہ، تفسیر، حدیث، علم عقائد، اصول مناظرہ، اختلاف مذاہب، تجوید، صرف، معانی، بیان، بدیع، منطق، ہیئت، حکمت، طب، شہسواری، نیزہ بازی، تیر اندازی، تلوار چلانے کا فن، آہنی گرزوں سے مقابلہ، نیزے بنانے کی صنعت، رمل، زمین سے مٹی کا تیل نکالنے کا طریقہ، کیمیا، نجوم، علم الحرف، تعویذ، اور اس کے علاوہ دیگر علوم میں ماہر تھے''۔ (العلماء العزاب ص: ۲۵۵)

دو ماہ میں حفظ قرآن

قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ چھوٹی سی عمر میں آپ کو محدث صدر میدوفی کی مجلس میں بٹھا دیا گیا اور ہر روز آدھے پارے کے حساب سے انہوں نے دو ماہ میں قرآن مجید حفظ کرلیا۔ (العلماء العزاب ص ،شذرات الذهب: ۷/۱۳۹، الضوء اللامع: ۷/۱۷۱، بغية الوعاة ۱/۱۶۳)

ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

علمی دنیا میں '' حافظ ابن حجر عسقلانی'' (متوفی ۸۵۲ھ) کے نام سے جانی پہچانی اس عظیم شخصیت کا پورا نام '' شہاب الدین احمد بن علی العسقلانی '' ہے، چودہ جلدوں پر مشتمل فتح الباری جیسی بے مثال شرح بخاری آپ کا لازوال علمی کارنامہ ہے اور پوری دنیا میں بخاری کی بہترین شرح ہونے کے اعتبار سے کسی تعارف کی محتاج نہیں۔

چار برس کی عمر میں پدر بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا، زکی الدین خروبی نے اس یتیمی کی حالت میں آپ کو اپنی آغوش تربیت میں لے لیا اور بڑے ہونے تک انہیں کے زیر کفالت رہے۔

باکمال قوت یادداشت کے مالک

جب پورے پانچ سال کے ہوئے تو مکتب میں داخل کئے گئے، نو برس کی عمر میں صدرالدین سفطی کے پاس قرآن مجید حفظ کیا، قرآن پاک کے علاوہ عمدۃ الاحکام، الحاوی الصغیر، مختصر ابن حاجب، الفیۃ العراقی اور ملحۃ الاعراب وغیرہ کتابیں زبانی یاد کرلی تھیں۔ (کشف الباری ۱/۱۰۸)

آپ کے علمی ماثرات میں بارہ جلدوں کی تہذیب التہذیب، چار جلدوں کی لسان المیزان، نو جلدوں میں الاصابہ، پانچ جلدوں میں تغلیق التعلیق کے علاوہ ایک سو پچاس سے زیادہ تصانیف شامل ہیں، کسر نفسی کا یہ عالم تھا کہ اپنی تصانیف پر تبصرہ کیا تو فرمایا:

﴿ واکثر ذلک مما لاتساوی نسخۃ لغیرہ لکن جری القلم بذلک ﴾

''میری اکثر تصانیف دوسرے اہلِ علم کی ایک کتاب کے برابر نہیں لیکن بس قلم چل گیا''۔

سورہ مریم ایک دن میں حفظ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حافظ ابن حجر کو حافظہ بھی خوب عطا ہوا تھا، ابن فہد نے لکھا ہے کہ آپ نے پوری سورہ مریم ایک دن میں یاد کرلی تھی، حاوی صغیر کا پورا صفحہ دو دفعہ کے پڑھنے سے یاد ہوجاتا تھا، پہلی دفعہ استاذ سے صحیح کرکے پڑھتے اور تیسری دفعہ زبانی سنادیتے تھے۔ (کشف الباری ۱/۱۰۸)

ابن حجر کے لاجواب حافظہ کے بارے میں علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''ابن حجر کے حفظ واتقان کی شہادت ہر قریب و بعید اور دوست و دشمن نے دی حتیٰ کہ لفظ حافظ ان کے لئے ایک اجماعی خطاب بن گیا''۔(ظفر المحصلين باحوال المصنفين ص : ۱۴۴)

قوت یادداشت کے لئے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی دعا

جب پہلی مرتبہ مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو آپ نے زمزم پیتے وقت دعا کی:

''یا اللہ مجھے ذہبی جیسا حافظہ عطا فرما''

دعا قبول ہوئی، بیس سال بعد پھر حاضری ہوئی، دوبارہ دعا کی، یا اللہ! مجھے مزید حافظہ عطا کر!''

اس کے بعد اہلِ نظر علماء کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حافظ ابن حجر کو علامہ ذہبی پر حافظہ میں فوقیت عطا فرمادی تھی۔(ذیل طبقات الحفاظ للسیوطی ص:۳۸۱)

اسی دعا کی قبولیت کا اثر تھا کہ علم حدیث میں مہارت اور حفظ حدیث کی بنا پر علی الاطلاق ''حافظ'' کے نام سے پہچانے جانے لگے۔

حافظ سیوطی نے ''ذیل تذکرۃ الحفاظ'' میں ان کے تذکرہ کی ابتداء ان الفاظ سے کی ہے:

﴿ابن حجر رحمة الله عليه شيخ الاسلام وامام الحفظ فى زمانه وحافظ الديار المصرية بل حافظ الدنيا مطلقا قاضى القضاة﴾

''ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام ہیں اور اپنے زمانہ میں حفظ کے امام ہیں، دیار مصریہ کے بالخصوص اور پوری دنیا کے مطلقاً حافظ تھے، چیف جسٹس کے عہدہ پر فائض رہے''۔

(تذکرۃ الحفاظ للسیوطی ص:۳۸۰)

زودخوانی وزودنویسی

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کو تیز پڑھنے کی اس درجہ مشق تھی کہ حیرت ہوتی ہے، ایک دفعہ صحیح بخاری دس نشستوں میں (جو صرف ظہر سے عصر تک ہوتی تھیں) ختم کرڈالا، اسی طرح صحیح مسلم کو اڑھائی دن میں پانچ نشستوں میں ختم کیا، امام نسائی کی سنن کبری کو بھی دس نشستوں میں ختم کیا، ہر نشست چار ساعات کی ہوتی تھی۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک دفعہ اپنے شام کے سفر میں علامہ طبرانی کی ''المعجم الصغیر'' (جس میں ڈیڑھ ہزار کے قریب احادیث مع اسناد مروی ہیں) کو صرف ایک مجلس میں ظہر عصر کے درمیان سنادیا۔ دمشق میں ان کا دو ماہ دس دن قیام رہا تھا اس اثناء میں اپنے ضروری مشاغل میں مصروفیت اور علمی فوائد نقل کرنے کے علاوہ سو جلدوں کے قریب کتب احادیث کی اہل شام کے لئے قرأت کی تھی۔ حافظ بن حجر جس طرح زودخواں تھے اسی طرح زودنویس بھی تھے مگر نہایت بدخط تھے اور اس پر طرہ یہ کہ شیوہ خط یکساں نہ تھا جس کی وجہ سے ان کے خط کا پہچاننا اور پڑھنا سخت دشوار تھا۔ (کشف الباری ۱/۱۱۱)

آپ کی تدریسی زندگی کی ایک خاص بات یہ تھی کہ آپ نے اپنی بے شمار علمی و دینی مصروفیات کے باوجود ایک ہزار سے زائد مجالس میں اپنے حفظ سے امالی بھی لکھوائے۔

(کشف الباری ۱/۱۱۰)

شیخ عبدالوہاب متقی برہان پوری کا حافظہ

شیخ عبدالوہاب متقی (متوفی ۱۰۰۱ھ) حدیث وفقہ میں تعمق کے حامل ہو۔ نے کے ساتھ ساتھ علم تصوف میں بھی امامت کا درجہ رکھتے تھے، بیس سال کی عمر میں مکہ مکرمہ پہنچے اور صاحب کنز العمال شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بارہ سال رہ کر فقہ، حدیث اور تفسیر وغیرہ میں کمال دسترس حاصل کی۔

اپنے شیخ متقی کی وفات کے بعد ان کے جانشین اور خلیفہ ہوئے اور ۲۶ سال تک مکہ معظمہ میں علوم ظاہری و باطنی کا درس دیتے رہے۔ ۴۰ سال تک دیار پروردگار میں

قیام پذیر رہے اور کسی سال کا حج فوت نہیں ہوا۔ تلامذہ ہیں جو جس ملک کا رہنے والا ہوتا اس کو اس کی زبان میں سبق سمجھاتے۔

مکہ میں قیام کے زمانہ میں ہندوستان کے معروف محدث عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے حلقۂ درس میں شامل رہے اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔

قاموس جیسی ضخیم لغت کے حافظ

اللہ تعالیٰ نے شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کو کمال کا حافظہ عطا فرمایا تھا، شیخ عبدالحق دہلوی نے ''اخبار الاخیار'' میں آپ کا تذکرہ نہایت بسط و تفصیل سے کیا، حافظہ کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''قاموس لغت مبالغہ میں توان گفت کہ گویا ہمہ یادداشت و فقہ وحدیث نیز ہمیں حکم دارد''

''شاید ہی مبالغہ ہو کہ یہ کہا جائے کہ انہیں قاموس لغت پوری یاد تھی، ان کی یہ مہارت فقہ وحدیث میں بھی تھی''۔

(اخبار الاخیار ص: ۲۷۲)

مولانا فرخ شاہ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

مولانا فرخ شاہ سرہندی (متوفی: ۱۱۲۲ھ) معقول و منقول اور فقہ و تصوف میں ید طولی رکھتے تھے، نسبت بھی عالی تھی، شیخ احمد سرہندی اور مجدد الف ثانی رحمہما اللہ آپ کے آباؤ اجداد میں سے تھے، تمام علوم کی تکمیل اپنے والد محترم شیخ محمد سعید کی خدمت میں کی۔

حج و زیارت سے فارغ ہونے کے بعد درس و تدریس میں لگ گئے، بہت سے علماء نے ان سے استفادہ کیا۔ حافظہ غضب کا تھا، ان کی قوت یادداشت و حافظہ کے متعلق صاحب نزہۃ الخواطر فرماتے ہیں:

﴿ انه كان يحفظ سبعين الف حديث متنا واسنادا او جرحا وتعديلا ونال بمنزلة الاجتهاد فى الاحكام الفقهية ﴾

''ستر ہزار احادیث کو مع ان کی اسناد، راویوں کے جرح وتعدیل کے یاد کیا تھا اور احکام فقہ میں درجہ اجتہاد حاصل ہو گیا تھا''۔ (نزہۃ الخواطر ۶/۲۲۲)

بدرالدین الحسینی مغربی کا حافظہ

محمد بن یوسف بدرالدین الحسینی مغربی مراکشی (متوفی: ۱۱۳۵) کی ولادت دمشق میں ہوئی، تعلیم سے فراغت کے بعد درس وتدریس وعبادت کے سوا دنیا سے قطع تعلق کرلیا، نہایت پرہیزگار اور شب زندہ دار بزرگ تھے، دن کو روزہ رکھتے اور رات کو راز ونیاز کے ذریعہ قیمتی بناتے:

ہمارا کام ہو راتوں کو رونا یاد دلبر میں
ہماری نیند ہو محو خیال یار ہو جانا

حدیث کے بہترین عالم ہونے کی وجہ سے ''محدث شام'' کے لقب سے مشہور تھے، دنیا اور اہل دنیا سے بے تعلق ہوتے کی وجہ سے اہل شام اور حکام وقت کی نگاہوں میں ان کی بڑی قدر ومنزلت تھی، یہاں تک کہ ایک مرتبہ جب ترکوں اور اتحادیوں میں جنگ چھڑی تو عوام نے بالاتفاق ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی کہ آپ خلیفۃ المسلمین ہو جائیں مگر آپ نے انکار کر دیا اور اپنی عزلت نشینی کو تیز کر دیا۔

بخاری، مسلم اور بیس ہزار اشعار کے حافظ

اللہ تعالیٰ نے حافظہ بھی غضب کا عطا فرمایا تھا، علامہ زرکلی بڑی صراحت کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں:

﴿ فحفظ الصحيحين غبا باسانيدهما ونحو ۲۰ الف بيتا من متون العلوم المختلفة ﴾

''آپ کو بخاری شریف اور مسلم شریف احادیث کی اسناد کے ساتھ حفظ تھیں اس پر بس نہیں بلکہ مختلف علوم کے بیس ہزار اشعار بھی از بر تھے''۔ (العلوم للزرکلی ص: ۳۴)

یہ واقعہ منکرین حدیث اور ان نام نہاد روشن خیالوں کے لئے رد بلیغ ہے جو بخاری ومسلم کے حفظ کو محض افسانہ سمجھتے ہیں۔

سراج الہند شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے صاحبزادے حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ رمضان ۱۱۵۸ھ میں پیدا ہوئے، حافظہ کی قوت اور مضبوطی کا یہ عالم تھا کہ گیارہ سال کی عمر میں عربی کی ابتداء کی اور پندرہ سال کی عمر میں تمام علوم کی تحصیل سے فراغت حاصل کرلی۔

صاحب نزہۃ الخواطر آپ کے حافظہ اور ذہانت کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿وکان رحمه الله احد افراد الدنيا بفضله وآدابه وذكاءه وفهمه وسرعة حفظه، اشتغل بالدرس والافادة وله خمس عشرة سنة﴾

''حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنی صلاحیت وفضیلت، فہم وذکاوت اور حافظہ کی تیزی میں دنیا کے چند گنے چنے لوگوں میں سے تھے، ابھی آپ کی عمر پندرہ برس تھی کہ درس وتدریس میں مشغول ہوگئے''۔ (نزہۃ الخواطر ۷/۳۴۶)

آپ کے کتب خانہ میں پندرہ ہزار کتابیں تھیں، آپ نے ان سب کا مطالعہ کیا تھا، فرماتے تھے ''جن علوم کا میں نے مطالعہ کیا اور وہ یاد بھی ہیں ان کی تعداد ڈیڑھ سو ہے''۔

(نزہۃ الخواطر ۷/۳۴۶)

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی سے حضرت شاہ صاحب کے بارے میں نقل کیا ہے کہ آپ کو چھ ہزار احادیث کے متن یاد تھے۔

(کشف الباری ۱/۹۳)

۱۲۳۹ھ کو اسی سال کی عمر میں متعدد اذیت رساں امراض کی وجہ سے آپ کی وفات ہوئی۔

مولانا محمد یحیٰی کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

برصغیر پاک وہند کے اس مایہ ناز عالم نے محض سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا تھا، لیکن حفظ مکمل کرنے کے بعد والد صاحب کی طرف سے اس بات کے مامور ہوئے کہ جب تک دن میں قرآن مجید ایک مرتبہ مکمل نہ کرلو روٹی نہیں ملے گی، ہاں ختم کے بعد تمام دن چھٹی...... مولانا فرمایا کرتے تھے:

''میں عموماً ظہر سے قبل پورا کلام مجید ختم کرلیا کرتا تھا اور پھر کھانا کھا کر چھٹی کے وقت اپنے شوق سے فارسی پڑھا کرتا تھا، حفظ قرآن کے زمانہ میں آپ نے خفیہ طور پر فارسی کے بہت سے دواوین از خود دیکھ لئے تھے اور باوجود اس کے حفظ قرآن کے سبق پر اثر نہیں آنے دیا''۔ (تذکرۃ الخلیل ص:۳۰۰)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو انتہائی مضبوط قوت حفظ وضبط عطا فرمائی تھی، آپ کا معمول یہ تھا کہ نفحۃ الیمن، متنبیّ اور حماسہ جیسی کتابیں آپ زبانی طلبہ کو املاء کرواتے تھے، ادب کی اکثر کتابیں آپ کو حفظ تھیں، منطق کی مشہور کتاب ''سلم'' تو آپ کی نوک زبان پر تھی، فرماتے ہیں:

''سلم مجھے از بر یاد تھی اور تسبیح لے کر میں نے اس کی عبارت دوسو مرتبہ پڑھی ہے''۔ (تذکرۃ الخلیل ص ۲۰۰)

منطق کے علاوہ باقی کتابیں آپ نے دہلی کے مدرسہ حسین بخش سے پڑھیں مگر حدیث پڑھنے کا خیال دل سے نکال دیا تھا کیونکہ یہ خیال دل میں بیٹھ گیا تھا کہ دہلی میں حدیث پڑھنے سے آدمی غیر مقلد ہو جاتا ہے، فرمایا کرتے تھے:

''میرے بھائی مولوی محمد صاحب نے چونکہ حدیث گنگوہ میں پڑھی تھی، اس لئے میں حضرت کا معتقد تھا اور میں نے ٹھان لی تھی کہ حدیث پڑھوں گا تو گنگوہ میں پڑھوں گا ورنہ نہیں پڑھوں گا مگر زمانہ وہ تھا کہ حضرت امام ربانی کی آنکھ میں نزول ماء شروع ہو چکا تھا اور حضرت نے دورہ کا درس بند فرما دیا تھا''۔ (تذکرۃ الخلیل ص:۲۰۲)

ایسے جواب تو مدرس بھی نہیں دے سکتا!

یہاں (مدرسہ حسین بخش میں) امتحان کا وقت قریب آیا تو اہل مدرسہ نے مولوی محمد یحییٰ صاحب کا نام بھی بخاری کے امتحان میں لکھ دیا حالانکہ آپ نے اس کا ایک سبق بھی نہیں پڑھا تھا، آپ فرمایا کرتے تھے:

''اہل مدرسہ نے والد صاحب پر زور دیا تو انہوں نے فرمایا یحییٰ کیا حرج ہے ابھی پانچ مہینے باقی ہیں اس میں پڑھ لو۔ چنانچہ وہ پانچ مہینے میں نے نظام الدین کے حجرہ میں اس طرح گزارے کہ خود مسجد کے رہنے والوں کے معلوم نہ تھا کہ میں کہاں ہوں بجز ان دو لڑکوں کے جن کے ذمہ میری روٹی اور وضو کے لئے پانی لانا مقرر تھا، چنانچہ اسی دوران میں کاندھلہ سے میرے نکاح کی طلبی کا تار آیا تو لوگوں نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ مکتوب الیہ عرصہ سے یہاں نہیں ہے اور نا معلوم کہاں چلا گیا جب ان طلبہ کو خبر ہوئی تو مجھے بھی تار کی اطلاع ہوئی۔ غرض اسی دوران میں نے بخاری شریف، سیرت ابن ہشام طحاوی، ہدایہ اور فتح القدیر بالاستیعاب اس اہتمام سے دیکھی ہیں کہ خود مجھے حیرت ہے، اتفاق سے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب ممتحن تجویز ہوئے اور تشریف لائے تو میرے جوابات دیکھ کر یہ لفظ فرمائے کہ ایسے جوابات تو مدرس بھی نہیں لکھ سکتا''۔ (تذکرۃ الخلیل ص ۲۰۲)

علامہ بشیر احمد غزی حلبی رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

ساری زندگی تجرد کی زندگی گزارنے والے علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ کو جب شادی کی ترغیب دی گئی تو آپ نے جواب میں متنبّی کا یہ شعر پیش کیا:

واما الدهر اهل ان يؤمل عنده
حياة وان يشتاق فيه الى النسل

''زمانہ اس قابل نہیں ہے کہ اس میں کسی قسم کی زندگی کی آرزو یا امید رکھی جائے یا اس میں نسل کا خواہشمند ہوا جائے''

قوت یادداشت میں اللہ کی نشانی

آپ قوت حافظہ اور یادداشت کے ملکہ میں اللہ کی نشانیوں میں سے ایک تھے، آپ کے بھائی کامل غزی آپ کے تعارف میں فرماتے ہیں:

''میرے بھائی ۱۲۷۴ھ میں پیدا ہوئے، سات سال کی عمر میں انہوں نے ولی اللہ شیخ جواعرج کے لقب سے مشہور ہوئے، قرآن مجید حفظ کرلیا، ایک سال ان کے ہاں ٹھہرنے کے بعد وہاں سے نکلے تو پڑھنے اور لکھنے کو اپنا مشغلہ بنالیا۔ نو سال کی عمر میں ان کو ہاتھ سے لکھی ہوئی ایسی کتابیں دیتا جن کی لکھائی صحیح نہ ہوتی تھی تو وہ ان کتابوں کو تیزی کے ساتھ فصیح لہجے میں پڑھتے اور بہت کم ان سے غلطی سرزد ہوتی تھی۔ اسی عمر میں انہوں نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے منسوب ''خاتم مخمس'' شیخ یوسف سرمینی سے جو کہ اپنے زمانے میں ذکاوت اور فطانت میں مشہور تھے بنانی سیکھی۔ کچھ عرصہ تک وہ اوقات معلوم کرنے کے فن میں مشہور ایک شخص کے پاس بھی آتے جاتے رہے، شیخ عبدو نامی یہ شخص جامع عدلیہ میں مقیم تھا، انہوں نے اس فن میں مہارت حاصل کرلی تھی۔ تیرہ سال کی عمر میں انہوں نے میرے ہمراہ کتابوں کے متون یاد کرنا شروع کیے۔ بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ انہوں نے علم النحو کی اہم کتاب ''الفیۃ ابن مالک'' کو جو کہ ایک ہزار اشعار پر مشتمل ہے بیس دنوں سے بھی کم میں یاد کرلیا تھا۔ میں ان کے حافظہ کی قوت اور تیزی سے بڑا حیران ہوا کرتا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے ادب کی کتابوں کو یاد کرنا شروع کیا، تھوڑے ہی عرصہ میں انہوں نے بہت سے عربی اشعار اور ادب و اخلاق کی کتابوں کی بہت سی منتخب

عبارتیں یاد کرلیں ،فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''کنز الدقائق'' کا بھی اکثر حصہ انہوں نے زبانی یاد کر رکھا تھا''۔

آگے فرماتے ہیں:

''کتنی ہی مرتبہ ایسا ہوا کہ ہم ایک چیز کو جانتے تھے لیکن عربی میں ہمیں اس کا نام معلوم نہیں ہوتا تھا، عربی لغات کی جن جن جگہوں کے بارے میں ہمارا خیال ہوتا کہ اس کا نام وہاں مل جائے گا وہ سب ہم چھان مارتے لیکن طویل محنت اور جستجو کے بعد جب ہمیں کچھ نہ ملتا تو ہم ان سے دریافت کرتے تو فوراً فی البدیہہ یوں گویا ہوتے کہ اس کا نام یہ ہے اور یہ فلاں لغت کے فلاں مادے میں یا فلاں شعر میں مذکور ہے، جب ہم ان کی بتائی ہوئی جگہ پر دیکھتے تو بالکل ویسا ہی پاتے جیسے انہوں نے بتایا ہوتا تھا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ وہ عربی زبان، اس کے اشعار اور اس کی تاریخ میں ایک بہت بڑی نشانی تھے۔ادب میں ان کی گفتگو سننے والا یہ سمجھتا تھا کہ اس فن کی کوئی بھی نادر بات اس شخص کی نظروں سے اوجھل نہیں ہے۔الاغانی، شرح دیوان الحماسۃ، امالی القالی، کامل المبرد، تینوں مشہور عربی شعراء طائی، بحتری اور متنبّی کے مختارات اور ابوالعلاء کے اشعار ''اللزومیات سقط الزند'' وغیرہ جن کے یاد کرنے اور سینے میں محفوظ کرنے کو عقل ناممکن سمجھتی ہے یہ سب ان کو زبانی یاد تھے اور وہ طلبہ کو یہ سب زبانی لکھانے پر قادر تھے''۔

(العلماء العزاب ص:۲۹۸)

ابوالوفاء خالدی رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

ترکی کے مشہور عالم دین ابوالوفاء خالدی کی ولادت ۱۳۸۲ھ رمضان المبارک کے آخر میں ہوئی۔ساری زندگی تجرد کی حالت میں گزاری اور علم کے شوق میں شادی نہیں کی، اگر کسی عورت سے نکاح ہوا بھی تو ازدواجی تعلقات قائم کرنے سے پہلے ہی اسے

طلاق دے دی۔علم کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا، سفر کی تھکاوٹوں اور اجنبی شہروں میں رہنے کی مشقتوں کو برداشت کیا، اکثر نادر مخطوطات کی تلاش میں رہتے اور اس بارے میں وسیع تر معلومات کے حامل تھے۔

کنز الدقائق کے حافظ

علامہ خالدی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ شیخ ابو الفتاح ابو غدہ نے کچھ ان الفاظ میں کیا ہے:

''آپ اصحاب دانش میں سب سے زیادہ باخبر، علم کی طلب میں بہت زیادہ سفر کرنے والے طالب علم اور عجیب حافظہ کے مالک تھے۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''کنز الدقائق'' انہیں زبانی یاد تھی۔ ملکہ تامہ اور قوی ادراک کے مالک تھے۔ لسانیات اور علوم ادب میں ان کو گہری وابستگی تھی اور اس کے ساتھ وہ ایک بلیغ اور انشاء پرداز ادیب بھی تھے، مشرق کے مختلف حصوں میں پڑھا اور کتابوں کے صفحات میں جو نفیس کلمات علمی آثار اور ذخیرے بکھرے ہوئے تھے ان سب کا احاطہ کر لیا تھا۔ ائمہ کے ہاتھوں سے لکھی ہوئی بہت سی کتابوں کا ایک ذخیرہ ان کے پاس محفوظ تھا، بہت زیادہ ہمت والے انسان تھے''۔

(العلماء العزاب ص:۳۱۷)

عبداللہ بن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

عبداللہ ابن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اصفہان پہنچے تو وہاں کے علماء نے ایک بڑے محدث کا بیٹا سمجھ کر ان کا استقبال کیا اور پھر کہا کہ ہمیں کچھ احادیث سنا دیجئے۔ چنانچہ محفلیں جاری رہیں اور انہوں نے اپنی یادداشت سے ۳۵ ہزار احادیث ان کو سنا دیں۔

(خطبات فقیر جلد ششم ص ۱۷۲)

قرآن کریم اور ہدایہ کا حافظ بادشاہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۷۷ھ فرماتے ہیں۔ بادشاہان اسلام نے بھی ہندوستان میں علم کو بہت پھیلایا، محمد شاہ تغلق کے عہد میں دہلی میں ایک ہزار مدرسے تھے اور وہ خود قرآن مجید اور ہدایہ کا حافظ تھا اور روزانہ علماء سے تبادلہ خیالات کیلئے کرتا تھا۔ (تقریر ترمذی مع شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۴۱)

محدث العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب دارالعلوم دیوبند میں ''ملاحسن'' کا درس دیا کرتے تھے: ایک روز اس کی عبارت پر کچھ شبہ ہوا جو حل نہیں ہو رہا تھا۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سوچا کہ حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے بارے میں استفسار کرنا چاہیئے، چنانچہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کتاب لے کر ان کی تلاش میں نکلے، وہ اپنی جگہ پر نہیں تھے اور جب وہ اپنی جگہ پر نہ ہوں تو ان کا کتب خانہ میں ہونا متعین تھا، مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کتب خانہ میں پہنچے تو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کتب خانے کی بالائی گیلری میں بیٹھے مطالعہ میں مشغول تھے۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابھی نیچے ہی تھے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ لیا اور اوپر ہی سے آنے کی وجہ پوچھی، مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ: ملاحسن کے ایک مقام پر کچھ اشکال ہے، وہ سمجھنا تھا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وہیں بیٹھے بیٹھے فرمایا: عبارت پڑھئے! حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عبارت پڑھنی شروع کی تو بیچ میں ہی روک کر فرمایا: اچھا! یہاں آپ کو یہ شبہ ہوا ہوگا! اور پھر بعینہٖ وہی اشکال دہرایا جو مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں تھا، مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تصدیق کی کہ واقعی یہی شبہ ہے، اس پر انہوں نے اس کے جواب میں وہیں سے ایسی تقریر فرمائی کہ تمام اشکال دور ہو گئے۔

اب ظاہر ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرصہ دراز سے حدیث کی

تدریس میں مصروف تھے اور منطق کی کتابوں سے واسطہ تقریباً ختم ہو گیا تھا لیکن اس کے باوجود یہ حافظہ اور یہ استحضار کرشمۂ قدرت نہیں تو اور کیا ہے؟

(ماہنامہ ''الرشید'' ص:۲۶۴ دارالعلوم دیوبند نمبر)

کمال حافظہ ومطالعہ

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حافظہ کا یہ عالم تھا کہ فتح القدیر جیسی کتاب جو فقہ وحدیث، اصول، جدل وخلاف میں بے عدیل کتاب ہے۔ ۱۳۲۱ھ میں بیس سے کچھ دنوں میں مطالعہ کی تھی اور کتاب الحج تک تلخیص بھی کی تھی اور کمال ابن الہمام نے صاحب الہدایہ پر جو اعتراضات کئے تھے، ان کے جوابات بھی دیئے تھے۔ یہ سب کچھ بیس سے زیادہ دنوں میں کیا، پھر کبھی مراجعت کی ضرورت پیش نہیں آئی اور جب ۱۳۴۷ھ میں دورۂ حدیث کے درس میں اس کتاب کا حوالہ دیا تو فرمایا:

''چھبیس (۲۶) سال ہوئے پھر مراجعت کی ضرورت نہیں پڑی اور جو مضمون اس کا بیان کروں گا، اگر مراجعت کرو گے تفاوت کم پاؤ گے''۔ (نفحة العنبر ص ۲٦)

مسندِ احمد کا مطالعہ شروع کیا۔ تمام مشاغل کے ساتھ دو سو صفحے روزانہ مطالعہ کا اوسط تھا۔ سرسری نہیں بلکہ متون واسانید تفکر وتدبر اور حل مشکلات کے ساتھ۔ پھر اس کے ساتھ بیان فرماتے، دوسری مرتبہ پھر اس کتاب کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی احادیث جمع کرنے کے لئے مطالعہ کیا۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت محدث کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے تھے:

''اذا طالعت کتاباً مرتجلاً ولم ارداد خار مباحثه یبقی فی حفظی الی نحو خمس عشرة سنةً''

''جب میں کسی کتاب کو جلدی میں دیکھتا ہوں اور اس کے مباحث محفوظ رکھنے کا ارادہ نہیں ہوتا تو میرے حافظہ میں اس کے مباحث پندرہ سال تک باقی رہتے ہیں''۔ (ایضاً ص:۱۱۷)

علمی استفادہ

ایک مرتبہ حضرت علامہ انور شاہ محدث کشمیری رحمۃ اللہ علیہ انجمن خدام الدین کے کسی سالانہ اجتماع میں شرکت کی غرض سے لاہور تشریف لائے تو ڈاکٹر علامہ اقبال صاحب خود ملاقات کے لئے حضرت موصوف کی قیام گاہ پر آئے اور انہیں اپنے ہاں کھانے پر مدعو کیا۔ دعوت کا صرف بہانہ تھا ورنہ اصل مقصد علمی استفادہ کرنا تھا۔ ڈاکٹر علامہ اقبال کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کسی اسلامی مسئلہ پر کسی بڑے عالم سے گفتگو کرتے تھے تو بالکل ایک طالبعلمانہ انداز سے کرتے تھے، مسئلہ کے ایک ایک پہلو کو سامنے لاتے اور اس پر اپنے شکوک وشبہات کو بے تکلفانہ بیان کرتے تھے، چنانچہ کھانے سے فراغت پا کر انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت شاہ صاحب نے ڈاکٹر صاحب کے شکوک وشبہات اور اعتراضات کو بڑے صبر وسکون کے ساتھ سنا اور اس کے بعد ایک ایسی جامع اور مدلل تقریر کی کہ ڈاکٹر صاحب کو ان دو مسئلوں پر کلی اطمینان نصیب ہو گیا اور کچھ بھی خلش ان کے دل میں باقی نہ رہی۔ اس کے بعد انہوں نے ختم نبوت پر وہ لیکچر تیار کیا جو ان کے چھ لیکچرز کے مجموعہ میں شامل ہے اور قادیانی تحریک پر وہ ہنگامہ آفرین مقابلہ سپردِ قلم فرمایا جس نے انگریزی اخبارات میں شائع ہو کر پنجاب کی فضا میں تلاطم برپا کر دیا تھا۔

(خطباتِ فقیر ج:۷ص:۲۱۱)

بے مثال حافظہ

حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو قدرت نے بے نظیر حافظہ عطا فرمایا تھا۔ کسی فن کی کسی کتاب کو شروع سے آخر تک ایک دفعہ مطالعہ کر لیتے اور جب کبھی سالہا سال کے بعد اس کے متعلق کوئی بات چھڑتی تو اس کتاب کے مندرجات کو اس طرح حوالوں کے ساتھ بیان فرما دیتے کہ سننے والے ششدر وحیران رہ جاتے۔ ایک کتاب کے اگر پانچ پانچ یا دس دس حواشی بھی ہوتے تو وہ آپ کو یاد ہوتے تھے۔ حوالہ جات کتب صحیحہ مع جلد و صفحات آپ کو ایک ہی دفعہ مطالعہ سے ذہن نشین ہو جاتے تھے اور جس وقت کسی اہم علمی

مسئلہ پر تقریر فرماتے تھے تو بے شمار کتابوں کے حوالے بلا تکلف دیتے۔ آپ کی قوت حافظہ ان منکرینِ حدیث کے لئے گویا زندۂ جاوید ثبوت تھا جو محدثین کے حافظہ پر اعتماد نہ کرتے ہوئے ذخیرہ حدیث کو مشتبہ نظروں سے دیکھتے ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ''میں جب کسی کتاب کا سرسری نظر سے مطالعہ کرتا ہوں اور اس کے مباحث کو محفوظ رکھنے کا ارادہ بھی نہیں ہوتا وتب بھی پندرہ سال تک اس کے مضامین مجھے محفوظ ہو جاتے ہیں''۔

(خطباتِ فقیر ج: ۷ص: ۲۱۲)

مسئلے کا فوری حل

کشمیر میں ایک دفعہ علماء کے درمیان اختلاف ہوا اور ہر ایک کا جواب دوسرے سے مختلف رہا۔ اسی دوران میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی کشمیر تشریف لائے۔ فریقین شاہ صاحب سے ملاقات کرنے کے لئے حاضر ہوئے اور دونوں نے مختلف فیہ مسئلہ کو آپ کے سامنے پیش کیا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میں نے فتاویٰ عمادیہ کے ''مخطوطہ'' کا دارالعلوم کے کتب خانہ میں مطالعہ کیا ہے، اس میں یہ عبارت ہرگز موجود نہیں۔ یہ لوگ تصحیف کر رہے ہیں یا تدلیس اس پر حاضرین متحیر ہوئے اور مستدلین مبہوت ہو کر رہ گئے۔

(خطباتِ فقیر ج ۷ص ۲۱۳)

حافظہ کی دعا

کئی ایک بزرگوں سے سنا کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بعض دفعہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک شخص کعبۃ اللہ کے غلاف کو پکڑ کر دعا کر رہا تھا کہ خداوند تعالیٰ! مجھے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ عطا فرما۔ اس کی دعا قبول کی گئی۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال نے فرمایا کہ یہ شخص خود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ یہ بات بطور تحدیث نعمت ان کی زبان پر آجاتی تھی۔ مگر اپنے نام کا اخفا کر جاتے

تھے۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن مہتمم دار العلوم دیوبند ہمیشہ حضرت شاہ صاحب کو چلتا پھرتا کتب خانہ فرمایا کرتے تھے۔

حضرت مولانا میاں اصغر حسین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جب مسئلہ فقہ میں کوئی دشواری پیش آتی ہے تو کتب خانہ دار العلوم کی طرف رجوع کرتا ہوں، اگر کوئی چیز مل گئی تو فبھا ورنہ پھر حضرت سے رجوع کرتا ہوں۔ شاہ صاحب جو جواب دیتے میں اسے آخری اور تحقیقی پاتا ہوں اور اگر حضرت شاہ صاحب نے کبھی یہ فرمایا کہ میں نے کتابوں میں یہ مسئلہ نہیں دیکھا تو مجھے یقین ہوتا ہے کہ اب یہ مسئلہ نہیں ملے گا اور تحقیق کے بعد ایسا ہی ثابت ہوتا ہے۔ (خطباتِ فقیر ج ۷ ص ۲۱۳)

حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا بے مثال حافظہ

''حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تو آپ جانتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے ان کو وہ قوت حافظہ عطا کی تھی کہ اس کی مثال اس قریب کے دور میں کہیں نہیں ملتی۔ مرزائیوں نے بہاولپور میں جب انگریز کی عدالت کے اندر مقدمہ لڑا اس وقت انہوں نے ایک تحریر پیش کی جس تحریر سے ان کے حق میں کوئی بات ثابت ہوتی تھی۔ اس تحریر کو پڑھ کر یہی محسوس ہوتا تھا کہ ان کی بات سچی ہے۔ انگریز جج نے حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یہ تو جو بات کر رہے ہیں اس کی دلیل بھی دے رہے ہیں۔ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ ذرا یہ کتاب مجھے دکھا دیں۔ آپ نے کتاب دیکھی اور فرمایا کہ یہ لوگ دھوکہ دینا چاہتے ہیں، میں دھوکے میں آنے والا نہیں۔ میں نے آج سے ۲۷ سال پہلے یہ کتاب دیکھی تھی۔ اور مجھے عبارت آج بھی یاد ہے۔ انہوں نے درمیان سے ایک سطر کو حذف کر دیا ہے لہٰذا دوسرا نسخہ منگوایا جائے۔ چنانچہ دوسرا نسخہ منگوایا تو اس میں وہ سطر واقعی موجود تھی۔ جس سے مطلب مسلمانوں کے حق میں آتا تھا۔ اور ان

مرزائیوں کی دھوکہ دہی بے نقاب ہوگئی۔ لوگ حیران ہوئے کہ ۲۷ سال پہلے دیکھی ہوئی کتاب کا متن اس وقت بھی زبانی یاد تھا۔ اللہ رب العزت نے بے مثال قوت حافظہ ان کو عطا فرمائی تھی''۔

حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا بے نظیر حافظہ

حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ مصر تشریف لے گئے۔ وہاں کتب خانے میں ایک کتاب ''نور الایضاح'' دیکھی۔ پوچھا، کیا لے سکتا ہوں کیونکہ ہمارے پاس نہیں ہے؟ انہوں نے کہا ہم نہیں دے سکتے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اچھی طرح دیکھ لیا واپس آ کر اس کو زبانی لکھوا دیا۔ جب نقل اصل کے ساتھ ملائی گئی تو کوئی فرق نہ نکلا۔ ان کی لکھی ہوئی وہ کتاب آج مدارس کے طلباء پڑھ رہے ہیں۔

کچھ ہندو نوجوان حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔ کسی نے ان سے کہا، تم اس شخص کے کہنے پر مسلمان ہو گئے ہو۔ تو وہ کہنے لگے، ہاں یہ چہرہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔

قوتِ حافظہ کا کمال

جب بہاولپور میں ختمِ نبوت کے سلسلے میں مقدمہ ہوا تو حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے۔ مخالفین نے وہاں ایک کتاب پیش کی۔ اس کتاب کا ترجمہ مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف بنتا تھا۔ وہ کتاب بھی مسلمانوں کے اکابرین کی تھی۔ جج بڑا حیران ہوا۔ اس نے کہا کہ دیکھو یہ تو تمہاری اپنی کتاب پیش کر رہے ہیں جو تمہاری ہی جڑیں کاٹ رہی ہے۔ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذرا وہ کتاب مجھے دکھائی جائے۔ جج نے کتاب دکھائی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کے صفحے کا مطالعہ کیا اور فرمانے لگے کہ جس کاتب نے یہ کتاب لکھی ہے اس سے اصل کتاب سے لکھتے ہوئے درمیان میں سے ایک سطر چھوٹ گئی ہے۔ اس وقت تو مطبوعہ کتابیں نہیں ہوتی تھیں بلکہ مخطوطہ کتابیں ہوتی تھیں۔ اس سطر کے چھوٹ جانے کی

وجہ سے پچھلی عبارت کو اگلی عبارت سے ملا کر پڑھتے تو معانی مخالف بن جاتے۔ لہٰذا حضرت نے فرمایا کہ اسی کتاب کا ایک نسخہ اور منگوایا جائے۔ چنانچہ ایک اور نسخہ منگوایا گیا۔ جب دونوں نسخوں کو ملایا تو علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی بات بالکل ٹھیک نکلی۔ چنانچہ اس طرح مخالفین کے جھوٹ کا پول کھل گیا۔ لیکن بعد میں علماء نے کہا، حضرت! آپ کو تو توقع ہی نہیں تھی کہ وہ اس کتاب کا حوالہ پیش کریں گے، آپ کو کیسے یاد رہا کہ درمیان سے ایک سطر چھوٹی ہوئی ہے؟ فرمایا، ہاں! میں نے ستائیس سال پہلے یہ کتاب دیکھی تھی، الحمدللہ کہ مجھے اس وقت سے یہ بات یاد ہے۔ سبحان اللہ۔

(خطباتِ فقیر ج ۱۰ ص ۹۰)

حضرت مولانا محمد اسحاق بردوانی رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

یہ بزرگ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ دورانِ تدریس آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حفظ قرآن کا شوق پیدا ہوا اور آپ نے صرف سات دِن چار گھنٹوں میں حفظِ کلام مجید کو انجام تک پہنچایا جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حافظہ اور ظہور کرامت پر تمام شہر کانپور میں ہلچل مچ گئی۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ اپنے مواعظ میں ذکر فرماتے تھے کہ...... ''ہمارے ایک دوست مولانا محمد اسحاق بردوانی رحمۃ اللہ علیہ کا انداز حفظِ کلام مجید بھی معجزات کلام الٰہی میں سے ایک ہے۔'' (کاروان تھانویؒ، صفحہ ۱۰۴، مرتبہ اکبر شاہ بخاری)

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

قریب کے زمانے میں ہمارے اکابرین دیوبند ارجمند کے علوم میں اللہ تعالیٰ نے بہت برکت عطا کی تھی۔ ایک مرتبہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگرد سے فرمایا کہ: بارش کا موسم ابھی ختم ہوا ہے اور بارش کے موسم میں کتابوں کو نمی کی

وجہ سے دیمک لگنے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے، تو بہتر ہے کہ ہم یہ کتابیں باہر دھوپ میں رکھ دیں، اچھی طرح دھوپ لگ جائے گی تو اندر رکھ دیں گے، اگر کسی کی جلد خراب ہوئی اور صفحہ درست نہ ہوا تو اسے بھی ٹھیک کر دیں گے۔ چنانچہ وہ شاگرد یہ کام کرنے لگ گیا۔

اس زمانے میں زیادہ کتابیں مخطوطہ ہوتی تھیں، شاگرد نے ایک کتاب نکالی اور کہنے لگا: حضرت! اس کے تو پانچ چھ صفحے دیمک نے چاٹ لئے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: اس جگہ پانچ چھ صفحے سفید لگا دو! اس نے سفید کاغذ لگا کے دھوپ میں رکھ دیا۔ جب خشک ہوگئے تو کہنے لگا: حضرت! اب کیا کروں؟ فرمانے لگے: بھئی! جو عبارت موجود نہیں ہے وہ اس پر لکھ دو۔ اس نے کہا: حضرت! میں نے تو یہ کتاب پچھلے سال پڑھی تھی، مجھے تو زبانی یاد نہیں! فرمانے لگے: اچھا! پچھلے سال پڑھی ہوئی کتاب زبانی یاد نہیں، بتاؤ کون سی کتاب ہے؟ اس نے کہا: میبذ' ! حالانکہ یہ کتاب چھوٹی سی ہے ،لیکن مشکل کتابوں میں سے ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہاں سے کتاب کی عبارت منقطع ہوئی ہے؟ اس نے آخری لفظ بتایا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آگے لکھوانا شروع کردیا، اسی جگہ بیٹھے ہوئے عبارت کے کچھ صفحے اپنی یادداشت سے زبانی لکھوا دیئے۔ یہ علم کی برکت تھی، کتاب پڑھے ہوئے سالوں گزر جاتے تھے مگر عبارت یاد رہتی تھی۔

شریعت میں طریقت کو، طریقت میں حقیقت کو
کھلی آنکھوں ہر ایک حاضر نے گویا ہمقریں دیکھا

حضرت مولانا یحییٰ کی یادداشت کا کمال

حضرت مولانا یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کو متنبّی یاد تھی، حماسہ یاد تھی اور مسلم دو سو مرتبہ تسبیح پر پڑھی تھی۔ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا، حضرت! میرے پاس قصیدہ بردہ ہے مگر اس کے تین چار صفحے نکلے ہوئے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اچھا لکھ لو، چنانچہ حضرت

رحمۃ اللہ علیہ نے تین چار صفحات ان کو زبانی لکھوا دیئے۔ سبحان اللہ۔ ہمارے اکابرین کو اللہ تعالیٰ نے شرح صدر عطا کیا ہوا تھا۔

﴿فمن یرد اللہ ان یهدیه یشرح صدره للاسلام﴾

ان کے سینے ایسے کھلے ہوئے گویا کتابیں ان کے سامنے کھلی ہوئی ہوں۔ جبکہ ہماری یہ حالت ہے کہ ہم صبح کو پڑھتے ہیں تو شام کو بھول جاتے ہیں اور شام کو پڑھتے ہیں تو صبح کو یاد نہیں رہتا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حاضر جوابی

خطابت کے میدان میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تہلکہ مچا دیا۔ ان کی تقریر سن کر ہندو بھی مسلمان ہو جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ذہانت ایسی دی تھی کہ حاضر جواب بہت تھے۔ ایک دفعہ ایک صاحب کہنے لگے، حضرت! آپ تو انگریز کو show (تماشہ) دکھاتے ہیں۔ فرمایا بھئی! میں انگریز کو show نہیں دکھاتا، میں تو انگریز کو shoe (جوتا) دکھاتا ہوں۔

ایک دفعہ ایک صاحب حضرت بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ملے اور کہنے لگے، حضرت! زندگی کیسی گذری؟ فرمایا، بھئی! اپنی آدھی ریل میں گذری اور آدھی جیل میں گذری۔

ایک جلسہ گاہ میں ہندوؤں اور مسلمانوں کا مجمع ہے۔ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے چاہا کہ میں مسلمانوں اور ہندوؤں سے کچھ پوچھوں چنانچہ حساب کا چھوٹا سا سوال پوچھا۔ ہندوؤں نے تو جواب دے دیا مگر مسلمان نہ دے سکے۔ اب مسلمانوں کی ہونی تو سبکی تھی مگر شاہ جی فرمانے لگے، واہ مسلمانو! تم یہاں بھی بے حساب ہو جبکہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آگے بھی بے حساب والا معاملہ فرمائے گا۔ ماشاء اللہ

ایک شخص کہنے لگا شاہ جی! کیا مردے سنتے ہیں یا نہیں؟ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بھئی! ہماری تو زندہ بھی نہیں سنتے ہم مردوں کی کیا بات کریں۔

"ایک دفعہ علیگڑھ پہنچے۔ بعض طلباء نے پروگرام بنایا ہوا تھا کہ تقریر نہیں کرنے دینی۔ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ سٹیج پر آئے تو طلباء اٹھ

کھڑے ہوئے۔ اور شور مچانا شروع کر دیا کہ بیان نہیں کرنے دینا۔
شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، بھئی! ایک بات سنو، میں اتنا سفر کر کے آیا ہوں، اگر اجازت ہو تو میں ایک رکوع پڑھ لوں۔ اب طلباء میں اختلاف ہو گیا۔ کچھ کہنے لگے، جی تلاوت میں کیا حرج ہے اور کچھ کہنے لگے یہ بھی نہیں سننی۔ حتی کہ تلاوت کی تائید کرنے والے غالب آ گئے۔ انہوں نے کہا، جی آپ رکوع سنا دیں۔ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے رکوع پڑھا۔ پھر فرمایا عزیز طالبعلمو! اگر اجازت ہو تو اس کا ترجمہ بھی پیش کر دوں۔ طلباء پر تلاوت کا ایسا اثر تھا کہ سب خاموش رہے چنانچہ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً دو گھنٹے تقریر فرمائی''۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب حافظہ

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے دیانند سرتی نے ایک دفعہ سوال کیا کہ: ''مسلمان کہتے ہیں کہ لوحِ محفوظ میں اول خلقت سے قیامت تک تمام واقعات لکھے ہوئے ہیں، اور واقعات تو لاتعداد و لاتحصی ہیں، تو وہ کتاب بہت بڑی ہوگی پھر وہ رکھی کہاں جاتی ہوگی؟''

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جلدی جواب نہیں دیا بلکہ ادھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے کہ لالہ جی! آپ کی کتنی عمر ہے؟ اس نے کہا: ستر برس کی مثلاً پوچھا کہ کہاں کہاں تعلیم حاصل کی ہے؟ کیا کیا پڑھا ہے؟ اور آپ کو بچپن کے واقعات بھی یاد ہیں؟ اس نے بیان کیا کہ میں نے پہلے وہاں تعلیم حاصل کی پھر وہاں اور میں نے اتنی کتابیں دیکھیں اور اتنی کتابیں پڑھیں اور میں نے اتنے سال سیاحت کی۔ مولانا نے پوچھا کہ: یہ سب واقعات آپ کو یاد ہیں؟ کہا: ہاں! اور بچپن کے واقعات بھی یاد ہیں اور جوانی کے اور سیر و سیاحت و تعلیم وغیرہ کے واقعات تو گویا اس وقت میرے سامنے ہیں۔ غرض اس

نے اپنے حافظہ کی بہت تعریف کی، مولانا نے پوچھا کہ: یہ سب واقعات آپ کو محفوظ ہیں؟ اس نے بڑے دعوے سے کہا: جی ہاں! بجنسہٖ سب محفوظ ہیں۔ اب مولانا نے فرمایا کہ: لالہ جی! اس ذرا سے دماغ میں جو ایک بالشت سے بھی کم ہے، ستر برس کے واقعات اور کتابوں کے مضامین اور لوگوں کی باہمی تقریریں اور ابحاث کس طرح سما گئے؟ اس پر وہ خاموش ہوا، مولانا نے فرمایا کہ: لوحِ محفوظ کی نظیر تو خود آپ کے اندر موجود ہے!'' آپ کا دماغ''۔ پھر حیرت ہے کہ آپ لوحِ محفوظ پر یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ کہاں رکھی جاتی ہوگی، آپ کو کبھی اپنے دماغ پر شبہ نہ ہوا کہ اس ذرا سے دماغ میں اس قدر بے شمار واقعات و مضامین کس طرح محفوظ رہتے ہیں؟ پھر بعض انسانوں کی عمریں ہزار ہزار سال کی ہوئی ہیں اور ان کے حافظے ہم سے زیادہ قوی تھے، ان کے دماغ میں ہزار سال کے واقعات اور ہزاروں آدمیوں کی صورتیں کیونکر محفوظ رہتی تھیں؟ تو یہ کیا ضرور ہے کہ جس چیز میں لاکھ دو لاکھ برس کے واقعات لکھے جائیں وہ طولاً و عرضاً بھی اتنی بڑی ہو کہ آسمانوں میں نہ سما سکے؟ خدا تعالیٰ کو قدرت ہے کہ تھوڑے سے جسم میں جتنے چاہے واقعات محفوظ کر دیں، چنانچہ ایک نظیر اس کی انسان میں بھی موجود ہے۔ اب تو دیانند مولانا کا منہ تکنے لگا۔ (وعظ نور النورص: ۲۳،۵۵)

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو جب انگریزوں نے گرفتار کیا تو جیل میں کوئی اور مشغلہ نہیں تھا۔ قرآن کریم یاد کرنا شروع کر دیا اور تقریباً دو ثلث یاد کیا اور روزانہ اسے تراویح میں پڑھا کرتے تھے۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی اس وقت عمر ۷۰۔۷۵ سال کی تھی جبکہ اس عمر میں یادداشت کمزور ہو جاتی ہے۔ یہ قرآن پاک کا اعجاز ہے۔

(تحفہ حفاظ)

شیخ الادب مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

فقہ وادب کی کتابوں پر آپ کی مفید تحقیقی تعلیقات وحواشی اہلِ علم وادب کو جو سیرابی فراہم کر رہی ہیں، برصغیر میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے، علم ادب کے لاجواب ذوق کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو بے مثال قوت حافظہ سے بھی نوازا تھا، دورِ طفولیت میں ہی آپ نے قرآن مجید حفظ کر لیا تھا، اپنے حفظ قرآن کے بارے میں خود لکھتے ہیں:

> ''حفظ قرآن سے فراغت کے وقت میری عمر کیا تھی مجھ کو یاد نہیں، اس قدر ضرور یاد ہے بعض لوگ میری موجودگی میں میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کرتے تھے کہ منشی جی (والد مرحوم) نے ازراہ تفاخر اس کو حافظ مشہور کر دیا ہے ورنہ ایسے صغیر السن بچے کا حافظ ہونا ممکن ہی نہیں ہے''۔ (تذکرۂ اعزاز ص:۶۲)

اپنی ابتدائی عربی تعلیم کے متعلق لکھتے ہیں:

> ''میزان الصرف تو اول سے آخر تک بالفاظ یاد تھی، منشعب کے ابواب اور صرف صغیر محفوظ تھے، زبدہ بھی بالفاظہا یاد تھا، نحو میں نحو میر اور کافیہ کے آخری چند اوراق کے علاوہ پورا کافیہ یاد تھا اور اس میں اس قدر شغف تھا کہ اکثر اوقات سونے کی حالت میں بجائے قرآن مجید کے میزان الصرف یا نحو میر کے الفاظ زبان سے نکلا کرتے تھے۔ اس وقت میری تعلیم کے نگراں ایک ایسے بزرگ تھے جو عربی تعلیم سے قطعاً ناواقف تھے ان کی نگرانی کے نقصان ہی نے میرے کئی سال ضائع کر دیئے، اپنی عمر کو ضائع بھی کرتا تھا مگر خدا کا شکر ہے کہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ میں اپنی عمر ضائع کر رہا ہوں''۔ (مشاہیر اہلِ علم کی محسن کتابیں ص:۹۱)

مجاہد کبیر شیخ سعید احمد نورسی کا حافظہ

مصائب وآلام کی وادیاں عبور کرنے والی یہ شخصیت مخلوق کے جبل نافع، عظیم داعی ظلم وتشدد کی سخت گھڑیوں میں اپنے دین کے معاملہ میں امانت دار، عبادت الٰہی کو اپنا شعار بنانے والے، مولیٰ کو یاد کرنے اور کرانے والے شیخ سعید احمد نورسی ہیں جو بدیع الزمان کے لقب سے ملقب ہیں۔

بدیع الزمان لقب رکھنے کی وجہ

شیخ سعید احمد نورسی بعض خصائل میں بدیع الزمان احمد بن حسین ہمدانی کے مشابہ تھے، اس لئے عقیدت کی بنا پر انہوں نے اپنا لقب ''بدیع الزمان'' رکھ لیا تھا۔

علمی استعداد اور لاجواب حافظہ

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ نے آپ کی علمی وتعلیمی استعداد کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

''آپ بچپن سے ہی ذکاوت میں لاثانی عصر تھے، نیز سرعت حفظ اور قوت یادداشت میں حیرت انگیز ملکہ کے حامل تھے، عہد عثمانی میں ترکی میں پھیلے ہوئے ممتاز مدارس وخانقاہوں سے کسب فیض کیا۔ اپنی بے پناہ ذکاوت اور حیرت ناک فطری استعداد کی بنیاد پر انہوں نے بہت سے علوم بلوغت سے پہلے تھوڑی سی مدت میں حاصل کر لئے تھے۔ علوم عربیہ یعنی صرف ونحو وغیرہ کے اندر دو سالوں میں وہ مضبوط استعداد کے مالک ہو گئے تھے۔ تین ماہ تک وہ علوم شرعیہ اور فقہ اپنے شیخ محمد جلالی سے پڑھتے رہے، مختلف علوم شرعیہ وعصریہ کو سمجھنے، یاد کرنے اور بوقت ضرورت پیش کرنے کی فطری صلاحیت کے حامل تھے، وہ جو کتاب پڑھتے اس کو خوب سمجھ کر پڑھتے، اکثر مطالعہ میں مصروف رہتے تھے''۔

آگے آپ کی قوت حافظہ کا حال ان الفاظ میں بیان کیا:

''اصول فقہ جیسے مشکل علم میں تاج الدین سبکی کی کتاب ''جمع الجوامع'' انہوں نے محض ایک ہفتہ میں یاد کرلی تھی۔ لغت میں فیروز آبادی کی ''القاموس المحیط'' کو شروع سے لے کر باب السین تک چند دنوں میں یاد کرلیا تھا۔ کسی زبان کی مفردات کو یاد کرنا اصول فقہ کی عبارات یاد کرنے سے زیادہ مشکل مرحلہ ہے۔ علم کلام، منطق، تفسیر ، حدیث اور فقہ کی بہت سی کتابوں کا انہوں نے مطالعہ کیا اور ان علوم کی اسی سے زائد بنیادی کتابوں کو زبانی یاد کرلیا تھا''۔

(امت مسلمہ کے محسن علماء ترجمہ العلماء العزاب ص: ۳۳۰)

اپنی اسی حیرت انگیز قوت حافظہ کی بناء پر ایک مرتبہ اپنے استاذ فتح اللہ آفندی کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

قصہ کچھ یوں ہے کہ ایک دفعہ استاذ صاحب نے امتحان لیتے ہوئے ان سے پوچھا ''کیا کتاب کی چند سطریں دو دفعہ پڑھنے سے تمہیں یاد ہوسکتی ہیں؟'' یہ کہہ کر مقامات حریری ان کو پیش کی۔ شیخ سعید نے مقامات حریری کھول کر اس کے ایک صفحہ کو ایک مرتبہ پڑھا اور پورا صفحہ استاذ کو زبانی سنا دیا۔ استاذ نے اس بے پناہ ذکاوت اور قوتِ حافظہ کو دیکھ کر کہا:

''اس طرح کی خارق عادت ذکاوت کا اس قدر بے پناہ قوت یادداشت کے ساتھ جمع ہونا بہت ہی نادر وکمیاب ہے''۔

(امت مسلمہ کے محسن علماء ص: ۳۳۰)

حضرت مولانا یحییٰ کی یادداشت کا کمال

حضرت مولانا یحییٰ کو متنبی یاد تھی، حماسہ یاد تھی اور مسلم دو سو مرتبہ تسبیح پر پڑھی تھی۔ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا، حضرت! میرے پاس قصیدہ بردہ ہے مگر اس کے تین چار صفحے نکلے ہوئے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اچھا لکھ لو۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

نے تین چار صفحات ان کو زبانی لکھوا دیئے۔سبحان اللہ۔ ہمارے اکابرین کو اللہ تعالیٰ نے شرح صدر عطا کیا ہوا تھا۔

فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام

ان کے سینے ایسے کھلے ہوئے گویا کتابیں ان کے سامنے کھلی ہوئی ہوں۔

(خطبات فقیر جلد دوم ص ۱۵۹)

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اردو ادب کی ان ممتاز شخصیات میں ہوتا ہے جو اردو انشاء وادب کا ایک عظیم سرمایہ دار ہونے کی حیثیت سے کسی تعارف کے محتاج نہیں، تقریر وخطابت میں آپ کی غیر معمولی صلاحیتیں، ادب وانشاء کا مخصوص اسلوب اور دینی وملی حمیت آپ کی تاریخی شخصیت کی ناقابل انکار حقیقتیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی قوتِ حافظہ سے بھی نوازا تھا، مفکر اسلام ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''مولانا آزاد کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا اور بہت کچھ لکھا جائے گا۔ وہ ہندوستانی سیاست اور ہماری قدیم تہذیب وثقافت کے ایک ستون تھے، بے عیب ذات خدا کی ہے اور سراپا عصمت زندگی خدا کے پیغمبر کی، جس میں کہیں قیل وقال کی گنجائش نہیں، ان کی بشری لغزشوں اور کمزوریوں کے متعلق بھی ان کے معاصرین اور ناقدین کی نہ زبان کو روکا جاسکتا ہے نہ قلم کو لیکن ان کا حیرت انگیز حافظہ، ان کی غیر معمولی ذہانت، ان کی حاضر دماغی اور بیدار مغزی، ان کی ادبیت اور ان کی انشاء پردازی، جو کسی وقت اور کسی جگہ ان کا ساتھ نہیں چھوڑتی، ان کی اپنے مطالعہ اور معلومات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی عجیب وغریب صلاحیت، ان کی سیاسی بصیرت اور دور بینی، ان کی خودداری اور عزت نفس ہر شبہ سے بالاتر اور ہر اختلاف سے بے نیاز ہے''۔

(پرانے چراغ ۲/۲۶۰)

بچپن میں قاری "فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ" کا قاری محی الاسلام عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کو لقمہ دینا

شیخ الوقت حضرت مولانا قاری فتح محمد پانی پتی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن ہی میں قرآن مجید اتنا پختہ یاد ہو گیا تھا کہ کسی بھی سورت یا رکوع کی آیتیں آخر سے اول کی طرف بھی بے تکلف سنا سکتے تھے۔ ماہ رمضان المبارک میں آپ پانی پت کے مایہ ناز سید القراء، ماہر قرآت سبعہ حضرت مولانا قاری ابو محمد محی الاسلام عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تراویح میں قرآن پاک سننے کے لئے جایا کرتے تھے اور بعض جگہ لقمہ دیا کرتے۔ بعد از فراغت حضرت قاری صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ دریافت فرماتے کس بچے نے لقمہ دیا تھا؟ لوگ آپ کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کر دیا کرتے تھے۔ آپ دیکھ کر فرماتے اللہ نے اس بچے کو بہت اونچے مقام پر پہنچانا ہے اور اس سے قرآن کریم کی بہت زیادہ خدمت لینی ہے۔ حتیٰ کہ آپ کشاں کشاں بغرض تحصیلِ قرآت سبعہ حضرت بڑے قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ روزانہ بلا ناغہ وقت مقرر پر آپ کے یہاں حاضر ہو کر قرآت کی تعلیم حاصل کیا کرتے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو بے انتہاء قوت حافظہ اور سریع الفہم ذہن عطا فرمایا تھا، زمانہ طالب علمی میں ہی آپ اپنے تمام ہم جماعتوں پر فائق رہے، آپ کے اساتذہ آپ کی شدت ذکاوت، قوتِ حافظہ اور وسعت مطالعہ پر حیرت واستعجاب کا اظہار فرماتے۔

جب آپ ملتان کے مدرسہ قاسم العلوم میں داخلے کے لئے تشریف لے گئے تو داخلہ امتحان میں صدرا، حمد اللہ اور خیالی جیسی کتابوں کا زبانی امتحان دیا، ممتحن نے حیران ہو کر قاسم العلوم کے صدر مدرس مولانا عبد الخالق کو بتلایا "ایک پٹھان لڑکا آیا ہے جسے کتابیں زبانی یاد ہیں"

آپ مشکل سے مشکل عبارت وفنی پیچیدگی کو جس کے حل سے اساتذہ بھی عاجز آجاتے، ایسے انداز میں حل فرماتے اور فی البدیہہ ایسی تقریر فرماتے کہ یوں محسوس ہوتا جیسے اس مقام پر کوئی اشکال یا الجھن تھی ہی نہیں۔

یہ تو زمانہ طالب علمی کا حال تھا، تدریس سے وابستہ ہونے کے بعد تمام کتب فنون عقلیہ ونقلیہ کے دروس میں آپ طلبہ وعلماء کے سامنے اس فن کے ایسے مخفی نکات اور علوم مستورہ بیان فرماتے کہ سننے والے یہ گمان کرنے لگتے کہ شاید آپ کی ساری عمر اسی ایک فن کے حصول وتدریس اور استحکام میں گزری ہے۔ تمام فنون میں آپ کے اسباق کی یہی کیفیت ہوتی اور آپ اس فن کی انتہائی گہرائی میں جا کر لطائف وبدائع کو ظاہر فرماتے تھے۔

باکمال حافظے کے کارنامے

جب حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ دوران درس کسی کتاب کا حوالہ دینا چاہتے تو محض جلد اور صفحہ کے تذکرہ پر اکتفاء نہ فرماتے بلکہ کئی کئی صفحات پر مشتمل عبارت کو زبانی پڑھ دیتے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ یہ حوالے اچانک آ جاتے۔ جس سے عیاں ہو جاتا کہ سبق کے لئے ان کی تیاری کر کے نہ آئے تھے۔ ہزاروں اشعار آپ کی نوک زبان پر تھے اور بیسیوں دیوان آپ کو زبانی یاد تھے۔

سرگودھا بورڈ کے چیئرمین ڈاکٹر فضل ربانی نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی مضبوطی حافظہ کا ایک انوکھا واقعہ نقل کیا ہے جسے مولانا محمد اکرم کشمیری دامت برکاتہم نے ان الفاظ میں ذکر فرمایا:

> ''ڈاکٹر فضل ربانی صاحب کسی قدیم نسخہ پر تحقیق کر رہے تھے، اس نسخہ کی ایک طویل عبارت غائب تھی جس کی تلاش میں آپ نے مختلف ممالک اسلامیہ کی لائبریریوں کو بھی چھانا مگر مقصود حاصل نہ ہو سکا۔ ایک مرتبہ ایران کے سفر میں تھے، معلوم ہوا کہ شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے ہوئے ہیں کیوں نہ ان سے اس نسخہ کے متعلق پوچھ

لوں، ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو حضرت وضو فرما رہے تھے، دورانِ وضو میں نے سوال کیا، آپ نے فی البدیہہ اس کتاب کی مطلوبہ عبارت زبانی سنانی شروع کر دی۔ میں حیران وانگشت بدندان تھا اور میری ایک بہت بڑی مشکل کا خاتمہ ہو گیا''۔

مولانا موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ علم کا سمندر

حضرت محدث اعظم مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے غضب کا حافظہ عطا فرمایا تھا، اس کا واضح ثبوت ان علوم کی ایک لمبی فہرست ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تبحر اور عبور عطا فرمایا تھا، یہ علوم ایک طویل فہرست پر مشتمل ہیں، جن کا ذکر حضرت شیخ نے اپنی بعض تصانیف میں فرمایا ہے:

﴿ ومما من الله تعالیٰ علی التبحر فی العلوم کلها النقلية والعقلية من علم الحديث و علم التفسير وعلم الفقه وعلم اصول التفسير وعلم اصول الحديث وعلم اصول الفقه وعلم العقائد وعلم التاريخ وعلم الفرق المختلفة وعلم اللغة العربية وعلم الادب العربی المشتمل علی اثنی عشر فنا وعلما کما صرح به الادباء وعلم الصرف وعلم الاشتقاق وعلم النحو وعلم المعانی وعلم البيان وعلم البديع وعلم قرض الشعر وعلم المنطق وعلم الفلسفة الارسطوية اليونانية والالهيات من الفلسفة اليونانية وعلم الطبعيات من الفلسفة اليونانية وعلم السماء والاعالم وعلم الرياضيات من الفلسفة اليونانية وعلم تهذيب الاخلاق وعلم السياسة المدنية من الفلسفة وعلم الهندسة ای علم اقليدس اليونانی وعلم الابعاد وعلم الاکر وعلم اللغة الفارسية والادب

الفارسی وعلم العروض وعلم القوافی وعلم الھیئة ای علم الفلک البطلیموسی الیونانی وعلم التجوید للقرآن وعلم ترتیل القرآن وعلم القرأت ﴾

''اللہ تعالیٰ نے جن علوم عقلیہ ونقلیہ میں عبور عطا کر کے مجھ پر احسان فرمایا ہے وہ یہ ہیں، علم حدیث، علم تفسیر، علم فقہ، علم اصول تفسیر، علم اصول حدیث، علم اصول فقہ، علم عقائد، علم تاریخ، علم تقابل ادیان، علم لغت عربی، ادباء کی تصریح کے مطابق بارہ فنون پر مشتمل علم ادب عربی، علم صرف، علم اشتقاق، علم نحو، علم معانی، علم بیان، علم بدیع، علم قرض الشعر، علم منطق، علم یونانی ارسطوی فلسفہ کا علم، فلسفہ یونانیہ کی الھیات کا علم، فلسفہ یونانیہ کا علم طبعیات، علم السماء، فلسفہ یونانیہ کا علم ریاضیات، علم تہذیب الاخلاق، علم سیاست مدنیہ، علم ہندسہ یعنی علم اقلیدس یونانی، وعلم ابعاد، علم الاکر، علم لغت فاسی، علم ادب فارسی، علم عروض، علم قوافی، علم فلکیات، علم تجوید، علم ترتیل القرآن اور علم القرآت''۔

(مقدمہ الھیئۃ الوسطی، ص:۶، ۷)

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف

یہ محض دعوی نہ تھا بلکہ آپ کا تصانیف کی کثرت اس دعوی کی حقیقت کا کھلا ثبوت ہیں، علم تفسیر میں آپ کی دس کتابیں ہیں اسی طرح علم حدیث میں چودہ، علم اصول فقہ میں ایک، علم ادب عربی میں نو، علم نحو میں نو، علم صرف میں تین، علم عروض میں تین، علم لغت عربی میں پانچ، دعوت اسلامی میں بارہ، علم تاریخ میں بارہ، علم منطق میں آٹھ، علم طبعیات دو، علم فلکیات قدیمہ میں پانچ، علم فلکیات جدیدہ میں اکتیس اور دوسرے مختلف موضوعات میں آپ کی پانچ تصانیف موجود ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی تصانیف موجود ہیں آپ کی تصانیف کی تعداد دوسو تک پہنچتی ہے۔ ان میں سے بعض کتابیں بڑی اور بعض چھوٹی ہیں، آپ نے بیضاوی شریف کی شرح لکھی جو تقریباً پچاس جلدوں پر محیط

ہے۔ بعض کتابیں شائع ہو چکی ہیں جبکہ اکثر غیر مطبوع ہیں۔ (الهيئة الوسطى ص: ۴۷۶، ۴۸۳ مختصراً)

حضرت مولانا مفتی عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ (کبیر والا)

حضرت مفتی رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے میٹرک کے بعد قرآن مجید حفظ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے دیگر صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ آپ کو قوی حافظہ اور ذوقِ محنت سے بھی نوازا تھا اس لئے آپ نے بہت جلد صرف نو ماہ کے قلیل عرصہ میں مکمل قرآن حفظ کر لیا تھا اور حفظ قرآن کے وقت آپ کی عمر تقریباً سترہ سال تھی۔ (اصلاحی مضامین، صفحہ ۲۰)

حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن حفظ کرنے کے بارے میں استصواب فرمایا تو حضرت پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ دعوت کی مشغولی کے ساتھ نبھ جائے تو بہتر ہے۔ چنانچہ مسجد نبوی میں واقع ریاض الجنۃ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہی سے حفظ قرآن کی ابتداء فرمائی اور دعوت کے شغل کے ساتھ چار سال کی مدت میں پورا قرآن حفظ کر لیا تھا اور اس کا ختم بھی حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ریاض الجنۃ میں قرآن پاک کی آخری آیتیں سنا کر کیا۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی عمر میں حفظ قرآن کیا تھا اس وجہ سے اپنے عام بیانوں میں یہ بات فرماتے تھے کہ اکثر بچپن کے حافظ ہوتے ہیں اور میں پچپن (۵۵) کا حافظ ہوں۔

(سوانح پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ ۱۲۱)

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ کا حافظہ

اللہ تعالیٰ نے اس شہرہ آفاق عالمی شخصیت کے حصہ میں علم اور اہلِ علم کی خدمت کا جو حصہ لکھ دیا ہے وہ انہی کا خاصہ ہے، جامعہ فاروقیہ جیسے مستند دینی ادارے کا اہتمام، کتب حدیث کی تدریس کی ذمہ داری، وفاق المدارس العربیۃ جیسے عالمی ادارے کی

سرپرستی اور دوسری بہت سی علمی و دینی مصروفیات اس ایک جامع الصفات شخصیت کی ذمہ داری میں شامل ہیں۔

بخاری شریف کی شروحات میں اردو زبان میں سب سے زیادہ جامع اور ضخیم شرح ''کشف الباری'' جیسی عظیم کتاب آپ ہی کی امالی پر مشتمل ہے، یہ شرح بھی آپ کی زندگی کی قیمت وصول کرنے کے لئے کافی تھی، متقدمین کے علم کا نچوڑ اور بخاری شریف سے متعلقہ تمام ابحاث کا مکمل خزینہ اس میں موجود ہے۔ اردو زبان کی اس مایہ ناز شرح بخاری کے بارے میں فقیہ العصر مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں:

''جب پہلی بار ''کشف الباری'' کا ایک نسخہ میرے سامنے آیا تو حضرت سے پڑھنے کے زمانے کی جو خوشگوار یادیں ذہن پر مرتسم تھیں، انہوں نے طبعی طور پر کتاب کی طرف اشتیاق پیدا کیا۔ لیکن آج کل مجھ ناکارہ کو گوناگوں مصروفیات اور اسفار کے جس غیر متناہی سلسلے نے جکڑا ہوا ہے اس میں مجھے اپنے آپ سے یہ امید نہ تھی کہ میں ان ضخیم جلدوں سے پورا پورا استفادہ کرسکوں گا، یوں بھی اردو زبان میں اکابر سے لے اصاغر تک بہت سے اساتذہ کی تقاریر بخاری معروف ومتداول ہیں اور ان سب کو بیک وقت مطالعہ میں رکھنا مشکل ہوتا ہے۔

لیکن جب میں نے ''کشف الباری'' کی پہلی جلد سرسری مطالعے کی نیت سے اٹھائی تو اس نے مجھے خود مستقل طور پر اپنا قاری بنالیا۔ اپنے درسِ بخاری کے دوران جب میں ''فتح الباری، عمدۃ القاری، شرح ابن بطال، فیض الباری، لامع الدراری اور فضل الباری کا مطالعہ کرنے کے بعد ''کشف الباری'' کا مطالعہ کرتا تو ظاہر ہوتا کہ اس کتاب میں مذکور تمام کتابوں کے اہم مباحث دلنشین تفہیم کے ساتھ اس طرح یکجا ہوگئے ہیں جیسے ان کتابوں کا لب لباب اس میں سمٹ آیا ہو۔ اور اس کے علاوہ بھی بہت سے مسائل اور مباحث اس پر مستزاد ہیں، اس طرح مجھے بفضلہٖ تعالیٰ ''کشف الباری'' کی ابتدائی دو جلدوں

کا تقریباً بالاستیعاب مطالعہ کرنے کا شرف حاصل ہوا اور کتاب المغازی والی جلد کے بیشتر حصے سے استفادہ نصیب ہوا اور اگر میں یہ کہوں تو شاید یہ مبالغہ نہیں ہوگا کہ اس وقت صحیح بخاری کی جتنی تقاریر اردو میں دستیاب ہیں ان میں یہ تقریر اپنی نافعیت اور جامعیت کے لحاظ سے سب پر فائق ہے۔ اور یہ صرف طلبہ ہی کے لئے نہیں بلکہ صحیح بخاری کے اساتذہ کے لئے بھی نہایت مفید ہے، مباحث کے انتخاب، تطویل اور اختصار میں ہر پڑھنے والے کا مذاق جدا ہو سکتا ہے''۔

(کشف الباری ص:۲ (تمام جلدوں میں) تاثرات حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم)

شیخ الحدیث مدظلہ کا حیرت انگیز حافظہ

اللہ تعالیٰ نے شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کو غیر معمولی قوت حافظہ سے نوازا ہے، آپ کے ایک شاگرد اور جامعہ فاروقیہ کے استاذ مولانا ابن الحسن عباسی اپنی کتاب ''متاع وقت اور کاروانِ علم'' میں فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے آپ کو حافظہ کی غیر معمولی قوت سے نوازا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان کے حافظہ کے واقعات سن کر قرونِ اولیٰ کے محدثین کے حافظہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ یہ واقعہ بہت سوں کے لئے باعث تعجب ہوگا کہ اس دور میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے ایک ماہ سے بھی کم عرصہ میں پورا قرآن نہ صرف یاد کیا بلکہ یاد کرنے کے ساتھ ساتھ تراویح میں بھی سنایا۔ طالب علمی ہی کے زمانے میں آپ دارالعلوم دیوبند سے رمضان کی تعطیلات میں گھر آئے، خیال ہوا کہ چھٹیوں کے اس وقفہ میں قرآن شریف کا کچھ حصہ یاد کروں، رمضان سر پر تھا، مشورہ یہ ہوا کہ روزانہ ربع پارہ یاد کر کے تراویح میں سنایا جائے، اس طرح رمضان کی تراویح بھی ہوتی رہیں گی اور آپ

سات آٹھ پارے بھی یاد کر لیں گے۔

مولانا کو شاید خود بھی اپنے حافظہ کی قوت کا اس وقت اندازہ نہیں تھا، چنانچہ آپ نے روزانہ چوتھائی پارہ یاد کرنے کا ارادہ کر کے حفظ قرآن کا آغاز کیا، لیکن جب یاد کرنے بیٹھے تو روزانہ ربع پارہ کے بجائے ایک پارہ ڈیڑھ پارہ یاد کر لیتے اور رات کو تراویح میں سناتے رہے، ادھر ستائیسویں شب آ پہنچی اور ادھر آپ نے حفظ قرآن مکمل کر کے اس رات آخری پارہ بھی سنا دیا، علاقے کے حفاظ کو جب یہ اطلاع ملی تو بہت سوں کو یقین نہیں آ رہا تھا لیکن ایک واقعہ جو وجود میں آ چکا تھا اس سے انکار کیسے ممکن تھا۔

دارالعلوم دیوبند میں جب آپ داخل ہوئے تو اس سال فن منطق میں ''میر قطبی'' آپ نے پڑھی کہ اس سے قبل آپ ''قطبی'' پڑھ کر آئے تھے اور دارالعلوم کے نصاب میں ''قطبی'' کے بعد ''میر قطبی'' داخل تھی۔ آپ کی خواہش اس سال منطق کی شہرہ آفاق کتاب ''سلّم'' پڑھنے کی تھی لیکن ضابطۂ نصاب اس کی اجازت نہیں دے رہا تھا، اس لئے آپ اس سال ''سلّم'' نہ پڑھ سکے۔

کچھ سلّم کی اپنی مغلق عبارات اور کچھ اس کے مروجہ انداز درس وتدریس کے بڑھے ہوئے متنوع مباحث نے اس کتاب کو جس طرح مشکل بنا دیا ہے وہ پڑھنے والے جانتے ہیں کہ منطق کی یہ کتاب فن منطق کے مباحث ہی تک محدود نہیں بلکہ منطق کے علاوہ نحو، صرف، فلسفہ اور کلام کے پیچیدہ مسائل بھی اس کے درس وتدریس کا حصہ بن گئے ہیں اس لئے اس کتاب کے امتحان میں فیل ہونے والے طلبہ کی کافی تعداد ہوتی، چونکہ دارالعلوم دیوبند کے نصاب میں اس وقت یہ کتاب لازمی تھی اس لئے سالانہ امتحان کے وقت مدرسہ کی جانب سے اعلان ہوتا کہ اگر کوئی طالب علم امتحان میں شریک ہونا چاہے تو

درخواست دے دے، یہ اعلان پڑھ کر آپ نے بھی سلم کے امتحان میں شرکت کے لئے درخواست دے دی، ناظم تعلیمات شیخ الادب مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی درخواست دیکھی تو انہیں حیرت ہوئی کہ ایک ایسا طالب علم جس نے ''سلم'' سرے سے پڑھی ہی نہ ہو وہ اس جیسی مشکل کتاب کا امتحان بن پڑھے کیونکر دیتا ہے اور اگر امتحان دے بھی دے تو پاس کس طرح ہوسکتا ہے؟ بمشکل درخواست منظور ہوئی تو امتحان میں صرف دس دن باقی رہ گئے تھے، ان دس دنوں میں آپ نے ''سلم'' اور اس کے تمام مباحث اس طرح یاد کئے کہ جس صبح کو اس کا امتحان تھا اس رات آپ نے نہ صرف پورے سلم پڑھنے والے طلباء کو اس کے مباحث سمجھائے بلکہ دستار فضیلت حاصل کرنے والے ان طلبہ نے بھی آپ کے تکرار میں شرکت کر کے استفادہ کیا جن کے لئے اس کا امتحان دردِ سر بنا ہوا تھا اور جب نتیجہ نکلا تو اس کے امتحان میں شریک ایک سو اسی طلبہ میں جن دو طالب علموں کے نمبر سب سے زیادہ تھے ان میں ایک آپ تھے۔

یہ آپ کے غیر معمولی حافظہ اور محنت کا نتیجہ تھا کہ آپ نے صرف ساڑھے چھ سال میں درسِ نظامی سے فراغت حاصل کی، آپ دارالعلوم دیوبند کے ممتاز طلبہ میں سے تھے، ہر امتحان میں دارالعلوم دیوبند کی جانب سے آپ کو خصوصی انعام دیا جاتا''۔

(متاعِ وقت اور کاروانِ علم ص:۲۹۴، ۲۹۵)

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کا حافظہ

شیخ الاسلام مدظلہ کا نام سنتے ہی ذہن میں قرآن وحدیث کے کہنہ مشق استاذ، قضا وعدالت کے عظیم عالم، معیشت میں مجتہدانہ بصیرت کے حامل، فقہ وافتاء کے بحرِ بیکراں، تاریخ اسلام کے مایہ ناز شناور، تصنیف کے تالیف کے مایہ ناز شہسوار، ایک ماہر زبان شناس، امت کے مسائل پر گہری نگاہ رکھنے والے داعی اور ایک نابغہ روزگار روحانی شخصیت کا تصور ذہن میں گھومنے لگتا ہے، علمی حلقوں میں حضرت مفتی صاحب کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ایک ایسی جامع الصفات شخصیت جن کے تذکرے کے بغیر علماء دیوبند کی تاریخ مکمل نہیں ہوسکتی۔

آپ دارالعلوم کراچی میں تصنیف کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ البلاغ اردو اور البلاغ انٹرنیشنل انگریزی کے مدیر ہیں، دارالعلوم کے نائب صدر اور شعبہ تصنیف کے نگراں ہیں۔ شریعت اپیلٹ بنچ سپریم کورٹ آف پاکستان کے سابق جج، المجمع الفقہ الاسلامی جدہ، کراچی یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ کمیٹی اور اسلامی ممالک کے مختلف بنکوں میں شریعت نگرانی بورڈ کے ممبر ہیں۔

شیخ الاسلام مدظلہ کا حیرت انگیز حافظہ

اللہ تعالیٰ شیخ الاسلام دامت برکاتہم کو حافظہ بھی غضب کا عطا فرمایا ہے، ظاہر ہے کہ اتنا بلند علمی مقام حیرت انگیز قوت حافظہ کے بغیر ممکن بھی نہیں۔ جن لوگوں کو حضرت ممدوح سے براہ راست استفادہ کا موقع ملا وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ کسی بھی علمی جزئی کا ذکر کرنے میں مفتی صاحب کو تردد یا دشواری پیش نہیں آتی، خواہ اس کا تعلق حدیث وتفسیر سے ہو یا قضا وافتاء سے، کتب معیشت کا کوئی حوالہ ہو یا کتب تاریخ کا۔ تکملہ فتح الملہم آپ کے لاجواب حافظہ کا ایک عظیم شاہکار ہے جس کا لفظ لفظ مفتی صاحب کی جامعیت صفات پر دلالت کررہا ہے۔ حضرت موصوف کے دوسرے علمی کارنامے اپنی جگہ، لیکن

آپ کا تکملہ فتح الملہم اپنی مثال آپ ہے، اٹھارہ سال کی منتخب ساعتوں میں آپ نے جو کارنامہ انجام دیا وہ اس صدی کا کارنامہ ہے اور اس لائق ہے کہ ہر علمی مجلس میں اس کا تذکرہ ہو، ہر صاحب علم اس سے مستفید ہو، ہر جامعہ میں اس پر بحث ومناقشہ ہو، عالم اسلام کی معتبر اور منتخب شخصیات نے کتاب کی قدر و قیمت اور وزن کو محسوس کیا ہے اور اپنے سادہ عربی مزاج کے مطابق تکملہ اور اس کے مؤلف کو خراج تحسین پیش کرنے میں کسی بخل سے کام نہیں لیا۔ معروف محقق اور فقیہ ومحدث شیخ عبدالفتاح ابوغدہ نے کتاب پر جو تقریظ لکھی ہے اس میں آں ممدوح کو "النجل الذکی علامۃ اللوذعی المحدث النجیب والفقیہ الادیب الاریب" جیسے بلند پایہ الفاظ والقاب سے متصف فرمایا ہے۔

نگاہِ شوق اگر ہو شریک بینائی

شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کے دل میں علم کی محبت اور لگن بھی ایک قابل تقلید جذبہ ہے، علم آپ کی تسلی کا سامان اور آپ کیلئے دنیا کی لذیذ ترین چیز ہے، آپ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ

"روئے زمین پر لکھنا پڑھنا مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب وعزیز ہے اور ہر وقت کسی نہ کسی مسئلہ میں میرا ذہن الجھا رہتا ہے"

اسی طرح طلباء میں فرمایا:

"طلبِ علم نام ہے ایک نہ مٹنے والی پیاس کا، میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ طالب علم کی تعریف یہ ہے کہ جس کے دماغ میں ہر وقت کوئی نہ کوئی مسئلہ چکر کاٹ رہا ہو، علم بڑی محنت اور طلب چاہتا ہے اور بڑی بے نیاز چیز ہے، محنت اور طلب کے بغیر آدمی کو وہ اپنا کوئی ذرہ بھی نہیں دیتا ہے،" **العلم لایعطیک بعضہ حتی تعطیہ کلہ** " طلب علم کا ذوق جب پیدا ہو جائیگا تو یقین رکھو

اگر میں قسم کھاؤں تو حانث نہیں ہوں گا کہ اس کائنات میں طلب علم سے زیادہ لذیذ چیز کوئی نہیں، بشرطیکہ طلب علم کی حقیقت حاصل ہو، تمہیں اپنا حال بتاتا ہوں، عرصہ دراز سے ایسے حالات میں گرفتار ہوں کہ اس بات کو ترستا ہوں کہ مجھے مطالعہ کا وقت ملے، پانچ منٹ بھی اگر نصیب ہو جاتے ہیں تو بڑی ہی خوشی ہوتی ہے۔ جب میں نے دورہ پڑھا تو پندرہ سال کی عمر تھی سولہویں سال میں فراغت ہوئی تھی، سبق کے علاوہ میرے اوقات کتب خانہ میں گزرتے تھے، پڑھنے کے زمانہ میں صحیح بخاری کے لئے عمدۃ القاری، فتح الباری اور فیض الباری کا مطالعہ کیا کرتا تھا، مسلم شریف کے لئے فتح الملہم، سنن ابی داؤد کے لئے بذل المجہود اور ترمذی شریف کے لئے کوکب الدری کا مطالعہ کرتا تھا چونکہ اس کے لئے وقت چاہئے تھا اس لئے میں نے کسی طرح ناظم کتب خانہ کو اس بات پر راضی کر لیا تھا کہ دوپہر کے وقفہ میں وہ گھر چلے جایا کریں اور باہر سے کنڈی لگا کر مجھے اندر بند کر دیا کریں، چنانچہ وہ باہر سے تالا لگا کر چلے جایا کرتے تھے اور میں اندر مطالعہ کرتا رہتا تھا، دورانِ مطالعہ مذکورہ کتابیں تو پڑھتا ہی تھا، ساتھ ساتھ کتب خانہ کی ساری کتابوں کے متعلق یہ معلومات بھی ہوگئیں تھیں کہ کون سے کتاب کس موضوع پر ہے اور کہاں ہے، ناظم کتب خانہ کو جب کتاب نہیں ملتی تھی تو مجھے بلاتے اور میں انہیں بتا دیتا۔ مطالعہ کی وہ لذت مجھے آج بھی نہیں بھولتی۔ تیس پینتیس سال سے ترمذی شریف پڑھا رہا تھا اس لئے مطالعہ میں کوئی نئی بات نہیں آتی تھی جب سے بخاری شریف کا سبق میرے پاس آیا ہے تو مطالعہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور اس کے لئے اپنے آپ کو دوسرے کاموں سے فارغ کیا، اب دوبارہ وہ لذت لوٹ آئی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ لذت مطالعہ گمشدہ متاع تھی، اب مل

گئی، مطالعہ میں سبق پڑھانے کے لئے نہیں کرتا، مطالعہ کا شروع سے میرا حساب کتاب یہ ہے کہ بیچ میں جب کوئی بات آگئی، کوئی بھی سوال پیدا ہو گیا تو پھر مجھ سے ممکن نہیں ہے کہ میں آگے بڑھوں، جب تک مختلف مراجع میں اس کی تحقیق نہ کرلوں، چاہے وہ بات سبق میں بیان کرنے کی ہو، یا نہ ہو، میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ اس سے زیادہ لذیذ چیز دنیا میں کوئی نہیں ہے، اللہ نے بہت لذتوں سے نوازا، دنیا کی لذتوں سے بھی بہت نوازا، اتنی کہ شاید ہی کسی کو نصیب ہوئی، ہوں لیکن جو لذت اس میں پائی کسی میں نہیں'' (متاع وقت اور کاروانِ علم ص: ۳۳۰، ۳۰۱)

کچھ اور ہی نظر آتا ہے کاروبارِ جہاں
نگاہِ شوق اگر ہو شریک بینائی
نگاہِ شوق میسر نہیں اگر تجھ کو
ترا وجود ہے قلب ونظر کی رسوائی

اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے، ان کی عمر میں مزید برکت دے اور تمام امت کو ان کے علوم سے استفادہ کی توفیق مرحمت فرمائے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

ایک عالم کے حافظہ کا امتحان

حافظ رحمت اللہ الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے حافظہ کے متعلق حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے:

''قاضی وصی اللہ صاحب کانپور میں قرق امین تھے اور نہایت ثقہ اور معتمد و معتبر آدمی تھے، گو جنید بغدادی نہ ہوں لیکن تاہم ایک ثقہ اور معزز آدمی تھے، اور جو لوگ معزز ہوتے ہیں وہ عادتاً جھوٹ نہیں بولتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حافظ صاحب کانپور تشریف لائے اور

میں نے درخواست کی کہ آپ کا حافظہ دیکھنا چاہتا ہوں فرمایا کہ کوئی کتاب لاکر طویل عبارت کی میرے سامنے پڑھ دو، وہ کہتے ہیں کہ میں کتب خانہ سے ''افق المبین'' نکال کر لایا جو بہت باریک لکھی ہوئی تھی اور بڑی تقطیع پر تھی اور اس کے دو صفحے ان کے سامنے پڑھے، انہوں نے بعینہ تمام عبارت سنادی''۔

اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اور بھی بہت سے علماء سے اس قسم کی حکایات سنی گئی ہیں تو حق تعالیٰ کو سب قدرت ہے اس میں تعجب کی بات نہیں ہے گو تمہاری سمجھ میں نہ آئے''۔ (مجموعہ ص:۳۱)

ایک غیر معروف محدث کا حیرت انگیز حافظہ

قرطمہ ایک محدث گزرے ہیں، زیادہ مشہور بھی نہیں، ان کے ایک شاگرد داؤد کہتے ہیں کہ لوگ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے حافظہ کا ذکر کرتے ہیں، میں نے قرطمہ سے زیادہ حافظ نہیں دیکھا، ایک مرتبہ میں ان کے پاس گیا، کہنے لگے ''ان کتب میں سے جو کتاب دل چاہے اٹھالو میں سنادوں گا'' میں نے کتاب الاشربہ اٹھائی وہ ہر باب کے اخیر سے اول کی طرف پڑھتے چلے گئے اور پوری کتاب سنادی۔ (حکایاتِ صحابہ:۱۴۴)

ابن لبان کا حفظ قرآن

علامہ ابن لبان کہتے ہیں کہ میں پانچ سال کی عمر میں پورے قرآن مجید کا حافظ ہوگیا تھا اور میں نے تمام قرآن صرف ایک برس میں حفظ کرلیا تھا، جب مجھے ابو بکر بن مقری کے پاس بغرض تعلیم چار سال کی عمر میں حاضر کیا گیا تو بعض لوگوں نے مجھ سے استاذ مذکور کے خواندہ حصہ کے سیکھنے کا ارادہ کیا، اس پر بعض حضرات نے کہا کہ ابھی ان کی عمر چھوٹی ہے تو مجھ سے ابن مقری نے امتحاناً فرمایا کہ سورۂ کافرون سناؤ۔ میں نے یہ

سورت سنا دی، پھر فرمایا سورۂ تکویر سناؤ میں نے وہ بھی سنا دی، پھر ایک اور شخص نے کہا سورۂ مرسلات سناؤ، میں نے وہ بھی صحیح سنا دی، اس پر ابن مقری فرمانے لگے:

''اس سے قرآن سیکھو، اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے'' (مقدمہ فتح الملہم ص:۸۵)

قاری فتح محمد کا حفظ قرآن میں کمال

شیخ الوقت قاری فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بے نظیر حافظہ اور عطیہ خداوندی سے قرآن مجید اور اس کی قرأت عشرہ کی خدمت و اشاعت کی لاجواب خدمت سرانجام دی، بچپن ہی میں آپ کو حفظ قرآن میں ایسا کمال حاصل ہو گیا تھا کہ اگر کوئی صاحب سوال کرتے کہ قرآن مجید میں کل کتنے رکوع ہیں، کل سورتیں کتنی ہیں، فلاں حرف قرآن میں کتنی جگہ آیا ہے، فلاں متشابہ کتنی جگہ ہے، تو آپ فوراً جواب دے دیتے اور سائل انگشت بدندان رہ جاتا۔ اسی طرح اگر کوئی آپ سے کسی سورت یا رکوع کو اس کے آخر سے سننا چاہتا تو آپ اس طرح سنا دیتے کہ سب سے پہلے رکوع یا سورت کی آخری آیت پڑھتے پھر اس سے اوپر والی پھر اس سے اوپر والی۔ اسی طرح رکوع و سورت کی شروع والی آیت تک پڑھتے اور پڑھنے میں لا والی آیت اور بغیر لا والی آیات کی ترتیب کا پورا خیال فرماتے، غرض یہ کہ جس طرح کسی رکوع یا سورت کو شروع کی طرف سے بلا تکلف پڑھتے تھے اسی طرح آخر کی طرف سے پڑھنے میں آپ کو تکلف پیش نہیں آتا تھا۔ بعد میں آپ کے شیخ حضرت قاری شیر محمد خان صاحب نے آپ کو اس طرح پڑھنے سے منع فرما دیا تھا۔ (فضائل حفظ القرآن ص:۱۰۶۰)

قرآن کے اعراب سنانے کا واقعہ

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حافظ محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ جیسا جید حافظ تاریخ نے پیدا نہیں کیا۔ میں اپنے والد مرحوم سے حافظ صاحب کے بہت سے کمالات سن چکا تھا، والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میرے استاذ گرامی کو تمام عمر کلام

پاک کی تلاوت میں کبھی غلطی نہیں لگتی اور نہ ہی تمام عمر انہوں نے کلام پاک کے کسی لفظ کو لوٹا کر پڑھا۔ ابا جی مرحوم بتاتے تھے کہ حافظ صاحب امرتسر رمضان المبارک میں لدھیانہ سے تشریف لے جاتے اور وہیں تراویح پڑھاتے، بیسیوں حفاظ مختلف شہروں سے ان کے کلام پاک کی سماعت کے لئے آتے مگر کبھی کسی حافظ نے حافظ محمد قاسم کو لقمہ نہیں دیا اور یادداشت کا یہ عالم تھا کہ ایک گھنٹے میں ایک پارہ کی رفتار سے پڑھیں یا پانچ کی رفتار سے، تلاوت کے حسن اور صحت اداء میں ذرا فرق نہ آتا۔ یہ انتہائی یادداشت کا کمال ہے، حفاظ صاحبان جانتے ہیں کہ معمولی یادداشت کا حافظ کم رفتار سے نہیں پڑھ سکتا اگر پڑھے گا تو بے شمار غلطیاں ہوں گی، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لدھیانہ میں خواجہ احمد شاہ نہایت بزرگ اور خدا رسیدہ شخص تھے انہوں نے قرآن کریم کی کتابت کرائی، جب کتابت مکمل ہو چکی تو کتابت کی تصحیح کا مسئلہ درپیش تھا، خواجہ صاحب کتابت شدہ کلام پاک مولانا زکریا مرحوم جو مولانا حبیب الرحمٰن رئیس الاحرار کے والد محترم تھے ان کے پاس لائے مولانا زکریا مرحوم نے چھ ماہ میں کلام پاک حفظ کیا تھا۔ ان کا شمار جید حفاظ میں ہوتا تھا، خواجہ صاحب نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا، مولانا فرمانے لگے کہ اس کام کے لئے سارے ہندوستان میں ایک ہی حافظ ہیں، وہ حافظ محمد قاسم ہیں، میں یہ کلام پاک ان کو سناؤں گا اس کے بعد غلطی کا امکان نہیں رہے گا۔ مولانا زکریا حافظ صاحب کے پاس آئے اور عرض کیا کہ میں کلام پاک پڑھتا جاتا ہوں آپ سنتے جائیں تاکہ اشاعت سے پہلے کتابت کی کوئی غلطی نہ رہے، حافظ صاحب نے فرمایا کہ اس طرح کلام پاک درست ہو جائے گا، مولانا نے عرض کیا کہ آپ نابینا ہیں، اس کے علاوہ کوئی طریقہ میری سمجھ میں نہیں آتا، حافظ صاحب مسکرائے اور فرمایا اور طریقہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کلام پاک دیکھتے جائیں، میں اعراب بولتا جاتا ہوں اور بسم اللہ سے شروع کر کے والناس تک صرف اعراب بولتے گئے کوئی لفظ نہیں بولا۔ شاہ جی نے فرمایا کہ واقعہ سننے کے بعد مجھے یقین نہیں آیا۔ میں مولانا زکریا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے اس محیر العقول واقعہ کی حرف بحرف تصدیق کی اور شہادت دی کہ یہ واقعہ

میرے ساتھ گزرا ہے واقعی حافظ محمد قاسم کو ایسا ہی کلام پاک یاد تھا جس کی مثال تاریخ پیش نہیں کرسکتی۔ (فضائل حفاظ القرآن ص:۱۰۷۲)

ایک ماہ میں حفظ قرآن

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب پہلا حج کیا تو کراچی کے راستہ کیا تھا اس زمانہ میں اسٹیمر نہیں تھی بادبانی جہاز تھے، بادبان باندھ دیا گیا تو کشتی چل رہی ہے ہوا جب مخالف چلی تو لنگر ڈال دیئے گئے جس سے کشتی کھڑی ہو جاتی تھی۔ پانچ پانچ چھ چھ مہینہ میں جدہ پہنچتے تھے، تو حضرت بھی بادبانی جہاز میں سوار ہوئے اور رمضان شریف آگیا، گویا شعبان میں چلے تھے کشتی کے اندر رمضان آگیا، اور اتفاق سے کوئی حافظ نہیں۔ تراویح الم ترکیف سے ہوئی تو حضرت کو بڑی غیرت آئی کہ اڑھائی تین سو آدمی جہاز میں موجود اور تراویح میں قرآن شریف نہ سنایا جائے ایک بھی حافظ نہیں، بس الم ترکیف سے سورتیں یاد ہیں، اسی دن قرآن یاد کرنے بیٹھے، روز ایک سپارہ حفظ کرتے رات کو تراویح میں سنا دیتے، یہ بھی قرآن کا معجزہ ہے کہ اس طرح سے محفوظ ہو جانا کہ بوڑھے بوڑھے بھی اس کو یاد کرلیں اور ذہن کے اندر اتر جائے۔

(فضائل حفاظ القرآن ص:۱۰۷۳)

حضرت مدنی کا حفظ قرآن

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو انگریزوں نے گرفتار کیا تو جیل میں کوئی اور مشغلہ نہیں تھا قرآن کریم یاد کرنا شروع کردیا اور تقریباً دو ثلث یاد کیا اور روزانہ سے تراویح میں پڑھا کرتے تھے مولانا مرحوم کی عمر تقریباً ستر سال کی تھی اور اس عمر میں یادداشت کمزور ہو جاتی ہے مگر یہ بھی قرآن کا اعجاز ہے جو اس کی طرف متوجہ ہو وہ خود اس کے قلب کے اندر آجاتا ہے۔ (فضائل حفاظ القرآن ص:۱۰۷۳)

تین سالہ حاجی، دس سالہ حافظ

حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت ہی کم عمری سے حج کا شوق تھا۔ تین سال کی عمر تھی حج کی تمنا کروٹیں لینے لگی، دس سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کرلیا۔ (بحوالہ: مثالی بچپن ص: ۱۱۵،۱۱۴)

ایک نابینا کی حاضر جوابی

ایک شخص نے ایک نابینا آدمی سے پوچھا کہ حق تعالیٰ نے کسی چیز کو دنیا میں عبث اور بے فائدہ نہیں پیدا کیا، اس میں ضرور کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے۔ لہٰذا تم اپنے نابینا ہونے کی حکمت بیان کرسکتے ہو؟ نابینا نے جواب دیا کہ میرے اندھے ہونے کا فلسفہ یہ ہے کہ تجھ جیسی صورت کو دیکھنے نہ پاؤں۔

نو سال کی عمر میں حافظِ قرآن ہونا

جب ابن حجر پانچ سال کی عمر میں مکتب میں بٹھائے گئے تو سورۂ مریم صرف ایک دن میں حفظ کر کے لوگوں کو متحیر کردیا۔ صرف نو سال کی عمر میں حافظ قرآن ہوگئے۔ ۷۸۴ھ میں گیارہ سال کی عمر میں مسجد حرام میں تراویح میں پورا کلام مجید سنایا۔ خود فرماتے ہیں کہ ''میں نے اسی سال لوگوں کو تراویح پڑھائی''۔

(بحوالہ: ظفر المحصلین ص: ۱۷۷، ۱۷۹)

کم سنی میں قرآن مجید یاد کرنے کے حیرت انگیز واقعات

(۱) سفیان بن عینیہ نے چار سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔ (قسطلانی)

(۲) قاضی ابو محمد اصفہانی نے پانچ سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔ (ملا علی قاری)

(۳) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سات سال کی عمر میں قرآن یاد کیا۔ (تاریخ الخمیس)

(۴) سہل بن عبداللہ تستری نے چھ سال کی عمر میں قرآن یاد کیا۔ (خزینۃ الاصفیاء)

(۵) میر سید اشرف سمنانی نے سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔

(۶) جلال الدین سیوطی نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن یاد کیا۔ (حسن المحاضرۃ)

(۷) مولانا سید محمد امین نصیر آبادی نے نو برس کی عمر میں قرآن یاد کیا۔ (یادگار سلف)

قصۂ ذہانت

ایک انگریز حساب دان نے اشتہار دیا تھا کہ کوئی شخص مثلث کے زاویہ کو تین حصوں میں دلیل سے ثابت اور منقسم کر دے تو ڈیڑھ لاکھ روپے انعام ہے۔ اس پر مظفر نگر کے ایک جج صاحب نے بڑی کاوش اور محنت سے اس کو ثابت کیا اور کئی ماہرین ہندسہ نے جج صاحب کو مشورہ دیا کہ اس کو شائع کر دیں اور ڈیڑھ لاکھ روپے انعام وصول کر لیں۔ مگر جج صاحب کا اصرار تھا کہ حضرت نانوتوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اگر ملاحظہ فرما کر تصدیق کر دیں تو شائع کر دوں گا۔ اتفاق سے حضرت مظفر نگر تشریف لے گئے اور واپسی میں ریل پر سوار ہونے کے لئے جب اسٹیشن پر تشریف لائے تو گاڑی میں دس بارہ منٹ باقی تھے۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب نے جو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد میں خاص خدام ہو گئے تھے۔ جج صاحب کی تمنا ظاہر کی۔ انہیں خیال تھا کہ حضرت اس تحریر کو اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ حضرت نے گاڑی کے انتظار میں کھڑے کھڑے سرسری نظر سے اسے دیکھا اور فرمایا کہ اس کا فلاں مقدمہ نظری ہے حالانکہ اقلیدس کے تمام مقدمات کی انتہاء بدیہات پر ہوتی ہے۔ چونکہ وہ صاحب فن تھے فوراً سمجھ گئے اور اشتہار دینا ملتوی کر دیا۔ (خطباتِ فقیر ج ۷ ص: ۱۷۱)

شہزادے کی ذہانت اور استاد کی خودداری

خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے دونوں شہزادوں امین و مامون کو کوفہ کے مشہور محدثین حضرت عبداللہ بن ادریس اور حضرت عیسیٰ بن یونس کی خدمت میں بھیجا۔ چنانچہ یہ دونوں پہلے عبداللہ بن ادریس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور محدث ممدوح نے ان دونوں کے

سامنے ایک سو حدیثیں سنائیں۔ جب آپ خاموش ہو گئے تو مامون نے کہا کہ چچا جان اگر اجازت ہو تو یہ سو حدیثیں میں زبانی آپ کو سنا دوں۔ چنانچہ اجازت پا کر مامون نے تمام حدیثوں کو زبانی سنا دیا۔ عبداللہ بن ادریس مامون کی قوت حافظہ پر حیران رہ گئے۔ پھر یہ دونوں عیسیٰ بن یونس کی درسگاہ میں پہنچے تو انہوں نے بھی ایک سو احادیث شہزادوں کے سامنے بیان فرمائیں۔ مامون احادیث سن کر بے حد متاثر ہوا اور دس ہزار درہم کا نذرانہ پیش کیا۔ عیسیٰ بن یونس نے لینے سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ حدیث سنانے کے بدلے میں تمہارا ایک گھونٹ پانی بھی قبول نہیں کر سکتا۔ (مثالی بچپن ص:۱۲۱)

ابابیل کی حیرت انگیز ذہانت

ابابیل کی سب سے زیادہ دشمن چمگادڑ ہے۔ لہٰذا چمگادڑ اکثر اس کے بچوں کی گھات میں لگا رہتا ہے۔ اس لیے ابابیل جب بچے نکالتی ہے تو اپنے گھونسلے میں اجوائن کے پودے کی لکڑیاں لا کر رکھ دیتی ہے ان لکڑیوں کی خوشبو سے چمگادڑ گھونسلہ کے قریب بھی نہیں آتی اور اس کے بچے چمگادڑوں سے محفوظ رہتے ہیں ابابیل پرانے گھونسلوں میں تب تک بچے نہیں نکالتی جب تک کہ نئی مٹی سے گھونسلہ کو لیپ نہ لے۔ یہ اپنا گھونسلہ عجیب وغریب طریقہ سے بناتی ہے پہلے یہ مٹی میں تنکے ملا لیتی ہے اور اگر تنکے ملی ہوئی مٹی اس کو کہیں سے دستیاب نہ ہو تو یہ پانی میں غوطہ مار کر زمین پر لوٹ لگاتی ہے اور جب اس کے جسم اور بازوؤں میں مٹی خوب گھس جاتی ہے تو یہ گھونسلہ میں آ کر اپنے پروں کو جھاڑ کر کچھ پروں کو بھی مٹی میں ملا کر اس مٹی سے گھونسلہ بناتی ہے اور سب سے بڑی بات حیرت میں ڈالنے والی یہ ہے کہ ابابیل کبھی بھی اپنے گھونسلہ میں بیٹ نہیں کرتی بلکہ گھونسلہ سے باہر آ کر کرتی ہے اور جب اس کے بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو یہ ان کو بھی یہی تعلیم دیتی ہے۔ (حیات الحیوان/ جلد۲ صفحہ ۳۶)

ابابیل کی حکمت

ابابیل کے بچوں کو جب کبھی یرقان کا مرض لاحق ہو جاتا ہے تو یہ ہندوستان آ کر

ایک پتھری لے جاتی ہے اور اس کو اپنے بچوں کے اوپر رکھ دیتی ہے جس سے اس کے بچے یرقان کی بیماری سے صحت یاب ہو جاتے ہیں چنانچہ انسانوں میں جب کسی کو یرقان ہو جاتا ہے اور ان کو یہ پتھری دستیاب نہیں ہوتی تو وہ ابابیل کے گھونسلے سے اس کے بچے نکال کر زعفران سے ان کو رنگ کر پھر ان کو گھونسلہ میں بٹھا دیتے ہیں جب ابابیل آتی ہے اور اپنے بچوں کو پیلا دیکھتی ہے تو سمجھتی ہے کہ گرمی کے سبب ان کو یرقان ہو گیا ہے چنانچہ وہ ہندوستان سے اس پتھر کو لے جاتی اور بچوں کے اوپر رکھی دیتی ہے۔ جس کو بعد میں وہ ضرورت مند اٹھالیتا ہے یہ ایک چھوٹی سی پتھری جو حجر استونو (سنگ ابابیل) کے نام سے مشہور ہے اس پر سرخ سیاہی مائل خطوط پڑے ہوئے ہوتے ہیں اس طرح لوگ اس پتھری کو حاصل کرنے کے بعد یرقان کے علاج میں استعمال کرتے ہیں اس پتھری کا خاصہ یہ ہے کہ اگر یرقان کا مریض اس کو گلے میں لٹکالے یا اس کو پانی میں گھس کر وہ پانی پی لے تو (انشاء اللہ) یرقان سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔ ابابیل کی ایک عادت یہ ہے کہ آسمانی بجلی کی آواز (کڑک) سے بہت ڈرتی ہے یہاں تک کہ بعض دفعہ کڑک سے قریب المرگ ہو جاتی ہے۔ حکیم ارسطو نے کتاب النعوت الخطاطیت میں لکھا ہے کہ جب ابابیل اندھی ہو جاتی ہے تو یہ ایک درخت (جس کو عین الشمس کہتے ہیں) کے پاس جا کر اس کا پتا کھالیتی ہے اس کے کھانے سے اس کی بینائی واپس آجاتی ہے عین شمس کے درخت میں آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔ (حیات الحیوان/جلد ٢/صفحہ ٣٦)

معموں کا حل

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں حماد بن محمد کی سند سے تحریر کیا ہے کہ کسی شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ان معموں کا حل پوچھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے یہ جوابات دیئے۔

سوال:........ وہ کیا چیز ہے جس میں نہ گوشت ہے نہ خون ہے مگر وہ بولتی ہے۔

جواب:........ وہ جہنم ہے قیامت کے دن جب باری تعالیٰ اس سے پوچھے گا۔ ’’ھل امتلئت‘‘ کیا تیرا پیٹ بھر گیا تو گویا ہوگی۔ ’’ھل من مزید‘‘ کیا کچھ اور بھی ہے۔

سوال:……وہ کیا چیز ہے جس میں نہ گوشت ہے نہ خون مگر وہ دوڑتی ہے؟

جواب:……وہ عصائے موسیٰ (موسیٰ کی لاٹھی) ہے کہ جب وہ اژدھا بن جاتا تھا تو زندہ سانپوں کی طرح دوڑتا تھا۔

سوال:……وہ کیا چیز ہے جس میں نہ گوشت ہے نہ خون مگر وہ سانس لیتی ہے؟

جواب:……وہ صبح ہے کیونکہ قرآن شریف میں ہے ''والصبح اذا تنفس'' کہ باری تعالیٰ فرماتا ہے: قسم ہے صبح کی جب وہ سانس لیتی ہے۔

سوال:……وہ دو چیزیں کون سی ہیں کہ جن میں نہ گوشت ہے نہ خون مگر جب ان سے خطاب کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا؟

جواب:……وہ زمین و آسمان ہیں جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ چلے آؤ خواہ خوشی سے خواہ زبردستی انہوں نے کہا ہم خوشی سے حاضر ہوتے ہیں۔

سوال:……وہ کون سا فرستادہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا مگر وہ انسان ہے نہ جن اور نہ فرشتہ؟

جواب:……یہ وہ کوّا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند قابیل کے پاس بھیجا تھا تاکہ وہ کوّا قابیل کو اپنے بھائی ہابیل کی لاش دفن کرنے کا طریقہ سکھلا دے۔

سوال:……وہ کون سا جاندار ہے جو مر گیا اور اس کی وجہ سے دوسرا جاندار جو مر چکا تھا۔ جی اٹھا؟

جواب:……وہ بنی اسرائیل کی وہ گائے ہے کہ جس کا ذکر سورۃ بقرہ میں آیا ہے جس کو ذبح کر دیا گیا تھا اور اس کے گوشت کے لوتھڑے سے وہ مقتول زندہ ہو گیا تھا جس کو بنی اسرائیل کے ایک شخص نے مار ڈالا تھا۔

سوال:……حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ان کو دریا میں ڈالنے سے پہلے کتنے دن دودھ پلایا اور ان کو کس دریا میں ڈالا اور کس دن ڈالا؟

جواب:……تین ماہ دودھ پلایا۔ بحر قلزم میں ڈالا اور جمعہ کے دن ڈالا۔ بحر قلزم فیوم سے بہت دور ہے جہاں فرعون کے محلات تھے۔ مصر میں دریائے نیل بہتا ہے اور وہیں فرعون

کے محلات تھے روایتوں سے بھی یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ کو ایک صندوق میں رکھ کر دریائے نیل میں بہادیا گیا تھا۔

سوال :......حضرت آدم علیہ السلام کے قد کی لمبائی کتنی تھی آپ کی عمر کتنے برس ہوئی اور آپ کا وصی کون تھا؟

جواب :......قد کی لمبائی ۶۰ ذراع عمر نو سو چالیس ۹۴۰ برس ہوئی اور آپ کے وصی حضرت شیث علیہ السلام تھے۔

سوال :......وہ کون سا پرندہ ہے جو انڈے نہیں دیتا ہے اور اسے حیض آتا ہے۔

جواب :......پرندہ چمگادڑ ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا چمگادڑ بچے دیتی ہے اور اسے حیض بھی آتا ہے۔

(حیات الحیوان......جلد۲ص ۸۰۳۔۸۰۴)

حاضر جواب بچے

نمبر۱:......ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الاذکیا میں جاحظ سے روایت منقول ہے کہ ثمامہ بن اشرس رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں ایک دوست کی عیادت کے لیے اس کے گھر گیا اور اپنا گدھا دروازہ پر چھوڑ کر اندر داخل ہو گیا۔ میرے ساتھ کوئی خادم نہیں تھا جو گدھے کی حفاظت کرتا جب میں اپنے دوست کی عیادت سے فارغ ہو کر گھر سے باہر نکلا تو دیکھا کہ گدھے پر ایک بچہ بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا میری اجازت کے بغیر تم کیسے گدھے پر سوار ہوئے؟ بچہ نے جواب دیا کہ میں اس پر اس وجہ سے سوار ہوا کہ کہیں بھاگ نہ جائے آپ کو پریشانی ہو۔ میں نے کہا میرے نزدیک اس کا چلا جانا یہاں کھڑا رہنے سے بہتر تھا۔ یہ سن کر بچہ بولا اگر آپ کا ایسا خیال ہے تو اس گدھے کو مجھے دے دیجئے اور سمجھ لیجئے کہ کھو گیا اور میرے شکریے کے مستحق ہو جائے۔ ثمامہ کہتے ہیں کہ بچے نے مجھے لاجواب کر دیا اور میری سمجھ میں نہ آیا کہ بچہ کو کیا جواب دوں۔

نمبر۲:......بچہ کی ذہانت سے متعلق ایک اچھا قصہ یہ ہے جو ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے

لکھا ہے کہ ایک دفعہ خلیفہ معتصم باللہ گھوڑے پر سوار ہو کر خاقان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ اس وقت فتح بن خاقان بالکل بچہ تھا۔ معتصم نے پوچھا بتا امیر المومنین کا گھر اچھا ہے یا تیرے باپ (خاقان) کا۔ فتح نے جواب دیا جب امیر المومنین میرے باپ کے گھر میں ہوں تو میرے باپ کا گھر بہتر ہے ورنہ امیر المومنین کا۔ اس کے بعد معتصم نے اس کو انگشتری کا نگینہ دکھلا کر پوچھا کہ اس سے بہتر تو نے کوئی چیز دیکھی ہے؟ فتح نے جواب دیا کہ جی دیکھی ہے۔ وہ، وہ انگلی ہے جس میں یہ انگشتری ہے۔

(حیات الحیوان ج۱ ص۱۹)

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

چوتھا باب

مُعبّرین
کی
ذہانت اور حافظہ
کے
حیرت انگیز واقعات

خوابوں کی تعبیر دینے والوں کی ذہانت کے واقعات

☆......روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کی طرف ایک شخص کو قاضی بنا کر بھیجا تو اس نے ایک دن مکہ سے سفر کیا تو خواب میں دیکھا کہ سورج اور چاند آمنے سامنے ہیں اور ستارے بعض چاند کے ساتھ اور بعض سورج کے ساتھ اور وہ بھی ایک ستارہ بنا ہوا ہے، تو وہ لوٹ پڑا تا کہ اپنا خواب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیان کرے۔ جب پہنچا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: کیوں لوٹ گیا؟ کہا: میں نے ایک خواب دیکھا ہے، اس کو بیان کرنے آیا ہوں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیا ہے؟ تو اس نے جو دیکھا بیان کر دیا، تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ: جب تو ستارہ بنا تو کس کے ساتھ تھا، سورج کے ساتھ یا چاند کے ساتھ؟ کہا: چاند کے ساتھ! تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: پھر تو چلا جا اور کبھی میرا کوئی کام نہ کرنا۔ جب وہ چلا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصحاب کو بیان فرمایا کہ: اگر اس کا خواب سچ نکلا تو یہ دشمنوں کے ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جو ہم پر کامیاب اور غالب نہ آسکیں گے۔ لہٰذا جب جنگ صفین ہوئی تو وہی آدمی اہلِ شام کے ساتھ قتل ہو گیا۔

☆......ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ اونی لباس پہنے ہوئے ہیں، اور ان کی کمر میں رسّی ہے اور پاؤں میں بیڑیاں ہیں اور جسم پر شہد رنگ کی چادر پڑی ہے اور کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر کھڑے ہیں اور ہاتھ میں سارنگی ہے جو بجا رہے ہیں اور کعبہ سے ٹیک لگا رکھی ہے۔

یہ خبر حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ: ان کا اونی لباس وہ ان کا زہد، دنیا سے بے پرواہی ہے، اور رسّی اللہ کے دین میں مضبوطی ہے، اور شہد رنگ کی چادر وہ ان کی تعلیم قرآن ہے اور اس کی تفسیر بیان کرنا ہے، اور پاؤں میں بیڑیاں پرہیزگاری میں ثابت قدمی ہے، اور کوڑا کرکٹ پر کھڑا ہونا اللہ نے دنیا کو ان کے قدموں تلے ڈال دیا ہے، اور سارنگی بجانا ان کی حکمت بیان کرنا ہے، اور کعبہ سے ٹیک لگانا ان کا اور عزوجل کی طرف التجاء اور دعا کرنا ہے۔

☆ ...... مروی ہے کہ ایک عورت حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی اور کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میری گود میں دو موتی ہیں، ایک بڑا، دوسرا چھوٹا، میری بہن نے مجھ سے ایک موتی مانگا تو میں نے چھوٹا اس کو دے دیا۔

فرمایا: ...... اگر تیرا خواب سچا ہے تو تو نے دو سورتیں قرآن کی سیکھی ہیں اور ایک بڑی ہے اور ایک چھوٹی ہے، اور چھوٹی سورت تو نے اپنی بہن کو بھی سکھائی ہے۔ عورت نے کہا: بالکل سچ ہے۔

☆ ...... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور کچھ عرب مرتد ہو گئے تو طفیل دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کے ساتھ نکلے، جب طلیحہ اور نجد کی زمین میں جنگ سے فارغ ہو گئے تو یمامہ کو پہنچے، وہاں حضرت طفیل دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب دیکھا کہ ان کا سر گنجا ہو گیا اور منہ سے ایک پرندہ نکلا اور ایک عورت نے اس پرندے کو اپنے عضو مخصوص شرم گاہ میں داخل کر لیا اور اس کا بیٹا یہ پرندہ بڑی شدت سے مانگ رہا ہے، لیکن اس عورت نے پرندہ اس عضو میں قید کر لیا۔ تو طفیل نے خواب اپنے ساتھیوں کو بیان کیا، ساتھیوں نے پوچھا خیر تو ہے؟ فرمایا: میں اس کی تعبیر بتاتا ہوں۔ سر کا گنجا ہونا اس کا شہید ہونا ہے اور پرندے کا منہ سے نکلنا وہ میری روح ہے، اور عورت جس نے اس کو اپنی فرج میں داخل کیا وہ زمین ہے اور جس میں زمین نے پرندے کو قید کیا وہ میری قبر ہے، جس میں میں ٹھہروں گا اور میرا لڑکا جو اس پرندے کو مانگ رہا ہے وہ یہ جو شہادت مجھے پہنچے گی وہ اس کو بھی پہنچے گی۔ لہٰذا طفیل دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے اسی طرح ان کے صاحبزادے جنگِ یرموک میں شہید ہو گئے۔

☆ ...... حکایت کی گئی ہے کہ وکیع قافلے کے ساتھ ری سے خراساں کو چلے، تو وکیع نے خواب میں دیکھا اس کے شہر کی بزرگی ختم ہو گئی۔ تعبیر دینے والے سے پوچھا تو فرمایا کہ شہر کے بڑے لوگ اپنے مرتبے سے گرا دیئے گئے ہیں اور عیب لگائے گئے ہیں، تو ایسا ہی ہوا۔

☆ ...... حکایت کی گئی ہے کہ ایک عورت حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے

پاس آئی اور کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ دروازے کی چوکھٹ کی اوپر والی پٹی نیچے والی پر گر گئی اور دونوں کواڑ بھی گر گئے، ایک گھر کے اندر اور ایک باہر۔ تو آپ نے پوچھا کیا تیرے دو بیٹے اور شوہر غائب ہیں؟ کہا: ہاں: تو فرمایا کہ: اوپر کی پٹی کا گرنا وہ تیرے شوہر کا مر جانا ہے، اور ایک پٹ کا باہر گرنا تیرے لڑکے کا ایک اجنبی لڑکی سے شادی کرنا ہے۔ پھر واقعی کچھ عرصہ کے بعد شوہر انتقال کر گیا اور اس کا بیٹا اجنبی لڑکی کے ساتھ آ گیا۔

☆ ...... حکایت ہے کہ ایک شخص حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے کنویں میں ڈول ڈالا اور نکالا تو وہ دو تہائی بھرا ہوا تھا اور ایک تہائی خالی تھا۔ تو حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: تیری بیوی وہ حاملہ ہے اور چھ مہینے سے غائب ہے اور عنقریب تجھ کو بچے کی پیدائش کی خوشخبری ملے گی۔ آدمی نے دلیل مانگی تو فرمایا کہ: کنویں کو میں نے عورت قرار دیا ہے، یوسف کے کنویں میں جو خوشخبری تھی وہ یوسف تھے، لہٰذا کنویں سے ڈول نکالنا وہ تیری بیوی سے بچے کا ہونا ہے اور ڈول جو دو تہائی بھرا ہوا ہے وہ حمل کی مدت نو مہینے میں سے چھ مہینے مراد ہے کہ چھ مہینے کی حاملہ ہے اور باقی تہائی ڈول خالی ہے یعنی تین مہینے پیدائش کے باقی ہیں۔ آدمی نے کہا: واقعی آپ نے سچ فرمایا اور عورت کا بھی خط آیا ہوا ہے کہ وہ چھ مہینے کی حاملہ ہے۔

☆ ...... حکایت ہے کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ اس نے مسجد کی محراب میں پیشاب کیا۔ اس نے تعبیر دینے والے سے پوچھا تو اس نے کہا کہ: تیرے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جو امام بنے گا اور لوگ اس کی اقتداء کریں گے۔

☆ ...... حکایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کو خواب بیان کیا کہ: اس نے اپنی ماں سے نکاح کیا پھر اس سے فارغ ہو کر اپنی بہن سے، اور اس کا ہاتھ بھی کٹا ہے۔ تو امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں خط لکھ کر دیا ہوا (آدمی سے ایسی باتوں کے کرنے میں شرم کی وجہ سے) تو اس میں لکھا کہ تو نافرمان اور قطع رحمی کرنے والا اور بخیل ہے اچھی چیزوں میں، اور ماں اور بہنوں کے ساتھ برائی کے ساتھ پیش آنے والا ہے۔

☆...... حکایت ہے کہ ایک آدمی حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے دیکھا کہ: ایک شخص بصرہ کی مسجد میں کھڑا ہے اور ننگی تلوار لے کر ایک پتھر پر مار رہا ہے، اور اس کو پھاڑ دیتا ہے۔ تو حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو فرمایا کہ: مناسب یہ ہے کہ یہ شخص حسن بصری ہو۔ آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! وہی ہے۔ تو حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں اس طرح سمجھ گیا کہ (آدمی اکیلا مسجد میں کھڑا ہے) تو حسن بصری ہی دنیا میں تنہا یکے ہیں اور تلوار ان کی زبان ہے، جس سے حق کو بیان فرمارہے ہیں اور پتھر کو پھاڑتے ہیں دین میں پختگی کے ساتھ۔

☆...... حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص کے خواب کے بارے میں پوچھا گیا کہ: اس پر یمنی چادر ہے اور جوئی ہے، لیکن اس کے کنارے پھٹ گئے ہیں۔ فرمایا کہ: اس آدمی نے کچھ قرآن یاد کیا ہے، پھر اس کو بھلا دیا ہے۔

☆...... حکایت ہے کہ حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا: میں نے خواب میں پانی طلب کیا تو مجھے ایک پیالہ پانی دے دیا گیا، تو پیالہ میں نے ہاتھ پر رکھا تو پیالہ ٹوٹ گیا لیکن پانی میرے ہاتھوں میں باقی رہا۔ تو ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: تیری بیوی ہے؟ جواب دیا: ہاں! کہا: کیا وہ حاملہ ہے؟ کہا: ہاں! فرمایا کہ: وہ بچے جنے گی لیکن خود مر جائے گی اور بچہ تیرے ہاتھوں باقی رہے گا۔ حقیقت میں بھی ایسا ہی ہوا جیسے فرمایا تھا۔

☆...... حکایت ہے کہ ایک آدمی حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا کہ خواب میں اپنی رانوں کو سرخ دیکھا اور اس پر بال اگے ہوئے ہیں، پھر میں نے ایک آدمی کو حکم دیا تو اس نے وہ بال کاٹے۔ حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: تو مقروض آدمی ہے اور تیرا قرض کوئی تیرا قریبی رشتہ دار ادا کرے گا۔

☆...... حکایت ہے کہ ہارون رشید نے ملک الموت کو کسی شکل میں دیکھا اور پوچھا: اے ملک الموت؟ میری عمر کتنی باقی ہے؟ ملک الموت نے اپنے ہاتھ کو پھیلا کر پانچ انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا۔ تو ہارون بڑا خوفزدہ روتا ہوا بیدار ہو گیا اور ایک حجام جو

تعبیر بتانے میں مشہور تھا اس کو قصہ بیان کیا، اس نے کہا: امیر المؤمنین! انہوں نے خبر دی ہے، پانچ چیزوں کا علم اللہ ہی کو ہے (جن میں عمر بھی ہے) اور وہ آیت (سورۂ لقمان کی چوبیسویں آیت ہے) ہارون رشید ہنس پڑے اور بڑے خوش ہوئے۔

☆ ...... حکایت کی گئی ہے کہ حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ: میں نے خواب دیکھا کہ میں تنگ منہ والے گڑھے سے پانی پی رہا ہوں۔ فرمایا کہ: تو ایک باندی کو پھسلائے گا (فعل شنیع کے لئے)۔

☆ ...... حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے ایک آدمی کے متعلق پوچھا گیا کہ اس نے خواب دیکھا کہ: ایک مٹکا لیا اور رسّی سے اس کو باندھا اور پانی میں اس کو چھوڑ دیا، جب مٹکا بھر گیا تو رسّی کھل گئی اور گھڑا پانی میں رہ گیا۔ تو حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رسّی جو ہے وہ وعدہ ہے، اور گھڑا عورت ہے، اور پانی فتنہ ہے، اور کنواں مکر ہے، اور عورت کو کسی نے پیغام نکاح بھیجا تھا، لیکن اس نے اس کے ساتھ دھوکا کیا اور عورت سے شادی کر لی۔

☆ ...... حکایت کی گئی ہے کہ حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میرے سر پر تاج ہے سونے کا۔ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: آپ کے والد کسی کمرے میں ہیں اور ان کی نگاہ چلی گئی ہے، لہٰذا اس آدمی کے پاس اس کے والد کی طرف سے اسی مضمون کا خط آیا۔

☆ ...... حکایت کی گئی ہے کہ ایک عورت ایک تعبیر بتانے والے کے پاس آئی اور کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میرا ایک خالص سونے کا پیالہ ہے وہ ٹوٹ گیا اور زمین میں چلا گیا، میں نے اس کو تلاش کیا لیکن نہ پایا۔ معبر نے پوچھا: کیا تیرا غلام یا باندی ہے؟ اس نے کہا: ہاں! کہا کہ: وہ مر جائے گا۔ اور ایسا ہی ہوا۔

☆ ...... حکایت کی گئی ہے کہ حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا اور خواب بیان کیا کہ ایک سانپ دوڑ رہا ہے اور میں اس کے پیچھے بھاگ رہا ہوں، اور وہ سانپ کسی بل میں داخل ہوتا ہے اور میرے ہاتھ میں ایک کدال ہے تو وہ

کدال میں اس بل پر رکھ دیتا ہوں۔ حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا تو نے کسی عورت کو پیغام نکاح بھیجا ہے؟ کہا: جی ہاں! فرمایا کہ: تو اس سے شادی کرلے گا پھر وہ مرجائے گی اور اس کی میراث پائے گا۔ واقعی پھر آدمی نے اس عورت سے شادی کرلی اور وہ سات ہزار درہم چھوڑ کر مرگئی۔

☆......حکایت کی گئی ہے کہ حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں خواب دیکھتا ہوں کہ میں ہاتھی پر سوار ہوں۔ فرمایا کہ: ہاتھی مسلمانوں کی سواریوں میں سے نہیں ہے، مجھے تیرے غیر مسلم ہوجانے کا خوف ہے۔

☆......حکایت کی گئی ہے کہ علی بن عیسیٰ وزیر نے وزارت ملنے سے قبل خواب میں دیکھا کہ: وہ سورج کے نیچے ہیں سردیوں کے زمانہ میں اور گھوڑے پر سوار ہیں، اور اچھا لباس ہے اور دانت چمک رہے ہیں۔ یہ گھبرا کر بیدار ہوئے اور کسی تعبیر دینے والے کو قصہ بیان کیا۔ فرمایا کہ: گھوڑا عزت کی نشانی ہے اور دولت پر اشارہ ہے اور اچھا لباس ولایت ہے اور سورج کے نیچے ہونا اشارہ ہے وزارت کے پانے یا دربان وغیرہ کی طرف اور اچھی زندگی گزارنے پر اور دانتوں کا چمکنا لمبی عمر کی طرف اشارہ ہے۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆............☆......☆
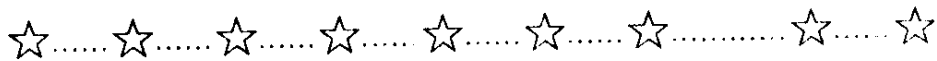
پانچواں باب

خواتینِ اسلام
کی
ذہانت اور حافظہ
پر حیران کُن واقعات

خاتون جو ہمیشہ قرآنِ کریم کے ساتھ گفتگو کرتی

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے گھر کا حج کرنے کے لئے نکلا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کا بھی ارادہ تھا۔ میں ابھی راستے میں مقام سواد میں تھا کہ وہاں ایک بڑھیا عورت اون پہنے اور اون کی اوڑھنی اوڑھے ملی۔ میں نے کہا: السلام علیک ورحمة الله وبركاته.

جواب دیا: سلم قولا من رب رحيم . (سورة يسين آيت : ۵۸)

(ترجمہ) سلام، پروردگار مہربان کی طرف سے کہا جائے گا۔

میں نے پوچھا، اللہ تجھ پر رحم کرے اس جگہ کیا کر رہی ہو؟

جواب دیا: من يضلل الله فلا هادى له ويذرهم فى طغيانهم يعمهون. (سوره اعراف آيت : ۱۸۶)

تو مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ بیت المقدس جانے کا ارادہ رکھتی ہے پھر میں نے پوچھا: کتنے عرصے سے یہاں ہو تو اس نے کہا:

قال رب اجعل لى اية .قال ايتك الا تكلم الناس ثلث ليال سويا .(سوره مريم آيت ۱۰)

ترجمہ: کہا کہ پروردگار میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما۔ فرمایا نشانی یہ ہے کہ تم صحیح سالم ہو کر تین رات (دن) لوگوں سے بات نہ کر سکو گے۔

پھر میں نے پوچھا کہ میں تیرے ساتھ کوئی کھانا نہیں دیکھ رہا جس کو تو کھاتی ہو؟

جواب دیا: والذى هو يطعمنى ويسقين. (سورة الشعراء آيت : ۷۹)

ترجمہ: وہی مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔

پھر میں نے پوچھا، کس چیز کے ساتھ وضو کرتی ہو۔

جواب دیا: ياايها الذين امنو الا تقربوا الصلوة وانتم سكارى حتى تعلموا ماتقولون ولا جنبا الا عابرى سبيل

حتی تغتسلوا وان کنتم مرضی او علی سفر او جاء احد منکم من الغائط اولمستم النساء فلم تجدوا مآء فتیمموا صعیدا طیبا فامسحوا بوجوھکم وایدیکم . ان اللہ کان عفوا غفورا. (سورہ نساء آیت : ۴۳)

ترجمہ: اے مومنو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تو جب تک (ان الفاظ کو) جو منہ سے کہو، سمجھنے (نہ) لگو نماز کے پاس نہ جاؤ جب تک کہ غسل نہ کرلو ہاں اگر بحالت سفر راستے چلے جارہے ہو (اور پانی نہ ملنے کے سبب غسل نہ کرسکو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لو) اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے ہوکر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ہمبستر ہوئے ہو، اور تم کو پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے منہ ہاتھوں کا مسح (کر کے تیمّم) کرلو۔ بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے۔

پھر میں نے کہا: میرے پاس کھانا ہے اگر کھانے میں رغبت ہے تو کھالو۔

جواب دیا: **احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم ھن لباس لکم وانتم لباس لھن علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفا عنکم فالئن باشروھن وابتغوا ماکتب اللہ لکم وکلو واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتمو ا الصیام الی اللیل ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد تلک حدود اللہ فلا تقربوھا کذلک یبین اللہ ایتہ للناس لعلھم یتقون.** (سورہ بقرۃ آیت : ۱۸۷)

ترجمہ: روزوں کی راتوں میں تمہارے لئے اپنی عورتوں کے پاس جانا جائز کر دیا گیا وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم ان کی پوشاک ہو خدا کو معلوم ہے کہ تم (ان کے پاس جانے سے) اپنے حق میں خیانت

کر گئے تھے سو اس نے تم پر مہربانی کی اور تمہاری حرکات سے درگزر فرمایا۔ اب (تم کو اختیار ہے کہ) ان سے مباشرت کرو۔ اور خدا نے جو چیز تمہارے لئے لکھ رکھی ہے (یعنی اولاد) اس کو (خدا سے) طلب کرو اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ پھر روزہ (رکھ کر) رات تک پورا کرو اور جب تک تم مسجدوں میں اعتکاف میں بیٹھے ہو تو ان سے مباشرت نہ کرو۔ یہ خدا کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جانا۔ اسی طرح خدا اپنی آیتیں لوگوں کے (سمجھانے کے لئے) کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تا کہ وہ پرہیز گار بنیں۔

یعنی بڑھیا کی مراد تھی کہ میرا روزہ ہے۔

تو میں نے اس پر پوچھا کہ یہ تو رمضان کا مہینہ نہیں ہے؟ (پھر روزہ کیسا؟)

کہا، ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما و من تطوع خیرا فان اللہ شاکر علیم. (سورۃ بقرۃ آیت : ۱۵۸)

ترجمہ: بے شک (کوہ) صفا اور مروہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں۔ تو جو شخص خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ دونوں کا طواف کرے (بلکہ طواف ایک قسم کا نیک کام ہے) اور جو کوئی نیک کام کرے تو اللہ نیکی کا بدلہ دینے والا خبر دار ہے۔

یعنی میرا نفلی روزہ ہے۔

تو میں نے کہا، سفر میں تو روزہ (فرض بھی) نہ رکھنا جائز ہے (یہ تو پھر بھی نفلی ہے)

جواب دیا، ایاما معدودات فمن کان منکم مریضا أو علی سفر فعدۃ من ایام اخر وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ و ان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون. (سورۃ بقرۃ آیت : ۱۸۴)

ترجمہ: (روزوں کے دن) گنتی کے چند دن ہیں تو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزوں کا شمار پورا کر لے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت (نہ) رکھیں تو وہ روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلایا کریں اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو اس کے حق میں زیادہ اچھا ہے اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے لئے بہتر ہے۔

بڑھیا کی مراد تھی کہ روزہ نہ رکھنے کی اگرچہ اجازت ہے لیکن پھر بھی روزہ رکھنا زیادہ بہتر فرمایا ہے۔

پھر میں نے آخر پوچھ ہی لیا کہ تو اس طرح بات کیوں نہیں کرتی جیسے میں کر رہا ہوں؟

تو اس نے جواب دیا: **مايلفظ من قول الالديه رقيب عتيد.** (سورہ ق آیت : ۸)

ترجمہ: کوئی بات اس کی زبان پر نہیں آتی مگر ایک نگہبان اس کے پاس رہتا ہے۔

پھر میں نے پوچھا، تو کون ہے؟

تو اس نے جواب دیا: **ولا تقف ماليس لک به علم ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئک كان عنه مسؤلا.**

(سورة اسراء آیت : ۳۰)

ترجمہ: اور اے (بندے) جس چیز کا تجھ کو علم نہیں (اور اس کا کوئی فائدہ بھی نہیں) تو اس کے پیچھے نہ پڑ کہ کان اور آنکھ اور دل سب (اعضاء) سے ضرور باز پرس ہوگی۔

تو میں نے کہا، مجھ سے خطا ہوگئی ہے لہٰذا درگزر فرما۔

تو اس نے کہا، **قال لاتثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو ارحم الراحمين.** (سورة يوسف آیت ۹۲)

ترجمہ: (یوسف علیہ السلام نے) کہا کہ آج کے دن تم پر کچھ عتاب نہیں ہے خدا تم کو معاف کرے اور وہ بہت رحم کرنے والا ہے۔

پھر میں نے کہا، کیا تجھے ضرورت ہے کہ میں تجھ کو اپنی اس اونٹنی پر سوار کر کے تیرے قافلے تک پہنچا دوں؟

جواب دیا: **الحج اشھر معلومات فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج وما تفعلوا من خیر یعلمہ اللہ وتزودوا فان خیر الزاد التقوی واتقون یا اولی الالباب.** (سورۃ بقرۃ آیت : ۱۹۷)

ترجمہ: حج کے مہینے (معین ہیں جو) معلوم ہیں تو جو شخص ان مہینوں میں حج کی نیت کر لے تو حج (کے دنوں) میں نہ عورتوں سے اختلاط کرے اور نہ کوئی برا کام کرے۔ اور نہ کسی سے جھگڑے، اور جو نیک کام تم کرو گے وہ خدا کو معلوم ہو جائے گا اور زادِ راہ (یعنی راستے کا خرچ پانی) ساتھ لے جاؤ کیونکہ بہتر (فائدہ) زادِ راہ (کا) پرہیز گاری ہے اور اے اہلِ عقل مجھ سے ڈرتے رہو۔

تو میں نے پھر اپنی اونٹنی بٹھا دی (تا کہ وہ سوار ہو جائے)

تو اس نے کہا: **قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم ان اللہ خبیر بما یصنعون.** (سورہ نور آیت : ۳۰)

ترجمہ: مؤمنین کو کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں پست رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے پاکیزہ (رکھنے والی چیز) ہے۔ بے شک اللہ خبر رکھنے والا ہے جو بھی وہ کرتے ہیں۔

تو میں نے اپنی نگاہیں پست کر لیں اور اس کو کہا، سوار ہو جا لیکن جب وہ سوار ہونے لگی تو اونٹنی بدک گئی اور اس کے کپڑے پھٹ گئے تو کہنے لگی:

وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر. (سورۃ شوریٰ آیت : ۳۰)

ترجمہ: اور جو بھی تم کو مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے اور اللہ (تو بہت سی لغزشیں) معاف کر دیتا ہے۔

میں نے کہا، صبر کرو میں اس کی ٹانگیں باندھ دوں؟

تو اس نے کہا، **ففهمنهاسليمن و كلا اتينا حكما وعلما وسخرنا مع داود الجبال يسبحن والطير وكنا فعلين.**

(سورہ انبیاء آیت : ۷۹)

ترجمہ: تو ہم نے فیصلہ (کرنے کا طریقہ) حضرت سلیمان علیہ السلام کو سمجھا دیا اور ہم نے دونوں کو حکم (یعنی حکمت نبوت) اور علم بخشا تھا اور ہم نے پہاڑوں کو داؤد علیہ السلام کا تابع کر دیا تھا کہ ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور پرندوں کو بھی (تابع) کر دیا تھا اور ہم ہی (ایسا) کرنے والے تھے۔

پھر میں نے اونٹنی کے پاؤں باندھے اور اس کو کہا کہ سوار ہو جائے۔

جب وہ سوار ہو گئی تو کہا: **لتستوا علی ظهوره ثم تذكروا نعمة ربكم اذاا ستويتم عليه وتقولوا سبحن الذی سخرلنا هذا وما كنا له مقرنين. وانا الی ربنا لمنقلبون.**

(سورۃ زخرف آیت : ۱۳، ۱۴)

یہ سوار ہونے کی دعا ہے۔

ترجمہ: تاکہ تم ان کی پیٹھ پر چڑھ بیٹھو اور جب اس پر بیٹھ جاؤ تو پھر اپنے پروردگار کے احسان کو یاد کرو اور کہو کہ:

''وہ (ذات) پاک ہے جس نے اس کو ہمارے زیر فرماں کر دیا اور ہم میں طاقت نہ تھی کہ اس کو بس میں کر لیتے۔ اور ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں''۔

میں نے اونٹنی کی مہار تھامی اور تیز چلنے لگا اور تیز آواز میں حدی گاتا جارہا تھا (اونٹ کو تیز چلانے کا کام) تو اس نے کہا:

واقصد فی مشیک واغضض من صوتک ان انکر الاصوات لصوت الحمیر. (سورۃ لقمان آیت : ۹ ۱)

ترجمہ: یعنی اور اپنی چال میں اعتدال کئے رہ اور (بولتے وقت) آواز پست رکھ کیونکہ (اونچی آواز گدھوں کی سی ہے اور کچھ نہیں کہ) سب سے بری آواز گدھوں کی ہے۔

پھر میں لگام تھامے آہستہ آہستہ چلنے لگا اور اشعار میں گنگناتا رہا:
پھر اس نے کہا:

ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی الیل ونصفه وثلثه وطائفة من الذین معک والله یقدر الیل والنهار علم ان لن تحصوه فتاب علیکم فاقرأوما تیسر من القرآن علم ان سیکون منکم مرضی واخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل الله واخرون یقاتلون فی سبیل الله فاقرأو ما تیسر منه واقیمو الصلوة واتوالزکوة واقرضوالله قرضا حسنا وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوه عندالله هو خیراواعظم اجرا واستغفرواالله ان الله غفوررحیم. (سورۃ مزمل آیت : ۲۰)

ترجمہ: تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ تم اور تمہارے ساتھ کے لوگ (کبھی) دو تہائی رات کے قریب اور (کبھی) آدھی رات اور (کبھی) تہائی رات قیام کیا کرتے ہو، اور خدا تو رات اور دن کا اندازہ رکھتا ہے اس نے معلوم کیا کہ تم اس کو نباہ نہ سکو گے تو اس نے تم پر مہربانی کی پس جتنا آسانی سے ہو سکے (اتنا) قرآن پڑھ لیا کرو اس نے جانا کہ تم میں بعض بیمار بھی ہوتے ہیں۔ اور بعض خدا کے فضل (یعنی معاش)

کی تلاش میں ملک میں سفر کرتے ہیں۔ اور بعض خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو جتنا آسانی سے ہو سکے اتنا پڑھ لیا کرو اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور خدا کو نیک (اور خلوص نیت سے) قرض دیتے رہو۔ اور جو عمل نیک تم اپنے لئے آگے بھیجو گے اس کا خدا کے ہاں بہتر اور اچھا صلہ پاؤ گے۔ اور خدا سے بخشش مانگتے رہو بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

بڑھیا کی مراد تھی کہ قرآن پڑھنا اشعار سے زیادہ بہتر ہے۔
پھر میں نے کہا، بے شک آپ کو خیر کثیر (بہت بھلائی) دی گئی ہے۔

تو اس نے کہا، یؤتی الحکمة من یشآء و من یؤت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا و ما یذکر الا اولو الالباب.

(سورة بقرة آیت : ۲۶۹)

ترجمہ: (اللہ) وہ جس کو چاہتا ہے دانائی بخشتا ہے اور جس کو دانائی ملی بے شک اس کو بڑی نعمت ملی اور نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل مند ہیں۔

جب میں نے اس کے ساتھ تھوڑا سفر کر لیا تو پوچھا، آپ کا شوہر ہے تو اس نے کہا:

یاایها الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیآء ان تبدلکم تسؤکم وان تسئلوا عنها حین ینزل القرآن تبدلکم عفاالله عنها والله غفور حلیم. (سورة مائدة آیت : ۱۰۱)

ترجمہ: مومنو! ایسی چیزوں کے بارے میں سوال مت کرو کہ اگر (ان کی حقیقت) تم پر ظاہر کر دی جائے تو تمہیں بری لگے اور اگر قرآن کے نازل ہونے کے ایام میں ایسی باتیں پوچھو گے تو تم پر ظاہر بھی کر دی جائیں گی (اب تو) خدا نے ایسی باتوں (کے پوچھنے) سے درگزر فرما دیا ہے اور خدا بخشنے والا بردبار ہے۔

پھر میں خاموش ہو گیا اور میں چلتا رہا یہاں تک کہ اس کے قافلے تک اس کو پہنچا دیا پھر میں نے کہا، اس قافلے میں تیرا کون ہے؟

کہا، **المال والبنون زینة الحیوة الدنیا والبقیت الصلحت خیر عند ربک ثوابا وخیر املا.** (سورۃ کہف آیت : ۴۶)

مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی کی (رونق) اور زینت ہیں اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے تمہارے پروردگار کے ہاں بہت اچھی اور امید کے لحاظ سے بہت بہتر ہے۔

اس طرح تو میں نے جان لیا کہ قافلے میں اس کے لڑکے ہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ ان کی علامتیں کیا ہیں؟

تو کہا، **وعلمت وبالنجم هم یهتدون.** (سورۃ نحل آیت : ۱۶)

ترجمہ: اور (راستوں میں) نشانات بنا دیئے گئے اور لوگ ستاروں سے بھی راستے معلوم کرتے ہیں۔

پھر مجھے پتا چل گیا کہ وہ قافلے کو راستہ بتانے والے آگے آگے چلنے والے ہیں پھر میں آگے کی طرف پہنچا اور شروع کے خیموں میں پوچھا کہ ان میں سے تیرا کون ہیں۔

جواب دیا، **واتخذالله ابراهیم خلیلا، وکلم الله موسی تکلیما. یا یحیٰ خذالکتب بقوة.** (سورۃ مریم آیت : ۱۲)

ترجمہ: اور ابراہیم کو اللہ نے اپنا دوست بنالیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے باتیں کیں۔ اے یحییٰ علیہ السلام کتاب کو مضبوطی سے تھام (حفظ کر)

تو میں (سمجھ گیا کہ اس کے لڑکوں کے یہ نام ہیں) چنانچہ آواز دی اے ابراہیم اے موسیٰ، اے یحییٰ! تو اندر سے خوبصورت جوان نکلے گویا کہ چاند متوجہ ہو گئے ہیں۔ جب ان کے ساتھ بیٹھا تو بڑھیا نے کہا:

وکذلک بعثنهم لیتسآء لوا بینهم. قال قآئل منهم کم لبثتم قالوا لبثنا یوما او بعض یوم قالوا ربکم اعلم بما

لبثتم فابعثوا احدکم بورقکم هذه الی المدینة فلینظر ایها ازکی طعاما فلیأتکم برزق منه ولیتلطف ولا یشعرن احدا . (سورہ کهف آیت: ۱۹)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے ان کو اٹھایا تاکہ آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کریں۔ ایک کہنے والے نے کہا کہ تم (یہاں) کتنے عرصے رہے؟ انہوں نے کہا: جتنی مدت سے تم رہے ہو۔ تمہارا پروردگار ہی اس کو خوب جانتا ہے تو اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر بھیجو وہ دیکھے کہ نفیس کھانا کون سا ہے تو اس میں سے کھانا لے آئے اور آہستہ آہستہ آئے جائے اور تمہارا حال کسی کو نہ بتائے۔

تو پھر ان لڑکوں میں سے ایک اٹھا اور کھانا خرید کر لایا۔ پھر انہوں نے کھانا میرے آگے رکھ دیا تو بڑھیا نے کہا: **کلوا واشربوا هنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیة.**

(سورة الحاقة آیت : ۲۴)

ترجمہ: کھاؤ اور پیو خوشی سے بسبب اس کے جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں کیا ہے۔

پھر میں نے کہا:

مجھ پر تمہارا کھانا حرام ہے یہاں تک کہ تم مجھے اس (بڑھیا) کی خبر دو تو انہوں نے کہا کہ یہ ہماری ماں ہے۔ چالیس سال سے قرآن کے علاوہ اور کچھ نہیں بولتی، اس خوف سے کہ کہیں لغزش (زبان) نہ ہو جائے اور اس پر رحمٰن کی ناراضگی اتر پڑے اور اللہ جو چاہے اس پر قادر ہے (اس کے لئے یہ کیا مشکل ہے)۔

پھر میں نے کہا:

ذلک فضل الله یؤتیه من یشآء والله ذو الفضل العظیم.

(سورة جمعة آیت : ۴)

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

(خواتین اسلام کے حیرت انگیز واقعات ص ۲۵۶)

ایک لونڈی کی ذہانت کا واقعہ

ایک دن ہارون رشید نے اپنے خدمت گاروں پر کچھ اشرفیاں نچھاور کیں۔تمام لونڈیوں اور غلاموں نے لوٹیں مگر ایک حبشن لونڈی نے ان کی طرف کچھ بھی التفات نہ کیا۔ہارون رشید نے اس سے اس کا سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا: اے بادشاہ! میں درہم و دینار کی پرواہ نہیں کرتی، میں تو درہم و دینا روالے کو چاہتی ہوں۔ وہ جس کے ہو گئے سب کچھ اسی کا ہے۔ہارون رشید اس جواب سے اتنا خوش ہوا کہ اسے اپنے نکاح میں لے لیا۔(نزہۃ المجالس باب فضل الصلوۃ ۱/۱۰۱)

ایک باندی کی ذہانت کا واقعہ

خلیفہ مہدی کے پاس جب خیزران نامی باندی کو پیش کیا گیا تو مہدی نے کہا، سب صحیح ہے لیکن تیری پنڈلیاں پتلی ہیں۔ باندی نے کہا، اے امیرالمؤمنین آپ میرے زیادہ محتاج ہیں۔آپ ان کو نہ دیکھیں مہدی کو اس کی بات پسند آئی اور خرید لیا۔ پھر اس سے مشہور بادشاہ خلیفہ ہارون رشید اور موسیٰ پیدا ہوئے۔(تحفۃ العروس)

عورت کا جواب سن کر آدمی مایوس ہو گیا

ایک آدمی نے عرب کی کسی لڑکی سے محبت کر لی۔لڑکی بڑی عقل منداور ادب والی تھی۔ وہ آدمی اپنے مقصد کیلئے طرح طرح کے حیلے کرتا رہا یہاں تک کہ ایک سخت تاریک رات میں دونوں کو تنہائی میسر ہوگئی۔آدمی لڑکی سے کچھ دیر تو باتیں کرتا رہا پھر مقصد کی طرف لوٹتے ہوئے کہا، میرا شوق و محبت تیرے ساتھ بہت طویل ہو گیا ہے۔ لڑکی نے مرد سے کہا، میرا بھی یہی حال ہے۔پھر آدمی نے کہا، رات کافی ہو چکی ہے۔صبح قریب ہے۔لڑکی نے کہا، اس طرح خواہشات بھی فنا ہو جائیں گی اور لذتیں منقطع ہو جائیں گی۔مرد نے لڑکی کو کہا، تو مجھ سے کچھ قریب ہو، عورت نے کہا، پرے رہ پرے

میں اللہ سے دوری کا خوف کرتی ہوں۔ مرد نے کہا، پھر میرے ساتھ یہاں کیوں آئی ہے؟ کہا، میری بدبختی اور مصیبت۔ مرد نے پوچھا، اچھا میں دوبارہ تجھ کو کب دیکھ سکوں گا؟ کہا، میں تجھ کو نہ بھولوں گی لیکن ملاقات دوبارہ نہیں ہوگی۔ پھر پیٹھ پھیر کر چل پڑی۔

آدمی کو عورت کے کھرے کھرے جواب سے بہت کوفت اور رنج ہوا اور یہ اشعار کہے:

توقت عذابا لا یطیق انتقامهٗ

ولم تات ماتخشی به ان تعذبا

ایسا عذاب مقرر کر گئی جس سے انتقام کی طاقت نہیں اور جس سے ڈر تھا عذاب کا تو آتی ہی نہ۔

وقالت مقالا کدت من شدة الحیا

اهیم علی وجهی حیاء وتعجبا

اور اس نے ایسی بات کہی کہ قریب تھا میں شدت حیا کی وجہ سے اپنے چہرے کو پیٹ لوں حیا و تعجب سے۔

الااف للحب الذی یورث العمی

ویوقد نارا لاتمل التلهبا

ہائے اف اس محبت پر جو اندھا کر جائے اور ایسی آگ بھڑکا جائے جو بھڑکنے سے اکتائے ہی نہ۔

فاقبل عودی فوق بدئی مفکرا

وقد زال عن قلبی العمی فتسربا

اچھا تو میری اس حرکت کے بعد دوبارہ لوٹنے کا سوچ اور میرے دل سے اندھا پن چھٹ جائے (تو اچھا ہے)۔

نرگس (پھول) کا مطلب آدمی نہ سمجھ پایا

ایک عورت نے کسی مرد کو کہا، میرے پاس ایک عورت ہے گویا وہ نرگس جیسی ہے۔ اس نے اس سے شادی کر لی۔ بعد میں اس نے دیکھا تو وہ بڑھیا ہے۔ آدمی نے

رشتہ کرانے والی کو کہا تو نے میرے ساتھ جھوٹ بولا اور دھوکا دیا۔ اس پر عورت نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے غلط نہیں کہا۔ میں نے اس کو نرگس کے ساتھ تشبیہ دی کیونکہ اس کے بال سفید اور چہرہ زرد اور پنڈلیاں سبز ہیں (اور یہ سب باتیں نرگس میں ہوتی ہیں)۔

دیہاتی عورت کی بیٹے کو نصیحت

عتبی نے کہا کہ میں نے ایک دیہاتی عورت سے سنا، اپنے بیٹے کو وصیت کر رہی تھی کہ اے بیٹا! اپنے راز کی حفاظت کر اور چغل خوری سے بچ اس لئے کہ چغل خوری محبت کو بگاڑ دیتی ہے اور کینہ پیدا کرتی ہے۔ (صفحات نیرات من حیاۃ السابقات)

افضل عورت کی علامات

جب ایک اعرابی سے عورتوں کے متعلق سوال کیا گیا تو اس نے کہا کہ تمام عورتوں سے افضل وہ عورت ہے جب کھڑی ہو جائے تو تمام عورتوں سے بلند ہو، جب بیٹھ جائے تو تمام عورتوں سے بڑی ہو، جب بھی بولے سچ بولے، جب غصہ آئے تو برداشت کرے۔ جب ہنسے تو صرف مسکرائے۔ جب کوئی چیز بنائے تو سخاوت کرے۔ اپنے شوہر کی مطیع ہو۔ اپنے گھر میں رہے، اپنی قوم میں عزت والی ہو، تکبر والی نہ ہو۔ بچوں سے محبت کرنے والی ہو۔ غرض اس کا ہر معاملہ قابل تعریف ہو۔

(صفحات نیرات من حیاۃ السابقات)

ایک باندی کی عجیب دانشمندی

ابوالعاص مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں بصرہ میں تھا۔ ایک شکاری کو دیکھا کہ ساحل پر مچھلی شکار کرتا تھا، اور اس کے پہلو میں اس کی چھوٹی لڑکی بیٹھی تھی۔ جب کوئی مچھلی پکڑتا تو ٹوکری میں ڈال کر اس لڑکی کے پاس رکھ دیتا اور لڑکی اسے نکال کر پانی میں چھوڑ دیتی تھی۔ ایک بار مڑ کر دیکھا تو ٹوکری میں کچھ نہ تھا۔ لڑکی سے پوچھا،

تم نے مچھلیوں کو کیا کیا؟ کہنے لگی۔ ابا جان کیا تم نے نہیں کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، جو مچھلی ذکر اللہ سے غافل ہوتی ہے وہی کانٹے میں پھنستی ہے۔ یہ سن کر وہ شخص رونے لگا اور کانٹا پھینک کر چلا گیا۔

ایک پھل بیچنے والی عورت کا جواب

بغداد کے بازار میں ایک دکان میں پھل میوے اور پرندوں کا تلا ہوا گوشت بک رہا تھا۔ اس وقت دکان پر ایک پری چہرہ عورت بیٹھی تھی۔ یہ منظر دیکھ کر ایک ادیب نے یہ آیات پڑھنا شروع کر دیں۔: (وفاكهة مما يتخيرون. ولحم طير مما يشتهون. وحور عين . كامثال اللؤلؤ المكنون.)

''اور میوے جس طرح کے ان کو پسند ہوں اور پرندوں کا گوشت جس قسم کا ان کا جی چاہے اور بڑی آنکھوں والی عورتیں جیسے حفاظت سے تہ کئے ہوئے آب دار موتی''

اس عورت نے سن کر یہ جواب دیا: (جزاء بما كانوا يعملون.)

''یہ سب کچھ بدلہ ہے یعنی قیمت دو اور لے لو''۔ (کتاب الاذکیاء ۴۲۹)

عورتوں نے شاعر کولا جواب کر دیا

عتبی نے ذکر کیا کہ ایک شاعر کا عورتوں پر گزر ہوا تو اس نے کہنا شروع کر دیا کہ

ان النساء شياطين خلقن لنا

نعوذ بالله من شر الشياطين

یعنی عورتیں ہمارے لئے شیطان پیدا کی گئیں ہیں ہم شیاطین کے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔

ان عورتوں میں سے ایک نے جواب دیا:

ان النساء رياحين خلقن لكم

وكلكم تشتهوا شم الرياحين

''عورتیں تمہارے لئے گلدستہ پیدا کی گئیں ہیں اور تم سب ہی پھولوں کے سونگھنے کی خواہش رکھتے ہو''۔ (کتاب الاذکیاء لابن الجوزی)

عقلمندی سے اپنے آپ کو طلاق سے بچالیا

ایک شخص نے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھا۔ اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تیرے بارے میں تجھ کو اختیار دیتا ہوں۔ اس طرح عورت کو طلاق کا اختیار حاصل ہوگیا۔ اس کے بعد وہ شخص پچھتایا تو بیوی نے اس سے کہا، دیکھئے آپ کے ہاتھ میں یہ اختیار بیس برس سے تھا۔ آپ نے اس کی اچھی طرح حفاظت کی اور اس کو برقرار رکھا تو کیا میں دن کی ایک گھڑی بھی ہرگز اس کی حفاظت نہ کرسکوں گی کہ جب وہ میرے ہاتھ پہنچ گیا ہے۔ اب میں اس کو آپ ہی کو واپس کرتی ہوں۔ اس کی گفتگو نے اس شخص کو حیرت میں ڈال دیا اور اس کو طلاق نہیں دی۔ (کتاب الاذکیاء ص: ۲۳۷)

لمبی عورت نے سب سے بہترین جواب دیا

جاحظ کہتے ہیں کہ ہم چند احباب کھانے کو بیٹھے تھے کہ ہم نے ایک بہت لمبے قد کی عورت دیکھی۔ میں اس کو چھیڑنے کے ارادے سے کہا: ''اتر آتا کہ ہمارے ساتھ کھانا کھائے'' گویا کہ اس کا جسم ایک لمبی سیڑھی ہے جس پر کوئی عورت چڑھی ہوئی ہے۔ اس لمبی عورت نے جواب دیا، تو ہی بلند ہو جا اے اسفل درجہ کے شخص یہاں تک کہ تو دنیا کو دیکھ لے۔ (کتاب الاذکیاء امام ابن جوزی ص ۴۲۸)

نرالی تدبیر سے

ایک دولت مند شخص اہواز میں رہتا تھا۔ اس کی ایک بیوی بھی تھی۔ ایک مرتبہ وہ بصرہ گیا تو وہاں ایک دوسری عورت سے بھی نکاح کرلیا جس کا اہواز والی پہلی کو کوئی علم نہ تھا۔ اس نے اپنا یہ معمول بنالیا کہ سال میں ایک یا دو دفعہ اس دوسری بیوی کے پاس بصرہ جاتا تھا اور اس بصرہ والی بیوی کا چچا اس شخص سے خط و کتابت کیا کرتا تھا۔ اتفاق سے ایسا

ہوا کہ بصرہ والی بیوی کے چچا کا خط اہواز والی بیوی کے ہاتھ لگ گیا جس سے اسے حقیقت حال کا علم ہوگیا تو اس نے یہ تدبیر کی کہ اپنے ایک رشتہ دار سے جو بصرہ میں تھا اس مضمون کا خط لکھوا کر شوہر کے نام بھجوایا کہ آپ کی بیوی کا انتقال ہوگیا ہے یہاں پہنچئے۔ جب یہ خط اہواز میں اس کو ملا تو اس نے پڑھ کر سفر کی تیاری شروع کردی۔ پھر اہواز والی بیوی نے کہا، میں دیکھتی ہوں کہ آپ کا دل کہیں اور لگا ہوا ہے اور میرا خیال ہے کہ بصرہ میں کوئی اور بیوی آپ کی موجود ہے۔ اس نے کہا، معاذ اللہ۔ عورت نے کہا، میں اتنا کہنے سے مطمئن نہیں ہوسکتی بغیر اس قسم کے کہ آپ یہ حلف کریں کہ میرے سوا جو بھی آپ کی بیوی ہو غائب ہو یا حاضر ہو اس پر طلاق ہو اس دولت مند شخص نے یہ سمجھتے ہوئے کہ اس کا انتقال ہو ہی گیا ہے یہ حلف لے لیا پھر اس کی اہواز والی بیوی نے کہا اب آپ کو سفر کی ضرورت نہیں رہی اب وہ عورت آپ سے الگ ہوچکی ہے حالانکہ وہ زندہ ہے۔ (کتاب الاذکیاء امام ابن جوزی ص: ۴۳۸)

ایک باندی نے اپنے آقا کو عجیب اشعار پڑھ کر رخصت کیا

ابن السکیت نے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ بن طاہر نے حج کا ارادہ کرلیا تو اس کی ایک کنیز نے جو شاعرہ تھی، جب سفر کی پوری تیاری کا مشاہدہ کیا تو رونے لگی۔ اس پر محمد بن عبداللہ نے کہا:

دمعه فی ساعة کاللؤلؤ الرطب علی الخد لاسیل

اس کے آنسو تازے موتیوں کی طرح ہیں کتابی رخسار پر

هطلت فی ساعة البین من الطرف الکحیل

لگاتار بہنے لگے جدائی کے وقت سرگیں آنکھوں سے

پھر محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اس سے کہا کہ اس پر شعر لگاؤ تو اس نے کہا:

حین هم القمرالباهر عناب بالافول

جب (ستاروں سے زیادہ) روشن چاند نے ہم سے چھپنے کا ارادہ کیا۔

انما یفتضح العشاقی وقت الرحل

عاشق تو کوچ کے وقت ہی رسوا ہوا کرتے ہیں۔ (لطائف علمیہ ص:۳۱۶)

ایک چالاک عورت نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دھوکا دیا

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ مجھے ایک عورت دھوکا دے گئی۔ ہوا یوں کہ ایک عورت نے ایک تھیلی کی طرف اشارہ کیا جو راستے میں پڑی ہوئی تھی میں نے خیال کیا کہ یہ اسی کی ہے۔ میں تھیلی اٹھا کر اس کے پاس لے گیا تو کہنے لگی اس کو محفوظ رکھئے جب تک اس کا مالک نہ ملے۔ (نزہۃ المجالس باب المجاہد ص:۱۶۳)

ام زین الدین کو قرآن کی پوری تفسیر حفظ یاد تھی

ام زین الدین ان کا شمار پانچویں صدی ہجری کی یگانہ روزگار عالمات و عابدات میں ہوتا ہے۔ ویسے تو ان کو تمام علوم دینی میں دسترس حاصل تھی لیکن علم تفسیر میں خاص مہارت رکھتی تھیں۔ ان کے بھائی امام عبدالوہاب بھی بہت بڑے مفسر قرآن تھے۔ انہوں نے ''کتاب الجواہر'' کے نام سے تیس جلدوں میں قرآن کی تفسیر لکھی تھی۔ ام زین الدین کو یہ تمام تفسیر زبانی یاد تھی۔ ان کے بیٹے زین الدین بھی علامہ دہر تھے اور اپنے وقت کے امام تسلیم کئے جاتے تھے۔ طالب علمی کے زمانے میں وہ ایک مرتبہ اپنے ماموں (امام عبدالوہاب) سے تفسیر کا سبق لے کر گھر آئے تو والدہ نے پوچھا کہ ماموں نے آج کیا پڑھایا؟ انہوں نے جو پڑھا تھا، بیان کیا۔ انہوں نے پوچھا کہ فلاں آیت کے ساتھ فلاں قول بھی بیان کیا؟ بیٹے نے کہا نہیں۔ مسکرا کر کہا کہ بھائی بھول گئے ہوں گے۔

ام زین الدین کو عبادت الٰہی سے خاص شغف تھا۔ اپنے وقت کا بیشتر حصہ مصلے پر بیٹھ کر گزارتی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اسی حالت میں مسلسل چالیس سال گزار کر وفات پائی۔ (مسلمان خواتین کی دینی وعلمی خدمات)

ایک عرب لڑکی کی ذہانت اور عقلمندی کا واقعہ

خلیفہ مامون ایک مرتبہ شکار کے لئے نکلا، گھوڑے پر بیٹھا اور بہت دور تک نکلتا

چلا گیا، نہر فرات کے کنارے پہنچا، تو اس نے ایک حسین وجمیل دوشیزہ دیکھی، جس کے چہرے اور بشرے سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی عرب خاندان سے تعلق رکھتی ہے اس کے ہاتھ میں ایک مشکیزہ تھا جس میں پانی بھرا تھا، یہ پانی وہ نہر سے بھر کر لائی تھی نشیب سے فراز پر آتی ہوئی وہ مشکیزہ نہ سنبھال سکی، اس نے مدد کے لئے اپنے باپ کو آواز دی لیکن ایسے فصیح و بلیغ اور دلنشین جملے کہے کہ مامون کو اس کی فصاحت اور بلاغت پر بڑی حیرت ہوئی مامون نے پوچھا:

اے لڑکی تو کس قبیلے سے ہے؟

وہ بولی:

بنی کلاب سے

مامون: ایسے قبیلے میں کیوں پیدا ہوئیں تم؟

دوشیزہ: میں ایسے قبیلے سے ہوں، جو معزز ہے، جس پر کوئی الزام نہیں، وہ لوگ مہمانوں کی عزت کرتے ہیں، تلوار چلانے میں تیز و چست ہیں، لیکن اے شخص تو کس قبیلے سے ہے؟

مامون، کیا تم علم الانساب جانتی ہو؟

دوشیزہ: ہاں جانتی ہوں۔

مامون: میں مضر حمرا کا فرد ہوں۔

دوشیزہ: کون سا مضر؟

مامون: وہ جو نسب کے لحاظ سے سب میں مکرم، اور حسب کے اعتبار سے سب میں معظم ہے۔

دوشیزہ: میں سمجھ گئی، تم کنانہ میں سے ہو لیکن کنانہ کی کس شاخ سے؟

مامون: جس کے بچے سب میں زیادہ شریف اور متین ہوتے ہیں۔

دوشیزہ: ہاں میں نے جان لیا تم قریش میں سے ہو لیکن قریش کے کس خاندان سے؟

مامون: جس کا ذکر سب سے سربلند اور جس کا فخر سب سے اونچا ہے۔

دوشیزہ: خدا کی قسم تم بنی ہاشم میں سے ہو لیکن بنی ہاشم کے کس گھرانے سے؟

مامون: جس کے گھر سب سے اونچے، جس کا قبیلہ سب سے اشرف جس سے ہاشم ہیبت زدہ تھے۔

یہ سن کر دوشیزہ نے ادب سے سر جھکایا اور کہا:

السلام علیک یا امیر المؤمنین.

مامون اس لڑکی کی ان باتوں سے بہت خوش ہوا اس کی فصاحت و بلاغت، حاضر دماغی، برجستہ گوئی، ذہانت، ہر چیز نے خلیفہ کو متاثر کیا۔

مامون نے اسی وقت اس لڑکی سے نکاح کر لیا، اور اپنے ساتھ لے آیا، اس کے بطن سے عباس پیدا ہوا، خلیفہ اس کی دلچسپ اور دلنشین باتوں سے ہمیشہ لطف انداز ہوا کرتا تھا، وہ اس کے محل میں ایک چمکتا ہوا چراغ تھی، جس سے تاریکی میں اجالا ہو جاتا ہے۔ (حادثات الملوک)

ایک چالاک عورت کا واقعہ

ایک شخص نے ایک چالاک عورت سے شادی کر لی، عورت بڑی ہوشیار، چالاک اور کھانے پینے کی رسیا تھی ہر وقت کھاتی پیتی رہتی تھی، ایک دن اس کے ہاں ایک مہمان آ گیا، مہمان کی خاطر وہ شخص سیر بھر گوشت لایا اور بیوی سے کہا کہ مہمان کیلئے آج گوشت پکاؤ، عورت نے گوشت پکانے کے لئے ہنڈیا چولہے پر رکھی اور گوشت بھونتے ہوئے ایک ایک بوٹی نکال کر سارا گوشت چٹ کر گئی، خاوند گھر آیا، تو کہنے لگی وہ دیکھئے جو بلی آپ نے پال رکھی ہے کم بخت کس بھوکے پن سے بیٹھی ہے میں ہنڈیا میں مصالحہ بھون رہی تھی گوشت طاق میں رکھا ہوا تھا، بلی نے گوشت دیکھ لیا تو سارا گوشت وہ چٹ کر گئی، جائیے بازار سے گوشت اور لے آئیے۔

خاوند ساری بات سمجھ گیا اور بازار سے ترازو لے آیا، اس کے بعد بلی کو پکڑا ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا اور دوسرے پلڑے میں سیر کا باٹ رکھا، تولا تو بلی پوری ایک سیر نکلی گوشت بھی سیر بھر تھا اور بلی بھی سیر نکلی۔ خاوند نے بیوی سے کہا ادھر آ بے حیا اور مجھے

بتا کہ یہ سیر بھروزن اگر بلی کا ہے تو گوشت کہاں گیا؟ اور اگر یہ سیر بھروزن گوشت کا ہے تو بلی کہاں گئی؟

ایک عورت کا شادی کے لئے عجیب شرط لگانا

محمد بن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر پہنچی کہ ایک عورت جس کا نام حسنہ تھا اس نے دنیا کی نعمتوں کو چھوڑ دیا تھا اور عبادت میں مشغول ہوگئی تھی۔ دن کو روزے رکھتی اور رات کو قیام کرتی تھی۔ اس کے گھر میں کچھ بھی نہیں تھا۔ جب اس کو پیاس لگتی تو نہر کی طرف چلی جاتی اور اپنے ہاتھوں سے پانی پیتی۔ وہ بہت خوبصورت تھی۔ ایک عورت نے اس کو کہا کہ شادی کرلے۔ اس نے کہا، ٹھیک ہے کوئی ایسا زاہد آدمی لے آؤ جو مجھے دنیاوی معاملات میں پریشان نہ کرے، اور مجھے یقین ہے کہ تم ایسا آدمی نہیں پاسکوگی۔ خدا کی قسم میرے دل میں یہ ہے کہ میں دنیا کی عبادت نہیں کروں گی اور نہ مردوں کے ساتھ دنیا کے مزے اڑاؤں گی۔ اگر تو ایسا آدمی پائے جو خود بھی روئے اور مجھے بھی شوق دلائے تو صحیح۔ اگر ایسا مرد مل جائے تو اچھی بات ہے ورنہ سلام۔

(صفحات نیرات من حیاۃ السابقات)

ایک عوت کا اپنے شوہر سے عجیب کلام

ایک عورت نے جب اپنے شوہر کو پریشان دیکھا تو کہا، تجھے کس چیز کا غم ہے؟ اگر دنیا کا ہے تو اللہ تجھے اس سے فارغ کردے۔ اور اگر آخرت کا ہے تو اللہ اس کو زیادہ کردے۔ (روضۃ المحبین: ۴۵۰)

بیوی کی حکیمانہ بات سن کر شوہر گھر واپس آگیا

ایک عرب کے امیر نے جس کو ابوحمزہ رحمۃ اللہ علیہ کہا جاتا تھا، ایک عورت سے شادی کرلی۔ اس سے بچی پیدا ہوئی۔ اس کو امید تھی کہ بیٹا پیدا ہوگا۔ امیر نے ناراض

ہو کر اس کا گھر چھوڑ کر کسی اور گھر میں رہنا شروع کر دیا۔ بیٹا نہ ہونے کے غم میں ایک سال بعد وہ اس کے مکان سے گزرا تو اس کی بیوی اس کی بچی کو ادبی شعر پڑھا رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ ابوحمزہ رحمۃ اللہ علیہ کو کیا ہوا ہمارے پاس کیوں نہیں آتے۔ ہمارے قریب کسی اور گھر میں رہتے ہیں۔ اس بات پر غصہ ہے کہ مجھ سے بیٹا کیوں نہیں پیدا ہوا۔ خدا کی قسم یہ بات میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ ہمیں تو جو ملتا ہے اللہ کی طرف سے ملتا ہے۔ یہ سن کر ابوحمزہ رحمۃ اللہ علیہ صبح گھر آ گئے۔ ابوحمزہ کو اس کی عورت نے ایمان اور رضا کا سبق دیا۔ ابوحمزہ نے اپنی بیٹی اور بیوی کے سر پر بوسہ دیا اور اللہ کی تقسیم اور عطا پر راضی ہو گئے۔

(صفحات نیرات من حیاۃ السابقات)

عمران بن حطان کی بیوی کا جواب

ایک دن عمران بن حطان رحمۃ اللہ علیہ اپنی بیوی کے پاس آئے۔ عمران بڑے بدشکل اور چھوٹے قد والے تھے جب کہ آپ کی بیوی بہت ہی حسین تھیں۔ جب بیوی کی طرف دیکھتے تو ان کی آنکھ میں حسن اور بڑھ جاتا اور وہ اس پر نظر جما نہیں سکتے تھے۔ بیوی نے کہا، کیا حال ہے؟ جواب دیا، اللہ کی قسم تو بہت حسین ہے۔ اس عورت نے جواب دیا، خوشخبری ہے کہ میں اور آپ جنت میں ہونگے۔ عمران رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، تو نے یہ بات کیسے کہی؟ اس نے جواب دیا۔ آپ کو میری جیسی عورت ملی، آپ نے شکر کیا اور مجھے آپ جیسا مرد ملا تو میں نے صبر کیا۔ صابر اور شاکر دونوں کے لئے جنت کا وعدہ ہے۔ (صفحات نیرات من حیاۃ السابقات)

بعض عورتوں کا نہ بولنا اچھا ہوتا ہے

ایک لڑکی کی شادی ہوئی۔ ماں نے رخصتی کے وقت وصیت کی کہ ساس کے گھر میں جا کر مت بولنا۔ اب بہو تو بولتی نہیں۔ ساس نے کہا، بہو بولتی کیوں نہیں۔ اس نے کہا، میری ماں نے منع کر دیا تھا کہ ساس کے گھر میں مت بولنا۔ ساس نے کہا، ماں تیری بے وقوف ہے۔ کہا، بولوں؟ ساس نے کہا ضرور بول، کہا کہ میں یہ پوچھتی ہوں کہ اگر تمہارا

بیٹا مر گیا اور میں بیوہ ہوگئی تو مجھ کو یوں ہی بٹھائے رکھو گی یا کسی کے نکاح میں کردو گی۔ ساس نے کہا، تیری ماں نے سچ کہا تھا کہ تو خاموش رہے۔ (حضرت تھانوی کے پسندیدہ واقعات)

ایک عورت کی دوراندیش باتیں

محمد بن معین الغفاری سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین میرا شوہر دن کو روزے رکھتا ہے اور رات بھر نفلیں پڑھتا ہے اور مجھے اس کی شکایت کرنا بھی ناگوار ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تیرا شوہر بہت اچھا ہے۔ وہ عورت جب اپنی بات کو دہراتی تھی تو آپ بھی اپنا وہی جواب دہرا دیتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کعب الاسدی نے عرض کیا، اے امیر المؤمنین، یہ عورت شکایت کر رہی ہے کہ اس کے شوہر نے اسے ہمبستری سے چھوڑ رکھا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیونکہ تم نے ہی اس کا کلام سمجھا اب دونوں میں فیصلہ تم ہی کرو۔ کعب نے کہا کہ اس کے شوہر کو میرے پاس لایا جائے۔ جب وہ آگیا تو اس سے کہا، تیری زوجہ کو تجھ سے شکایت ہے۔ اس نے کہا، کھانے میں یا پینے میں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، تو عورت نے کہا (اور اس نے اشعار میں اپنا دعویٰ قاضی کے سامنے پیش کیا)

یا ایها القاضی الحکیم ارشده

الهی خلیلی عن فراش مسجده

”اے قاضی دانا اس کو ہدایت کیجئے میرے پیارے کو میرے بستر سے اس کی مسجد کے شوق نے غافل کر دیا“۔

زهده فی مضجعی تعبده

نهاره ولیله ما یرقده

”میری آرامگاہ سے کنارہ کش کر دیا اس کی عبادت نے جو دن میں اور رات میں اس کو آرام نہیں کرنے دیتی“۔

ولست فی امرا لنساء احمده

''اور میں عورتوں کے معاملے میں اس کی تعریف نہیں کرسکتی''۔

یہ سن کر اس کے شوہر نے کہا (یہ بطور جواب دعویٰ ہے)

''بے شک میں اس کے بستر سے یکسو رہا اور اس سے علیحدگی اختیار کی ہے (مگر میں معذور ہوں) کیونکہ میں ایسا شخص ہوں کہ مجھے بھلادیا ان احکام نے جو نازل ہوئے''

فی سورة النمل وفی السبع الطوال

وفی کتاب الله تخویف جلل

''سورہ نمل اور سبع طوال (سورہ بقرۃ سے سات سورتیں) میں اور کتاب اللہ میں (عذاب سے) جو عظیم الشان خوف دلایا ہے''۔

تو کعب نے کہا (انہوں نے بھی منظوم فیصلہ سنایا):

ان لها حقا علیک یا رجل

تصیبها فی اربع لمن عقل

''اے شخص تجھ پر اس کا حق ہے کہ صاحب عقل کے نزدیک تو اس سے چار دن میں ایک صحبت ہو۔

فاعطه ودع عنک العلل

''تو یہ حق اس کو دے اور حیلے بہانے چھوڑ''۔

پھر کہا، اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے تیرے لئے دو دو تین تین چار چار عورتوں کو اس لئے تیرے لئے تین دن اور تین رات ہیں جن میں تو اپنے رب کی عبادت کرتا رہے اور اس عورت کے لئے ایک دن اور ایک رات ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، واللہ میں نہ سمجھ سکا کہ تمہاری ان دونوں باتوں میں سے کون سی عجیب ہے (ز. عورت کے اشارات سے) زوجین کے اختلاف کو سمجھ جانا یا فیصلہ جو تم نے ان دونوں کے درمیان (کتاب اللہ سے استنباط کر کے) نافذ کیا۔ جاؤ میں تمہیں بصرے کے لئے عہدہ قضا دیتا ہوں۔ (لطائف علمیہ ص:۳۰۷)

عورت کی ذہایت اور قاضی کا لا جواب ہونا

ایک دفعہ ابن عبدالسلام الہاشمی نے بصرہ میں اپنا محل بنانا شروع کیا۔ اس محل کی جگہ کے بالکل ساتھ ایک بڑھیا کا چھوٹا سا گھر تھا۔ جب محل کی تعمیر کے لئے پیمائش وغیرہ کی گئی تو اس کو کوئی سمت بھی ٹھیک نہ بنتی تھی جب تک کہ اس بڑھیا کے گھر کو اس کے اندر شامل نہ کیا جاتا۔ بڑھیا کو جگہ خریدنے کے لئے اس سے بات کی گئی تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ باوجود اس کے کہ اس کو کئی گنا زیادہ رقم کا لالچ دیا گیا لیکن وہ بیچنے سے انکاری رہی۔ عاجز آ کر ہاشمی نے اس کی شکایت قاضی ابو حامد خراسانی سے کی۔ قاضی صاحب نے کہا کہ یہ تو آسان بات ہے، میں ایک ایسی ترکیب کروں گا کہ وہ بیچنے پر مجبور ہو جائے گی۔ حتی کہ وہ خود آپ سے کہے گی کہ آپ صرف اصلی قیمت پر خریدیں۔

چنانچہ قاضی صاحب نے عورت کو بلایا اور کہا کہ اے عورت! تیرے گھر کی قیمت اس سے کہیں کم ہے جو تجھے پیش کی گئی ہے اگر تو اسے قبول نہ کرے گی تو پھر میں تجھ پر ''حجر'' کا حکم لاگو کروں گا۔ اور تو اپنا مال فروخت نہ کر سکے گی۔ (حجر کا حکم اس بندے پر نافذ ہوتا ہے جس کو قاضی اس کی دیوانگی کی وجہ سے سمجھتا ہو کہ یہ مال کو ضائع کر دے گا اور اس کے ورثا اس کے حق سے محروم ہو جائیں گے) اس عورت نے کہا قاضی صاحب میں آپ پر قربان، آپ حجر کا حکم اس شخص پر کیوں نافذ نہیں کرتے جو ایک درہم کی چیز پر دس درہم دینا چاہتے ہیں؟ اور بہت اچھا اگر مجھ پر حجر کا حکم لگاتے ہیں تو میں نے اپنا حق چھوڑا اب مجھے تو اس کے بیچنے کا اختیار ہی باقی نہ رہا اب کوئی اس کو مجھ سے کیسے خرید سکتا ہے۔ قاضی اس کی بات سن کر لا جواب ہو کر رہ گیا۔

قاضی کی اصلاح میں ایک عورت کی ذہایت

ابن جوزی کہتے ہیں کہ کسی حنفی قاضی کا طریقہ تھا کہ جب اس کو گواہوں پر شک ہوتا تو ان کو جدا جدا کر کے گواہی لیتا تھا۔ ایک دفعہ اس کے پاس ایک مقدمہ آیا جس میں دو

عورتوں کی گواہی تھی۔ جب قاضی ان سے گواہی لینے لگا تو اپنے طریقہ کے مطابق ان کو جدا کرنے لگا۔ اس پر ایک عورت نے کہا، جناب آپ غلطی فرما رہے ہیں۔ پوچھا کیسے؟ کہا اللہ کا فرمان ہے **ان تضل احداھما فتذکر احداھما الاخری** (اگر ایک بھول جائے ان میں سے ایک دوسری کو یاد دلائے) اور جب آپ علیحدہ کر دیں گے تو یہ مطلب کہاں حاصل ہوگا؟ قاضی نے جب یہ بات سنی تو ایسا کرنے سے رک گیا۔

عورت کی عقلمندی

اصمعی فرماتے ہیں کہ ہم کو علی بن قاسم قاضی نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے ایک واقعہ سنا ہے کہ موسیٰ بن اسحٰق ایک قاضی وقت تھا اور وہ کبھی مسکراتا نہ تھا۔ ایک عورت نے کہا کہ میں اس کو ہنسا سکتی ہوں۔ لوگ حیران ہوئے اور کہا کہ یہ بڑا مشکل کام ہے، قاضی کبھی ہنسا نہیں۔ عورت نے کہا میرے پاس بھی ایک گر ہے جس کی وجہ سے قاضی کو ہنسنے کے سوا چارہ نہیں ہوگا۔ لوگوں نے کہا اچھا قاضی کو ہنسا کر دکھاؤ۔ وہ عورت قاضی کے سامنے آئی اور اس کو کہا، اے قاضی! آپ کو دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ پوچھا کیوں؟ کہا، اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے **لایقضی القاضی بین اثنین وھو غضبان** (کہ قاضی دو آدمیوں کے درمیان غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرے) قاضی یہ سن کر مسکرا دیا۔

ایک بوڑی عورت کی ذہانت

حجاج بن یوسف اپنے وقت کا سخت گیر حاکم تھا۔ لوگ اس سے ڈرتے تھے۔ اس نے ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت کے بیٹے کو سزا دی۔ اس بوڑھی عورت نے آ کر حجاج کو سخت سست کہا کہ اے حجاج! تم ظلم کرنا چھوڑ دو، نہیں تو اللہ تعالیٰ تمہیں ایسا مٹائیں گے جیسے اس نے قرآن مجید کے پہلے پندرہ پاروں میں کلا کا لفظ اڑا دیا ہے۔ حجاج بھی حافظ قرآن تھا، قرآن کا قاری تھا بلکہ مقری تھا۔ جب اس نے قرآن پر نظر ڈالی تو پہلے پندرہ

پاروں میں اسے کہیں کــلا کا لفظ نظر نہ آیا۔ کہنے لگا، واقعی تم نے بات تو سچ کہی ہے، اگر کہیں کــلا کا لفظ ہوتا تو میں تمہیں بھی سزا دلواتا۔ سوچنے کی بات ہے کہ اس وقت کی بوڑھی عورتیں اپنی روزمرہ کی گفتگو میں کیسے کیسے علمی نکات بیان کیا کرتی تھیں۔

ایک باندی کی حاضر جوابی

عطار ماجن کے سامنے ایک باندی کھڑی ہوئی۔ شکل کی ذرا بد صورت تھی۔ عطار کی رگ ظرافت پھڑکی اور اس پر چوٹ کرنے کے لئے اس نے قرآن پاک کی آیت پڑھی واذالوحوش حشرت یعنی جب وحشی جانور اکٹھے ہو جائیں گے۔ باندی بھی حاضر جواب تھی، اس نے جواباً آیت پڑھ دی وضرب لنا مثلاونسی خلقه یعنی ہمارے لئے تو مثال دیتا ہے اور اپنی خلقت کو بھول گیا۔

حسین کنایہ

قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک معروف صحابی ہیں اور ایک عرصہ تک مصر کے گورنر رہے۔ ایک مرتبہ ایک عورت ان کے پاس آئی اور کہا میں آپ سے اپنے گھر کے چوہوں کی کمی کی شکایت کرتی ہوں (یعنی گھر میں کھانا نہیں ہے یہاں تک کہ مایوس ہو کر چوہے بھی وہاں سے چلے گئے ہیں)۔ قیس نے فرمایا اس عورت نے کس قدر اچھا کنایہ (اشارۂ کلام) کیا ہے۔ لہٰذا اس کے گھر کو گندم، گوشت اور گھی سے بھر دو۔

حفصہ بنت سیرین کا حافظہ (ہمشیرہ محمد بن سیرین)

ام ہذیل کنیت تھیں، فقیہہ انصاریہ تھیں، آپ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذہین شاگردہ تھیں۔ آپ نے ان کے اخلاق و معارف سے بہت فائدہ اٹھایا۔ عبادت فقاہت اور قرأت میں بلند مقام پایا حتیٰ کہ ان کو سیدات تابعیات میں شمار کیا جاتا ہے۔

ایاس بن معاویہ کہتے تھے کہ میں نے کوئی بھی ایسا آدمی نہیں پایا جس کو حفصہ بنت سیرین پر فضیلت دے سکوں۔ بارہ سال کی عمر میں قرآن شریف کی حافظہ ہوگئی تھیں۔ لوگوں نے ایاس سے کہا، کیا حسن بصری اور ابن سیرین بھی حفصہ سے کم تر ہیں؟ کہنے لگے، ہاں! میرے خیال کے مطابق تو ان حضرات کو بھی حفصہ پر فضیلت حاصل نہیں ہے۔

موصوفہ کے بھائی محمد بن سیرین کو جب قرآن میں کوئی مشکل پیش آتی تو کہتے جاؤ حفصہ سے پوچھو کہ وہ اس لفظ کو کس طرح پڑھتی ہیں (اور پھر اسی کے مطابق عمل کرو) حفصہ اپنے دل کو ہمہ وقت اللہ سے لگائے رکھتیں اور کثرت سے قرآن پاک کی تلاوت کرتی تھیں۔ ہر رات میں آدھا قرآن پاک ضرور ختم کرتی تھیں اور یہ معمول آخر زندگی تک رہا۔ مہدی بن میمون کہتے ہیں کہ حفصہ برابر تیس سال تک اپنے گھر کے اندر بنی ہوئی چھوٹی مسجد میں رہیں۔ وہاں سے صرف قیلولہ کے لئے یا قضاء حاجت کے لئے باہر نکلتی تھیں۔

سلمیٰ ام الخیر بنت حضرت محقق ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

خود حضرت محقق رحمۃ اللہ علیہ طبقات القراء صغریٰ میں اپنی لختِ جگر کا یوں تعارف کراتے ہیں۔

> ''سلمیٰ جو میری بیٹی ہیں انہوں نے ۸۱۳ھ میں حفظ قرآن شروع کیا پھر مقدمہ جزریہ اور مقدمۃ النحو حفظ کر کے مجھے سنایا۔ اس کے بعد طیبۃ النشر حفظ کر کے اس کے مطابق مجھے قرأت عشرہ حفظاً سنائیں۔ حتیٰ کہ ۱۲ ربیع الاول ۸۳۲ھ میں اس کی تکمیل کر لی۔ تلاوت اتنی صحیح اور معیاری کہ کیا مجال کہ کوئی اختلاف بھی چھوٹ جائے''

دسوں قرأتوں میں اس قدر کمال و مہارت اور یادداشت حاصل کی کہ عزیزہ کے وقت میں کوئی شخص بھی اس میں اس کا مثیل اور ہم پلہ نہ تھا۔

علم اشعار اور عربیت بھی سیکھی، خطاطی میں بھی کمال حاصل کیا۔ عربی اور فارسی نظم پر بھی قادرۃ الکلام تھیں، مجھ سے حدیث بھی پڑھی اور علم حدیث میں بھی ید طولیٰ حاصل کیا۔ بفضلہٖ تعالیٰ روز افزوں رو بترقی ہیں''۔

فاطمہ بنت محمد بن یوسف دیروطی کا حافظہ

ان کے والد ابن الصائغ کے نام سے مشہور تھے۔ موصوفہ عالمہ، فاضلہ تھیں۔ اولاً قرآن کریم حفظ کیا پھر شاطبیہ وغیرہ کئی کتب حفظ کیں۔ اپنے والد سے اولاً افراداً پھر جمعاً قرأت کی مشق کی۔ اس کے بعد ان کے والد انہیں قاہرہ لے گئے جہاں موصوفہ نے شہاب سکندری اور زین جعفر سے قرأتیں پڑھ کر مزید پختگی اور کمال حاصل کیا۔ حتیٰ کہ فن قرأت کی خوب ماہرہ اور فاضلہ بن گئیں۔

شاطبیہ خوب مستحضر اور نوک زبان تھی۔ اس کے مطالب کو بھی خوب اچھے طریقے سے سمجھتی تھیں بلکہ کئی جگہ اپنی طرف سے نئے نئے عمدہ فوائد اور مباحث بھی بتایا کرتی تھیں۔

مردوں اور عورتوں کی ایک معتد بہ جماعت نے موصوفہ سے استفادہ کیا۔ جن خواتین نے ان سے قرأتیں پڑھیں انہیں میں سے بیرم بنت احمد بن محمد دیروطیہ مالکیہ بھی تھیں جو بہت مشہور ہوئیں۔

مادرزاد حافظہ لڑکی

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی فرماتے ہیں ایک واقعہ میرا خود دیکھا ہوا ہے جس زمانہ میں میرا قیام مدرسہ راندیر یہ رنگون میں تھا تو ہندوستان سے ایک شخص رنگون آیا اس کے ساتھ لڑکی بھی تھی جس کی عمر چار سال سے زیادہ نہ تھی اس نے کہا یہ لڑکی حافظِ قرآن ہے اور بغیر پڑھے پڑھائے پیدائشی حافظہ ہے آپ جہاں سے چاہیں۔ ایک آیت اس کے سامنے پڑھ دیں۔ یہ اس سے آگے دس بارہ آیتیں پڑھ دے گی چنانچہ رنگون میں

بہت مقامات پر اس کا امتحان لیا گیا تو جیسا کہ تھا ویسا ہی دیکھا گیا۔ رنگون کے لوگوں نے اس لڑکی کو بہت انعام دیا اس کے باپ کی آمدنی اسی لڑکی کے اس کمال ہی سے تھی میں نے اس سے کہا اس کو آمدنی کا ذریعہ مت بناؤ مجھے اندیشہ ہے کہ اس طرح یہ لڑکی زیادہ نہ جئے گی۔ چنانچہ میرا خیال صحیح نکلا، اگلے سال میں نے سن لیا کہ اس بچی کا انتقال ہو گیا ہے۔ (فضائل حفاظ القرآن)

قاموس کی حافظہ خاتون

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں افریقہ میں لوگ پانی نہیں پیتے، صرف مواشی کے دودھ پر اکتفا کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کے حافظے بڑے تیز ہوتے ہیں، کیونکہ دماغ میں رطوبت کم ہوتی ہیں جس کی رطوبت زیادہ ہوگی اس کا حافظہ کمزور ہوگا۔

حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں افریقہ سے ایک قافلہ آیا جس میں ایک عورت (لغت کی مشہور اور ضخیم کتاب) قاموس کو یاد (حفظ) سے پڑھ رہی تھی، مجمع المتون اولا ان کو یاد کرایا جاتا ہے۔ (تقریر ترمذی مع شمائل نبوی ص ۱۳۳)

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

چھٹا باب

قوتِ حافظہ کے لئے مجرّب ترکیبات

اور

کچھ قیمتی ارشادات

حافظہ کی تعریف

حافظے کی تعریف کیا ہے؟ اس سوال کا جواب بہت سادہ ہے، انسان جو کچھ بھی دیکھتا، سنتا اور محسوس کرتا ہے اس کا اثر ونقش اس کے دماغ پر ثبت ہو جاتا ہے، اس اثر ونقش کی تجدید کرنے والی قوت کا نام ہی ''حافظہ'' ہے۔ (آداب زندگی ص:۱۶۲)

نفسیات کے ماہرین نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے کہ: کسی چیز کو سیکھنے کی اہلیت، اس کو یاد رکھنے کی صلاحیت اور پھر موقع ومحل کے مطابق اس کو استعمال کرنے کی قدرت کا نام ''حافظہ'' ہے۔ (ڈاکٹر عزیز حسن اشرف، روزنامہ جنگ ۲۴ ستمبر ۱۹۸۶ء ص: ۱۲ میگزین)

اچھے حافظہ کے لئے پہلی بنیادی شرط، جسمانی صحت ہے۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے حافظہ کو اچھے طریقہ کے ماتحت رکھے، اسے اپنی قوت ارادی میں اضافہ کرنا ہوگا، اور قوت ارادی کا قیام تندرستی کے بغیر محال ہے، اگر دماغ کی طرف صحت مند خون سرگرمی کے ساتھ دورہ کرے گا، تو حافظے پر یقیناً بہتر اثر پڑے گا، لہٰذا ہر اس شخص کے لئے جو اپنے حافظے کو بہتر بنانا چاہتا ہے، اس پر لازم ہے کہ قوانینِ صحت کی طرف پوری پوری توجہ کرے، کھانا خوب چبا چبا کر کھائے، شرعی قوانین کے ماتحت سیر وتفریح کا عادی رہے، محنت اور مشقت کو اپنی زندگی کا دستور بنائے، زکام اور بے خوابی وغیرہ سے حتی الوسع بچتا رہے، تمام نشہ آور چیزوں سے بالعموم اور شراب نوشی سے بالخصوص پرہیز کرے۔

قوتِ حافظہ اور اس کی ضرورت

قوتِ حافظہ کی تیزی نسیان کی جڑ کاٹ دیتی ہے، حافظہ اس قوتِ ذہنی کا نام ہے کہ جس سے ہم ان تمام خیالات اور واقعات کو، جو ہمیں حواس ظاہری وباطنی سے معلوم ہوں، یاد رکھ سکیں۔

یہ وہ قوت ہے کہ جس کی بدولت انسان کو درحقیقت دیگر تمام حیوانات پر شرف

حاصل ہے کیونکہ انسان تو اپنی گزشتہ زندگی کی غلطیوں اور بد کرداریوں کے نتائج کو اس قوت کی مدد سے اپنی آنکھوں کے سامنے لاکر اقدام مابعد سے پرہیز کرتا ہے اور آئندہ کی اصلاح وترقی کے لائق بن سکتا ہے جبکہ حیوانات اس سے خاطر خواہ بہرہ ور نہ ہونے کی وجہ سے کوئی دماغی ذخیرہ جمع نہیں کر سکتے، اسی وجہ سے اپنے سامان دنیوی میں کئی قسم کی اصلاح وترقی کرنے سے معذور ہیں، جتنی ترقی کہ ہم آج کل میدان علم وہنر میں دیکھ رہے ہیں وہ سب اسی کی طفیل ہے، شاہ سے گدا، اور بچے سے بوڑھے تک اسی کے فیض کے محتاج ہیں۔ انسان ابھی ننھا سا ہی ہوتا ہے کہ اس طاقت سے مستفید ہونے لگتا ہے، شروع ہی سے ماں باپ کی شکل وشباہت کو یادرکھنے سے ان کو پہچان لیتا ہے، اور تقلید کے عالمگیر قانون کے مطابق زبان مادری اور عام خیالات کا ذخیرہ اسی قوت کی امداد سے جمع کرتا رہتا ہے، اس قوت کے بغیر سچ پوچھو تو انسان کسی کام کا نہ ہوتا، پڑھنا لکھنا اور بولنا ناممکن ہوتا، دیکھا اور سنا ہوا سب کچھ فراموش ہو جاتا، تمام مشاہدے اور تجربے نہ ہونے کے برابر ہوتے۔

حافظہ اور اس کی اقسام

زمانہ گزشتہ کے فلاسفرز اور حکماء کا خیال تھا کہ حافظہ صرف ایک ہی طاقت ہے، مگر حال کی تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ اس کی بہت سی اقسام ہیں۔ کیونکہ ''یاد رکھنا'' اگر ایک قوت کا کام ہوتا تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ کسی چیز کی رنگت، جسامت، شکل اور حالت، ہر ایک امر یادرکھنے کے لئے ایک شخص میں ایک ہی سی قابلیت ہوتی، مگر ایسا ہرگز نہیں ہوتا، کیونکہ بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں جو صرف واقعات ہی کو یادرکھ سکتے ہیں، ان کے محل وقوع، وقت اور دیگر متعلقات انہیں بالکل یاد نہیں رہتے، برخلاف اس کے جو ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو چیزوں کے پتہ وجائے وقوع تو بآسانی یادرکھ سکتے ہیں مگر ان دیگر امور متعلقات کو بالکل بھول جاتے ہیں، اس سے صاف ثابت ہوا کہ یادرکھنے والی مختلف طاقتیں ہیں جن کو حفاظ کہا جاسکتا ہے۔

عالمانِ علم دماغ نے حافظہ کی بہت سی اقسام مقرر کی ہیں، جن میں سے عام مشہور یہ ہیں:

(۱)......قوتِ تشخیص:

یعنی ایک چیز کو دوسری چیزوں سے علیحدہ کرنے اور اس کو شناخت کرنے کی طاقت۔

(۲)......تصور:

کسی چیز کی شکل وصورت ذہن میں لانے اور علیحدہ علیحدہ قائم رکھنے کی طاقت۔ یہ قوت شاعروں، مصوروں اور فلاسفرز میں خوب تیز ہوتی ہے۔

(۳)......تجسّم:

یعنی اشیاء کے طول وعرض وجسامت وغیرہ یاد رکھنے کی طاقت۔

علاوہ ازیں چند اور قوتیں بھی ہیں جن کی امداد سے ہم زبان، مکان، زمان، رنگت، آواز اور وجوہات وغیرہ تمام واقعات یاد رکھ سکتے ہیں، ان میں سے ہر ایک قوت علیحدہ علیحدہ اپنا اپنا کام کرتی ہے، اس کو ''جذب'' یعنی ''ملاحظہ'' کر لیتی ہے، اس تحقیق کو مختصر پیش کیا گیا ہے، مزید تحقیق فن طب میں ملاحظہ کیجئے۔

میلانِ طبع

ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنے میلانِ طبع کا اچھی طرح مطالعہ کر کے، صرف وہ موضوع اور پیشہ اختیار کرے، جو اس کی ذہنی تسکین کا باعث ہو، لیکن اگر کسی شخص نے کوئی ایسا موضوع یا پیشہ اختیار کر لیا ہے جو اس کے میلانِ طبع کے خلاف ہے، تو اس نے نہ صرف اپنی شخصیت کے ساتھ انصاف نہیں کیا، بلکہ اپنے حافظہ کے ساتھ بھی ظلم کیا، وہ ہر روز بھولے گا، ہر روز غلطیاں کرے گا، اور ان غلطیوں کو بار بار دہرائے گا، یہاں تک کہ اسے یہ وہم ہو جائے گا کہ وہ نسیان کا مریض ہے۔ حالانکہ فی الحقیقت اس کا حافظہ

کمزور نہیں، وہ صرف غلط موضوع اور غلط پیشہ یا غلط کام کرنے کا جرمانہ ادا کر رہا ہے۔

غور و فکر کرنا

کسی چیز یا واقعہ کو، حافظے میں لانے کے لئے اس کے مختلف پہلوؤں پر غور و فکر کرنا اور تحریراً یا ذہن سے اس کا اعادہ یا تکرار ضروری ہے۔

غرضیکہ غور و فکر کی عادت بھی حافظہ کی سچی مددگار ہے، کسی کام میں سوچ سمجھ کر ہاتھ ڈالنا، کام کے دوران غور و فکر سے کام لینا، اور کام ختم کر چکنے کے بعد اس پر تنقیدی نظر ڈالنا، نہ صرف حافظہ کے اعتماد بلکہ فنی قابلیت میں بھی اضافہ کرے گا۔ اسی طرح اچھے حافظہ کے حصول کے لئے اعادے یا تکرار کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، لیکن کسی چیز کو طوطے کی طرح رٹنا، کوئی معنی نہیں رکھتا۔ مفہوم کی طرف توجہ ہونی چاہیے۔ تاہم دل ہی دل میں رٹنے کے بجائے با آواز بلند رٹنا بہتر ہے، یہ عمل صبح و شام سیر کے دوران یا مطالعہ کے کمرے میں یکسوئی کے ساتھ انجام دینا چاہیے۔

قوتِ مشاہدہ بھی حافظہ کے لئے ضروری ہے

قوتِ مشاہدہ بھی حافظہ کے لئے ضروری ہے، بہت کم لوگ اس قوت کے مکمل اور صحیح استعمال سے واقف ہیں، ایک شخص کے گھر میں برسوں ایک گائے بندھی رہتی ہے، گائے کا ایک سینگ چھوٹا ہے اور ایک بڑا، لیکن وہ نہیں بتا سکتا کہ دایاں چھوٹا ہے یا بایاں، یہ دماغ کا ضعف نہیں بلکہ مشاہدہ کی کمزوری ہے۔ جن واقعات یا جن اشیاء سے ہمارا واسطہ پڑتا ہے انہیں ہم آنکھیں کھول کر نہیں دیکھتے، دماغ پر گہرے نقوش کے لئے گہرے مشاہدے کی ضرورت ہے۔ اکثر لوگوں کے ہاتھ یا قلم تو واقعی کام میں مصروف ہوتے ہیں لیکن ان کی قوتِ فکریہ و مشاہدہ کہیں دور دور پرواز کر رہی ہوتی ہے۔ مشاہدہ کے بغیر کام کرنے کی عادت آہستہ آہستہ ان کی ساری زندگی پر حاوی ہو جاتی ہے۔

توجہ بھی حافظہ کا جز ہے

توجہ بھی حافظہ کا ایک اہم جز ہے، کیا وجہ ہے کہ بعض طالب علم بہت کم محنت کرنے کے باوجود اپنے ساتھیوں سے، جو شبانہ روز دماغ سوزی کرتے ہیں، کیوں سبقت لے جاتے ہیں؟ اس لئے کہ جب استاد جماعت میں لیکچر دے رہا ہوتا ہے، تو وہ اس کے ایک ایک لفظ کو توجہ اور غور سے سنتے ہیں، جو بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی وہ دوبارہ پوچھ لیتے ہیں اس طرح انہیں سارا سبق اچھی طرح ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے برخلاف وہ طالب علم جو لیکچر کے دوران بے خیالی سے بیٹھے رہتے ہیں انہیں اپنی بے توجہی کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ پچھتر ۷۵ فیصدی حافظہ، صرف توجہ کا دوسرا نام ہے۔

باترتیب زندگی بھی قوتِ حافظہ میں مددگار ہے

ایک باقاعدہ اور باترتیب طرزِ زندگی بھی حافظہ کی اصلاح وترقی میں بہت مدد دے سکتی ہے، خانہ داری کا سب سے اچھا اصول یہ ہے کہ سب چیزیں اپنے اپنے مقررہ ٹھکانوں پر اس ترتیب سے رکھی جائیں کہ ضرورت کے وقت ایک منٹ بھی تلاش وجستجو میں ضائع نہ کرنا پڑے۔ جو چیز جس جگہ سے اٹھائی جائے، استعمال کرنے کے بعد وہیں رکھ دی جائے۔ جو لوگ باورچی خانے کی چیز اٹھا کر کتابوں کی الماری میں رکھ دیتے ہیں وہ جان بوجھ کر اپنے حافظے کو پریشان کرتے ہیں۔

قوتِ حافظہ کے لئے فکر وتشویش سے کنارہ کشی کیجئے

اچھے حافظے کے خواہشمند حضرات کو فکر تشویش کی غلامی ہرگز قبول نہیں کرنی چاہیے۔ ماضی کی مصیبتیں اور غلطیاں، ماضی کے ساتھ رخصت ہو گئیں، انہیں یاد کر کے اپنے دماغ کو کیوں نڈھال کیا جائے؟ مستقبل بعید کی فکر ماضی کے پچھتاوے سے بھی زیادہ فضول ہے۔ اور ہمارا حافظہ صرف ان ہی یادداشتوں جو عملاً ہماری زندگی میں مفید

ثابت ہوں، ہماری ترقی اور کامیابی کی ضامن ہوں۔

بہتر یہ ہے کہ کوئی فضول بحث نہ کی جائے، کوئی لغو بات نہ سنی جائے، کوئی مہمل کتاب نہ پڑھی جائے، اور نہ ہی کوئی غیر ضروری بات یاد رکھنے کی کوشش کی جائے، اور نہ ہی جان بوجھ کر صدمے کو ہر وقت تازہ رکھنے کی کوشش کی جائے، اور رنج وصدمہ کی حالت میں تنہا نہیں رہنا چاہیے، زیادہ وقت بزرگانِ دین اور مخلص دوستوں کی صحبت میں گزارا جائے، بیکاری اور بیماری کا آپس میں گہرا رشتہ ہے۔

غرض اپنے اپنے حالات کے مطابق ہر اس تجویز پر عمل کیا جائے، جس سے پریشانیوں سے نجات ملے۔ پریشان آدمی کا حافظہ کبھی قابل اعتماد نہیں ہوسکتا، اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ بھولنا بھی ایک فن ہے، جو شخص قابل فراموش باتوں کو فراموش نہیں کرسکتا وہ اپنے حافظہ کی تعمیری صلاحیتوں کے ساتھ ناانصافی کرتا ہے۔

اس حقیقت میں کوئی مبالغہ نہیں کہ تمام وہ لوگ، جنہوں نے زندگی اور انسانیت کی کوئی نمایاں خدمت سرانجام دی ہیں وہ دوسری خوبیوں کے علاوہ اچھے حافظہ سے بھی بہرہ مند تھے، اگر ہم ان کی راہ چلنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے حافظہ کی تربیت سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔ (آدابِ زندگی ص:۱۵۸ تا ۱۷۰)

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ قدرتی ذہانت ایک خاص عمر تک تو رہی، مگر کسی جسمانی بیماری، جسمانی چوٹ یا ذہنی پریشانی یا جذباتی صدمے اور کسی جسمانی صدمے کی وجہ سے ذہانت متاثر ہوگئی، وہ بیماری کہلائے گی اور اس کا علاج ممکن ہوتا ہے۔

بچپن کی بے احتیاطی

بچوں کی پرورش میں بعض اوقات والدین بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں، ان کے جا و بے جا ضدیں پوری کرتے ہیں، لاڈ پیار میں ان کی عادتیں بگاڑ دیتے ہیں، نتیجہ کے طور پر بچے غیر متوازن غذا اور مخربِ صحت عادات کی وجہ سے متوازن شخصیت کے طور پر پروان نہیں چڑھتے، دیکھا گیا ہے کہ بعض بچے جسمانی طور پر خوب تندرست ہوتے ہیں،

مگر دماغی طور سے اپنی عمر سے کم ہوتے ہیں، یعنی ان کے دماغ کی نشو ونما درست نہیں ہوتی، جسم بڑھتا جاتا ہے، دماغ نہیں بڑھتا، ایسے بچوں کا بھی علاج ممکن ہے، اوران کے علاج کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

وراثتی بیماریاں

ڈاکٹر عزیز حسن اشرف لکھتے ہیں کہ:

ایسے بچے جن میں (وراثتی بیماریوں کے) اثرات شدید ہوں، دماغی طور سے نہ تو متوازی ہوتے ہیں، نہ ان کے دماغ کی نشو ونما درست ہوتی ہے، ایسے بچوں کا بھی علاج ممکن ہے۔ نیز ڈاکٹر موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ کمزور حافظہ کے لئے تقریباً ایک سو ساٹھ دوائیں ہیں، ان سب کی تفصیل لکھنی شروع کی جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے، اس لئے اگر کوئی حافظہ کے کسی عارضے میں مبتلا ہوجائے تو کسی معالج سے رجوع کرے۔ (حوالہ بالا یکم اکتوبر ۱۹۸۶ء ص:۱۵)

بھول اور حافظہ کا ''برہمی بوٹی'' سے علاج

''برہمی بوٹی'' یادداشت بڑھانے میں نہایت مفید ہے، طالب علم اس سے قیمتی فائدے حاصل کرسکتے ہیں، اس بوٹی کا دوسرا نام سرسوتی ہے۔ ندی، نالوں اور تالابوں کے کنارے اور مرطوب مقامات پر پیدا ہوتی ہے، تین ہزار فٹ کی بلندی پر جو برہمی ملتی ہے وہ تاثیر کے لحاظ سے اچھی ہوتی ہے، اس کے پتے پیسے کی طرح گول اور پتلی شاخوں پر لگے رہتے ہیں۔ ''برہمی بوٹی'' کے پودے آٹھ نو انچ ہوتے ہیں، ''برہمی'' کا مزا ''گاجر'' کے پتوں کی طرح کسیلا ہوتا ہے۔

جہاں تک ممکن ہو تازہ برہمی کام میں لانا چاہئے، اس میں چند کیمیاوی اجزا ہوتے ہیں، ''برہمی بوٹی'' کی تاثیر دوسرے درجہ میں گرم خشک ہوتی ہے، دماغ اور یادداشت کو طاقت دیتی ہے، خون کو صاف کرتی ہے۔

تازہ برہمی ۱۲ گرام کی مقدار میں، ایک گرام کالی مرچ کے ساتھ پیس کر پینا چاہیے، یہ خوراک بڑوں کے لئے ہے، بچوں کے لئے مقدار کم کر لینی چاہیے۔ تازہ برہمی نہ ملے تو خشک بوٹی کا سفوف کر کے، گائے کے دودھ کے ساتھ کھالینا چاہئے، اس کی گولیاں بھی بنائی جاسکتی ہیں، اور شہد میں ملا کر معجون بھی تیار کی جاتی ہے۔

بھول اور حافظہ کی کمزوری میں ''برہمی'' کو بہت مفید خیال کیا جاتا ہے، بالوں میں سیاہی پیدا کرتی ہے، پھوڑے پھنسی کو بھی فائدہ دیتی ہے، کھانسی اور نزلہ میں اس کا استعمال فائدہ سے خالی نہیں، تازہ برہمی ۹ سے ۱۲ گرام تک استعمال کی جاسکتی ہے، سوکھی ہوئی بوٹی ۳ سے ۵ گرام تک کی مقدار میں کھائی جاسکتی ہے۔

جن بچوں کی یادداشت کمزور ہو، سبق یاد نہ ہوتا ہو، یا باتیں بھول جاتے ہوں ،انہیں برہمی بوٹی کا استعمال کرنا چاہئے۔ یہ بات یاد رکھئے کہ اچھے حافظہ کے بغیر کوئی بچہ تعلیم کے اونچے درجے تک نہیں پہنچ سکتا۔ اعلیٰ علمی مرتبہ حاصل کرنے کے لئے قوتِ حافظہ بہت ضروری ہے،''برہمی'' حافظہ میں تیزی اور طاقت پیدا کرنے میں نہایت قیمتی فوائد کی حامل ہے۔ (ہمدرد نونہال اکتوبر ۱۹۸۵ء ص:۲۳ کوثر چاند پوری)

قوتِ حافظہ کی تربیت

جرمن ماہر نفسیات پروفیسر فرانزی وائزٹ، قوت حافظہ کی تربیت کے سلسلہ میں ایک مضمون بعنوان ''یادداشت کی صلاحیت کیسے بڑھائی جائے؟'' کے آخر میں بطور خلاصہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ''نوجوانوں میں قوتِ حافظہ کی تربیت اور تقویت مختصر عرصہ میں کسی جادو کے طریقہ پر پیدا نہیں کی جاسکتی، بلکہ ایک طویل مدت تک مستقل طریقہ پر مشق کرنی پڑتی ہے، تاکہ مطلوبہ نتائج حاصل ہوسکیں، اس کے ضمن میں یہ اصول بڑے کارآمد ثابت ہوسکتے ہیں:

۱)...... متواتر مطالعہ کرنا۔

۲)...... سوچ سمجھ کر پڑھنا۔

۳)...... پورے اعتماد سے سیکھنا یا پڑھنا۔

(روزنامہ جنگ جمعہ ایڈیشن ۲۰، جنوری ۱۹۸۴ء ص:۱۷)

قوتِ حافظہ کے لئے طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے چند حوالے

جس شخص کا قرآن پاک حفظ کرنے کا ارادہ ہو تو اس کو چاہئے کہ "شہد" بکثرت استعمال کرے۔

قیلولہ کرنے سے دماغ قوی ہوتا ہے، اور عقل تیز ہوتی ہے، آبِ زمزم بہ نیت قوتِ حافظہ پینے سے حافظہ تیز ہو جاتا ہے۔ (طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ص: ۳۵۔۳۷)

لہسن کا استعمال "نسیان" کو ختم کرتا ہے، جامع کبیر میں لکھا ہے کہ "کرفس" (اجوائن) کھایا کرو، یہ عقل کو بڑھاتی ہے اور ذہن کو تیز کرتی ہے۔

(طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ص: ۳۳)

علاج

اصل سبب معلوم کر کے اس کو مستقل مزاجی سے دور کرنے کی کوشش کریں۔ صبح وشام باغات اور سبزہ زار کی سیر کریں، طبیعت کو خوش وخرم رکھیں، رنج وغم سے آزاد رہیں، عطریات استعمال کریں، خوشبودار پھولوں کو سونگھیں، ہضم کی اصلاح کرنے والی، خون پیدا کرنے والی اور دماغ کو قوت دینے والی تدابیر اختیار کریں، مقوی غذائیں کھائیں، کم از کم نیند پوری کیجئے، یہ ساری باتیں قوتِ حافظہ کا باعث ہیں۔

(حاذق ص: ۲۹ حکیم اجمل خان)

کلونجی کا استعمال اور حافظہ

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: اگر کلونجی کے اکیس دانے۔ لے کر اور کپڑے میں باندھ کر پانی میں جوش دے کر پہلے روز داہنے نتھنے میں دو قطرے ٹپکائے، اور پھر بائیں میں ایک قطرہ، اسی طرح تین روز تک جو شخص عمل کرے گا تو دماغ کے امراض سے محفوظ رہے گا۔ (طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

☆......نہار منہ کشمش کا استعمال بھی ذہانت کے لئے مفید ہے۔

☆ ...... جو لوگ ضعف دماغ میں مبتلا ہوں وہ بکرے کے مغز کا جوہر نکال کر پییں بہت مفید ہے۔ (طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ حافظ اکرام الدین)

☆ ...... پر فیور پوس نے، جو مشہور نو فلاطونی ہے اور جس نے فیثا غورث کی سوانح عمری لکھی، وہ لکھتے ہیں کہ: نباتاتی غذا نہ صرف صحت کے لئے مفید ہے، بلکہ انسان کو ذہین بھی بناتی ہے۔

☆ ...... اگر کوئی شخص چاہے کہ طویل عمر پائے اور دماغی قوتوں سے زیادہ دیر تک فائدہ اٹھائے تو اسے چاہئے کہ اعتدال کی زندگی بسر کرے، نشہ آور اشیاء سے قطعی پرہیز اور کھانا اس قدر مقدار میں کھائے جسے معدہ ہضم کر سکے۔

☆ ...... قیلولہ کرنے سے دماغ قوی ہوتا ہے اور عقل تیز ہوتی ہے۔

قوتِ حافظہ کے لئے بہترین نسخہ

ایک پاؤ مغز بادام لے کر اس کا چھلکا اتار لیں، چھلکا اتارنے کا طریقہ یہ ہے کہ رات بھر کسی برتن کے اندر پانی میں بھگو کر رکھ دیں، صبح نرم ہو جانے پر بادام پر چڑھی براؤن پرت بآسانی اتر جائے گی، بادام کے سفید چمکدار دانے برآمد ہونگے، اب بادام کو شیشے کی بوتل میں ڈال دیں، اوپر سے اس میں آدھا کلو خالص شہد اس بوتل میں بادام کے ساتھ بھر دیں۔ بوتل کو دن رات چالیس روز تک کھلے آسمان کے نیچے رکھیں، چالیس روز پورے ہونے پر اس بوتل میں سے ایک دانہ بادام ایک چمچ شہد کے ہمراہ لے کر اس پر سورۃ کوثر ایک بار پڑھ کر دم کر لیں اور کھا لیں۔ انشاء اللہ حافظہ کی کمزوری دور ہو کر دماغ اور حافظہ قوی ہو جائے گا۔

دس دانے بادام پیس کر شہد میں ملا کر چاٹے جائیں اور اوپر سے نیم گرم دودھ پیا جائے تو تمام دماغی صلاحیتیں روشن ہو جاتی ہیں، دماغ تروتازہ ہو جاتا ہے، حافظہ تیز ہو جاتا ہے۔ (شہد سے علاج۔ اقبال آرزو)

امام زیدی رحمۃ اللہ علیہ کا مجرب نسخہ برائے حافظہ

امام زیدی کہتے ہیں کہ جسے حفظ کرنے کا شوق ہو وہ منقیٰ کھائے، کہتے ہیں کہ جو کوئی منقیٰ کے ساتھ پستہ، لوبان کا چھلکا نہار منہ کھائے اس کا ذہن قوی ہو جائے گا۔

قوتِ حافظہ کے لئے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا مجرب نسخہ

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''مجربات سیوطی'' میں لکھتے ہیں کہ قوتِ دماغ کے واسطے شونیز یعنی کلونجی، خرفہ، قرنفل، سنبل ہندی سب کو باریک پیس کر شہد میں ملالیں اور رات کے وقت دماغ پر رکھیں، یہ دماغ کو مضبوط کرتا ہے، بصارت کو بڑھاتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص چالیس دن صبح کے وقت ہر روز ایک مثقال حرمل استعمال کرے اس کے دل سے حکمت کا نور روشن ہوتا ہے اور بہتر (۷۲) بیماریوں سے امن میں رہتا ہے۔ (مجربات سیوطی)

تقویت دماغ کے لئے سونف کا استعمال

۲۵۰ گرام نئی سونف صاف کر کے اس میں میٹھے تازہ بادام ۱۲۵ گرام، کالی مرچ ۱۰۰ گرام اور برابر چینی شامل کر کے گرائنڈر میں پیس کر محفوظ رکھیں۔

روزانہ صبح دو (۲) چائے کے چمچ یہ سفوف کھا کر اوپر سے دودھ پی لیں، اس طرح سوتے وقت استعمال کریں تقویت دماغ اور نظر کا یہ ایک آزمودہ نسخہ ہے۔

☆......سونف بینائی کے لئے بہت مفید ہوتی ہے۔ مغرب کے قدیم ماہر عقاقیر پلائنی نے یوں تو سونف کی بیس خوبیاں بیان کی ہیں لیکن اس کے مطابق سونف خاص طور پر نظر کے لیے مفید ہے۔ اس کے مطابق سانپ اپنی کیچلی بدلنے کے بعد اس پودے سے اپنی آنکھیں رگڑ کر نظر تیز کر لیتا ہے۔ پلائنی کے اس خیال کی تائید یورپ کے کئی دوسرے ماہرین بھی کرتے ہیں۔ اصلی گھی ایک کلو میں تازہ سونف کوٹ کر اس کا رس شامل کر کے

ہلکی آنچ پر پکائیں اور رس جلنے کے بعد یہ گھی روزانہ صبح دودھ میں شامل کر کے کھائیں یہ گھی دماغ اور نظر کو طاقت بخشتا ہے۔ ۱۰ گرام اس گھی میں چینی ملا کر بھی کھا سکتے ہیں، تازہ سونف نہ ملنے کی صورت میں خشک سونف آدھا کلو کو پانی کے ساتھ پیس کر گھی میں شامل کر کے پکائیں اور استعمال کریں۔

دماغی محنت اور غذا

دماغی محنت کرنے والوں کو غذا کے معاملے میں خاص طور پر محتاط رہنا چاہیے۔ ذہنی کاوش کا قاعدہ ہے کہ ہمارے قوائے دماغی اور قوت جسمانی پر بڑا بوجھ ڈالتی ہے، اس پر ہماری قوتوں کا بہت سا زور صرف ہو جاتا ہے، یہ زور قوت بالآخر ایسی چیز سے پیدا ہوتی ہے جس کا نام غذا ہے، ایک اہم بات یہ ہے کہ دماغی محنت کرنے والے اپنے وقت کا بیشتر حصہ بیٹھ کر گزارتے ہیں۔ اس سے آلات ہضم کمزور ہو جاتے ہیں، اس لئے یہ بات ضروری ہے کہ دماغی کام کرنے والے احباب جسمانی مشقت کرنے والے دوستوں سے کم مقدار میں کھائیں، لیکن غذائیت کی ضرورت ان ہر دو کو یکساں ہوتی ہے، بلکہ دماغی کام کرنے والوں کو جسمانی مشقت کرنے والوں سے زیادہ ہوتی ہے، تاہم یہاں یہ بات پیشِ نظر رہنی چاہئے کہ ایسی غذا استعمال کی جائے جس کی معمولی مقدار قوائے جسمانی و دماغی کی بحالی کے لیئے کافی ہو۔

طبی اصطلاح میں یوں کہیئے کہ کھانا مقدار میں کم ہو لیکن اس کی غذائی قوت زیادہ ہو۔

اگر کھانا اس طرح پکایا جائے کہ اس کی غذائیت کم ہو جائے، ہضم میں تکلیف دے تو یہ بات دماغی محنت کرنے والوں کے حق میں بہت نقصان دہ ہے۔ (عمل اور میدانِ عمل)

آبِ زمزم، حافظہ اور جدید میڈیکلی تحقیق

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زم زم کے فوائد کا تذکرہ ملتا ہے کہ اس کو جس مقصد کے لئے پیا جائے مفید ہے۔ (ابنِ ماجہ)

کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے ڈاکٹر غلام رسول قریشی کے تجزیئے کے مطابق آبِ زم زم میں دیگر عناصر کے علاوہ فول، مینگنیز، جست، گندھک، آکسیجن، مرکب سلفیٹ اور سوڈیم ملتے ہیں جو کہ خون کی کمی کو دور کرتے ہیں، دماغ کو تیز کرتے اور ہاضمہ کی اصلاح کرتے ہیں۔ باقاعدگی سے آبِ زم زم کے استعمال سے حافظہ بہت بہتر ہوتا ہے۔ (ماہر نفسیات اور زندگی کراچی جنوری ۱۹۹۴ء)

آبِ زم زم روحانی، جسمانی امراض کا شافی علاج

(۱)......دار قطنی کی ایک حدیث میں ہے کہ:

''زم زم اگر پیاس بجھانے کے لئے پیا جائے تو پیاس بجھ جائے اور اگر پیٹ بھرنے کے لئے پیا جائے تو پیٹ بھر جائے، کسی مرض سے صحت کی نیت سے پیا جائے تو تندرست ہو جائے''۔

(۲)......طبرانی کی ایک حدیث میں ہے:

''روئے زمین پر بہترین پانی زم زم ہے، جس میں کھانے کی طرح غذائیت (بھی) ہے اور مرض کے لئے شفا (بھی) ہے''۔

(۳)......ابن ماجہ کی ایک حدیث میں ہے:

''زم زم کا پانی جس نیت سے پیا جائے وہی فائدہ حاصل ہوتا ہے''۔

(۴)......حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زم زم اپنے ہمراہ لے جایا کرتی تھیں، اور بتاتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس طرح لے جایا کرتے تھے۔ (ترمذی)

وہ چیزیں جو ذہن کو تیز اور حافظہ کو مضبوط بناتی ہیں

بعض وہ چیزیں ذکر کرنی ضروری تھیں جن کی وجہ سے حافظہ مضبوط ہو جاتا ہے اور اسباق اچھی طرح یاد ہونے لگتے ہیں اور ساتھ ساتھ وہ اسباب ذکر کرنا بھی فائدے سے خالی نہیں ہیں جن کی وجہ سے اعضا تندرست رہتے ہیں اور عمر بڑھ جاتی ہے۔ لہٰذا یہ فصل ان امور کے لئے وقف کیا گیا ہے۔ اللہ کرے اس کا بہت زیادہ فائدہ ہم سب کو ہو جائے۔

حافظے اور معلومات کی ویسے چار قسمیں ہیں۔

(۱)......جلدی یاد ہو جائے اور جلدی بھول جائے۔

(۲)......دیر سے یاد ہو جائے اور دیر سے بھول جائے۔

(۳)......دیر سے یاد ہو جائے اور جلدی بھول جائے۔

(۴)......جلدی یاد ہو جائے اور دیر سے بھول جائے۔

چوتھی قسم حافظے کی سب سے اچھی قسم ہے اور تیسری قسم سب سے بری ہے۔ اچھا حافظہ اور اچھی یادداشت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ اللہ پاک کی وہ دین ہے جسے چاہے مولودی طور پر عطا کریں اسے عطا کر دیتے ہیں۔ **ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء** یہ اللہ پاک کا کرم ہے جسے چاہتے ہیں دے دیتے ہیں۔ اس کے بعد جس حافظے کو جس کام پر وہ لگانا چاہے لگا لیتے ہیں لیکن ان سب کچھ کے باوجود چند باتیں اور چند چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے ایک معمولی حافظہ ناقص حافظہ جو عوارضات کی وجہ سے ناقص ہو چکا ہوتا ہے غیر معمولی اور بہت ہی اچھا بن سکتا ہے۔

علم دین میں اگرچہ حافظے کی اچھائی برائی پر زیادہ مدار نہیں ہے بلکہ علم میں برداشت، صبر، مشق، ریاضت کی زیادہ ضرورت ہے لیکن پھر بھی حافظہ اگر اچھا ہے تو نتائج بہت ہی اچھے نکلتے ہیں۔ وہ امور جو حافظے کو مضبوط بنا لیتے ہیں وہ بنیادی طور پر دو قسم کے ہیں۔

(۱)......روحانی اور باطنی

جن کا تعلق ظاہری اسباب سے نہیں ہوتا ہے باطن کی صفائی کثرت دعاء، ریاضت اور مخصوص اوراد سے حافظہ مضبوط ہو سکتا ہے۔

(۲)......وہ اسباب جو ظاہری ہوتے ہیں

جن کی وجہ سے حافظہ اچھا ہو سکتا ہے مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)......الجہد:

جس کا معنی ہے کوشش، محنت۔ یعنی حافظے کو مضبوط بنانے اور درست کرنے کے لئے ایک طالب علم پر لازم ہے کہ وہ محنت اور کوشش سے اپنا کام کرتا رہے۔ اسباق محنت سے سنیں اور محنت سے یاد کرتا رہے اور آرام و راحت سے بھاگنے کی کوشش کیا کریں۔ بزرگوں سے سنا تھا کہ محنت کا معیار اتنا بھی نہ ہو کہ ساری رات یا سارا دن پڑھتا ہی رہے۔ یہ بھی مضر ہے۔ صرف یہ کہ اوقات کی تقسیم کے مطابق سبق میں جانے سے پہلے ایک دو نظریں کتاب پر ڈالیں اور دوسری بات یہ کہ استاد کی تقریر خوب غور سے اور توجہ سے سنے۔ اور تیسرا مرحلہ یہ کہ درس کے بعد تکرار یا مطالعہ کیا۔ اس کے بعد وہ اللہ پاک کے حوالے کر دیں انشاء اللہ کامیاب ہوگا۔

(۲)......مواظبت کے ساتھ محنت کرنا

صرف ایک دو دن کی محنت سے حافظہ مضبوط نہیں ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ اس کی عادت نہ ڈالی جائے اور اس پر مواظبت نہ کی جائے۔ مذکورہ بالا طریقہ کو اگر دوام دیا جائے تو انشاء اللہ اچھے نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ ایسا نہ ہو جیسا کہ مشہور ہے کہ **الحائک اذا تنفل نفلین انتظر الوحی** جولاہا جب دو تین نفلیں پڑھ لیتا ہے تو وحی کا انتظار کرنے لگتا ہے۔

حدیث میں مواظبت اور کسی عمل پر دوام کی ستائش اور تعریف کی گئی ہے۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے **احب الاعمال الی اللہ ادومها وان قل** محبوب ترین

اعمال اللہ پاک کے نزدیک وہ ہیں جن پر دوام کیا جائے۔ اگر چہ وہ اعمال کم ہی کیوں نہ ہوں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ حافظہ کو تندرست بنانے کے خواہاں حضرات اپنا حافظہ درست کرنے کے لئے دوام اور ہمیشگی کو اپنا پیشہ بنائیں۔ اگر چہ وہ کم ہی کیوں نہ پڑھیں۔ لیکن دوام اور ہمیشگی کے ساتھ پڑھیں۔

(۳)......عمل مسواک

مسواک کرنا اور منہ کو نتن اور بدبو سے محفوظ رکھنا بھی حافظے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ لہٰذا مسواک جس کے متعلق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہاں تک فرمان ہے کہ **لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلوۃ** اگر میری امت پہ گراں نہ ہوتا تو ہر نماز کے وقت انہیں مسواک کا حکم دیتا۔ اور مزید اس قسم کی بے شمار حدیثیں مسواک کے متعلق حدیث کی کتابوں میں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا ظاہر ہے فائدے سے خالی نہیں ہوسکتا ہے۔

(۴)......شرب العسل

شہد پینا، یعنی شہد استعمال کرنے سے بھی حافظہ بہت ہی مضبوط ہو جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہد کو پسند فرماتے تھے آپ کا معمول بن گیا تھا کہ صبح نماز کے بعد ایک زوجہ مطہرہ پانی میں شہد ملا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا کرتی تھیں۔

اور شہد کے متعلق اللہ پاک کا فرمان ہے **وفیہ شفاء للناس** اور شہد میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔ لہٰذا طالب علم کے لئے شہد کا استعمال نہایت مفید ہے۔ صبح نہار منہ استعمال سے حافظہ قوی ہوتا ہے۔

(۵)......تعلیم المتعلم

نامی کتاب میں درج ہے کہ حافظہ کی تقویت کے لئے اکل ما یقلل البلغم والرطوبات ایسی چیزوں کا کھانا جو چیزیں بلغم اور رطوبات کو دور کرتی ہیں ظاہر ہے پھر ان اشیاء سے پرہیز کرنا پڑے گا جو چیزیں رطوبات، بلغم وغیرہ کو زیادہ کر دیتی ہوں اور جو

چیزیں بلغم رطوبات وغیرہ کو کم کرتی ہیں وہ حکماء اور تجربہ کار لوگوں سے دریافت کرنی چاہیے۔

(۶)...... واكل احدى و عشرين زبيبة حمراء

اور اکیس سرخ منقع نہار منہ کھانا بھی دماغی قوت کو بہت ہی بڑھاتی ہے اور یہ بزرگوں کے تجربات سے ثابت ہے کہ دماغی قوت کے علاوہ یہ بہت سارے امراض کے لئے بھی وارد دوا ہے۔ اللہ پاک نے اس میں کافی امراض کی شفاء رکھی ہے۔

(۷)...... وتقليل الغداء

اور غذا کو قلیل کرنا بھی حافظے کے لئے مفید ہے کم کھانے، کم پینے سے بندے کی ذہنی طبیعت چست رہتی ہے اور کھانے پینے کی کثرت سے سستی اور نیند کا عام غلبہ ہو جاتا ہے جو حافظے کے لئے نقصان دہ اور علم کے ضیاع کا سبب بنتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے اللھم انا نعوذبک من علم لا ینفع و من بطن لا یشبع یعنی اے اللہ میں ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو فائدہ نہ دے اور ایسے پیٹ سے پناہ مانگتا ہوں جو نہ بھرے۔ کوئی نہ کوئی فائدہ ضرور ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پناہ مانگی۔ ہونا یہ چاہئے کہ کم کھایا جائے لیکن وہ کم چیز قوت والی چیز ہو۔

(۸)...... حافظے کی مضبوطی کے لئے ضروری ہے کہ رات کی نماز کا اہتمام کیا جائے۔ راتکی نماز میں اللہ پاک نے خاص برکت رکھی ہے اور رات کی نماز میں ایک خاصیت یہ ہے کہ اللہ پاک اس کے ذریعے بڑے بڑے درجے عنایت فرماتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک مخاطب کر کے فرما رہے ہیں کہ:

ومن الليل فتهجد به نافلة لک عسى ان يبعثک ربک مقاما محمودا.

ترجمہ: اور رات کے وقت تہجد پڑھا کرو۔ یہ خاص ہے تیرے لئے ہوسکتا ہے کہ اللہ پاک تجھے مقام محمود تک پہنچا دے۔

گویا یہاں **صلوۃ اللیل** کا نتیجہ مقام محمود نکالا گیا ہے۔ اور اسی طرح اللہ پاک کا ارشاد ہے۔ **ان ناشئة الليل هی اشد وطأ واقوم قيلا.** چنانچہ جتنے اربابِ فضل وکمال اس دنیا میں تشریف لائے ہیں اور انہوں نے تاریخ کے اوراق کو اپنے کارناموں سے بھر دیا ہے۔ ان کی اگر سوانح حیات کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ سب کے سب تہجد گزار تھے۔

(۹)...... **قراءة القران نظرا** یعنی قرآن مجید دیکھ کر پڑھنے سے حافظہ مضبوط ہو جاتا ہے۔ بعض حضرات نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ **ليس شیء ازيد للحفظ من قراءة القرآن** کہ کوئی چیز بھی قرأت قرآن سے بڑھ کر حافظے کے لئے مفید نہیں ہے۔ چنانچہ طالب علم کو چاہیے کہ قرآن مجید کی تلاوت دیکھ کر کریں جو آنکھوں کو نور بخشتی ہے اور قلوب کو جلا دیتی ہے۔

(۱۰)...... **خوشبو لگانا:** یہ بھی حافظے کو درست کرنے اور دماغ کو معطر کرنے میں کافی مد ہے اور خوشبو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھی۔ لہٰذا حافظے کی نگہداشت کے لئے اچھی خوشبو کا استعمال مفید ہے۔

(۱۱)...... **خمیرہ گاؤزبان** اس کا استعمال حافظے کے لئے بہت مفید ہے اور یہ بزرگوں کی ہمیشہ سنت رہا ہے کہ وہ گاؤزبان استعمال بھی کرتے تھے اور اس نسخے کو دوسروں کے لئے تجویز بھی فرماتے رہے ہیں۔ خمیرہ گاؤزبان معروف معجون ہے جو ہر حکیم سے مل جاتا ہے۔

(۱۲)...... کتاب اٹھاتے ہوئے یہ دعاء بھی پڑھنا حافظے کو قوی بنا سکتا ہے:

"بسم الله وسبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم. العزيز عدد كل حرف كتب ويكتب ابدالابدين ودهر الداهرين."

ترجمہ: شروع اللہ پاک کے نام سے اور پاک ہے اللہ، تمام تعریفیں ثابت ہیں اللہ کے لئے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ سب

سے بڑے ہیں، نہ کوئی گناہ سے پھیر سکتا ہے اور نہ ہی اطاعت کی قوت دے سکتا ہے مگر اللہ جو عظیم الشان ہے۔ زبردست ہے، ہر حرف کی بمقدار جو لکھا گیا یا لکھا جائے ہمیشہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں۔

(۱۳)...... جب بھی کوئی مکتوب لکھیں یا کوئی مسئلہ تحریر کریں تو یہ دعا مانگا کریں:

”امنت بالله الواحد الا حدا لحق وحده لا شريک له و کفرت بما سواه“

ترجمہ: ایمان لایا ہوں اللہ پر جو یکتا ہے اور احد ہے حق ہے وحدہ لاشریک ہے اور میں نے اس کے علاوہ ماسوا کا انکار کیا ہے۔

(۱۴)...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت درود یعنی جب بھی موقع ملے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کریں۔ کیوں کہ وہی رحمت اللعالمین ہے اور انہی کی ذات اقدس تمام علوم اور تمام فیوض کا مجموعہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام میں جس طرح اور بھی ہزاروں فائدے ہیں۔ ان فائدوں میں سے ایک مجرب فائدہ حافظے کی تقویت بھی ہے۔

(۱۵)...... اہم ترین چیز جو حافظے کو قوت اور جلا بخشتا ہے وہ ہے علم کا شغف اور علم میں لگن۔ جس کی وجہ سے تمام ہموم وغموم رفع دفع ہو جاتے ہیں اور یکسو ہو کر علم کی طرف توجہ دی جا سکتی ہے۔ کہا گیا ہے وهموم الاخرة لا تخلو عن النور في القلب. اور آخرت کے ہموم وغموم دل میں نور پیدا کرنے سے خالی نہیں ہوتے ہیں۔ ”توجہ اور ذہنی استحضار“ علم کے حصول کے لئے لازمی امر ہے اور تحصیل علم غموم افکار کو ختم کر دیتی ہے۔ امام نصر ابن حسن کا ایک شعر ہے ؎

اعتن نصر ابن حسن
بکل علم یختزن
ذاک الذی ینفی الحزن
وغیره لا یوتمن

ترجمہ: اہتمام کروائے نصر ابن حسن ہر اچھے علم کا۔ یعنی ہر
اچھے علم کو حاصل کرو۔ علم ہی حزن وغم دور کرتا ہے اور اس کے علاوہ
چیزوں سے آدمی مامون نہیں ہوتا ہے۔

(۱۶)...... ایک دوسرا مجرب نسخہ ہے جو حافظے کی تقویت کے لئے مفید ہے۔ ایک پاؤ سفید پیاز، ایک پاؤ دودھ اور ایک پاؤ مسری کو کوٹ کر ابال دیا جائے جب اس کا ایک معجون بن جائے تو کھانے کے بعد تھوڑی سی مقدار کھائی جائے انشاء اللہ یہ بھی حافظے کے لئے بہت ہی مفید بتایا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۷)...... **واکل الکندر مع السکر**: الکندر کہتے ہیں ایک خاص قسم کے خاردار درخت کے گوند کو۔ اور سکر کہتے ہیں چینی اور میٹھی چیز کو۔ مطلب یہ ہے کہ یہ گوند میٹھی چیز کے ساتھ ملا کر کھایا جائے تو حافظہ مضبوط ہوتا ہے۔ کتاب تعلیم المتعلم میں یہ نسخہ ہے۔

یہ سترہ چیزیں ایسی ہیں جو مختلف کتابوں اور تجربات سے جمع کر کے آپ کی خدمت میں پیش کی۔ اللہ کرے مفید ہو جائیں۔

ذہانت بڑھانے والی غذائیں

غذائیں:

بعض افراد میں دماغی کمزوری کے باعث یا حیاتین کی کمی کی وجہ سے بھول جانے کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں ایسی غذائیں استعمال کرنی چاہئے جن میں حیاتین ب (وٹامن بی) موجود ہو مثلاً چقندر، شلغم، ہری پیاز، پالک، سرسوں کا ساگ، پھول گوبھی، آلو، مٹر، سیب، کیلا، کلیجی، مونگ پھلی، گوشت، انڈا، مچھلی وغیرہ۔

یاد کی ہوئی باتیں بھول جانے کی شکایت میں سونٹھ ساٹھ گرام پیس کر سو گرام شہد میں ملا لیں اور تین تین گرام صبح شام دودھ سے استعمال کریں۔ اگر نزلہ رہتا ہو تو پانچ عدد بادام تین عدد کالی مرچوں کے ساتھ کھالیں۔ مندرجہ بالا نسخوں اور غذاؤں کے استعمال سے دماغی کمزوری دور ہو جائے گی۔ باقاعدہ علاج کے لئے مستند اور تجربے کار طبیب سے رجوع کریں۔

غذا کی کمی سے ذہانت کی کمی

سیانے کہتے ہیں کہ ذہانت پیدائشی ہوتی ہے۔ اگر ذہن تندرست اور کسی قسم کی دماغی پیچیدگی نہ ہو تو ذہن کی استعداد کار بڑھ جاتی ہے البتہ اسے علم و ہنر سے مزید چمکایا جاسکتا ہے۔ ذہانت بلاشبہ قدرت خداوندی کا تحفہ ہوتی ہے۔ البتہ اس کا غذا و صحت سے بھی گہرا تعلق ہے۔ اگر غذائیں ناقص اور غیر متوازن ہوں تو انسان دماغی طور پر کمزور ہو جاتا ہے۔ کمزور دماغ یا اس کی قوت (ذہانت) میں ضعف پیدا ہو جائے تو انسان کا سارا اعصابی نظام تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ عصرِ حاضر میں دماغی تھکن اور دیگر بیماریوں کے باعث ذہنی استعداد کار متاثر ہو رہی ہے جس سے نسیان اور قوتِ حافظہ میں کمزوری جیسی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ کسی غذا میں کمی کا باعث بھی ہو سکتی ہیں۔ ماہرین غذائیت کہتے ہیں کہ بعض غذاؤں سے دماغی اور ذہنی قوتیں بحال ہو جاتی ہیں اور ذہانت میں اضافہ بھی کیا جاسکتا ہے۔

دنیا میں اس وقت اعلیٰ ذہنی قوتوں کی قدر کی جارہی ہے لہٰذا ایسی خواتین جو اپنے بچوں کو مفید غذائیں دیتی ہیں ان کی ذہنی قوتیں اوران کی استعدادِ کار بلاشبہ ان کے ہم عمر بچوں سے بڑھ جاتی ہے۔ دنیا میں اعلیٰ تعلیمی کامیابیوں کے لئے آئی کیوں کی ڈیمانڈ کی جارہی ہے۔ یعنی قابلیت کو ذہنی قوت کی پیمائش کے ذریعے ماپنا اور تسلیم کیا جارہا ہے۔ لہٰذا ذہنی تندرستی کو قائم رکھنا بدنی تندرستی سے زیادہ اہم ہے۔ بڑوں میں حافظہ کی کمزوری بھی عام مرض بن گئی ہے۔

ذہانت بڑھانے والی چند غذائیں

ماہرین صحت کا خیال ہے کہ تندرست حالت میں انسانی جسم میں جب خون کا دورہ باقاعدہ ہوتا ہے تو جسم اس کے ذریعے سے غذائیں دماغ کے سامنے پیش کرتا ہے۔ جن میں سے دماغ اپنی پسند اور مطلب کی غذائیں منتخب کر لیتا ہے مگر ایسی صورت میں جبکہ

خون کا دورہ باقاعدہ نہ ہو تو دماغ کو بھی غذا پوری نہیں ملتی جس سے اس کی طاقت کم ہونے لگتی ہے۔ایسی صورت میں ضروری ہوتا ہے کہ دماغ کو مناسب غذا پہنچائی جائے۔انسانی زندگی میں ایسا وقت بھی آتا ہے جب دماغ کے لئے مناسب غذا کا خیال بہت ضروری ہو جاتا ہے اور یہ وقت وہ ہوتا ہے جب انسان بچپن سے جوانی کی طرف گامزن ہوتا ہے۔یہ خاصا نازک دور ہوتا ہے۔لہٰذا ایسے وقت میں غذا میں کمی نہیں ہونے دینی چاہئے کیونکہ ایسے میں خون کی کمی کی شکایت ہونے کا خدشہ ہوتا ہے اور جسم کے نروس سسٹم میں کمزوری اور بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔یہی وجہ ہے اکثر نوجوان جو بچپن میں تندرست وتوانا ہوتے ہیں۔غذاؤں کے استعمال میں غفلت برتنے۔سے پہلے تو خون میں کمی ہو جاتی ہے پھر جسم میں کمزوری آنے لگتی ہے اور یہی کمزوری دماغ کو متاثر کرتی ہے۔ایسی دماغی کمزوری کو ادویات سے دور نہیں کرنا چاہیے۔ماہرین تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ فاسفورس دماغی تقویت اور ترقی کے لئے بہت ضروری ہوتی ہے لہٰذا ایسی صورت میں غذا میں فاسفورس کا استعمال کرنا چاہیے۔یادرہے کہ فاسفورس لحمیات میں بکثرت پائی جاتی ہے۔جن میں سے مچھلی کا گوشت سرفہرست ہے۔مچھلی میں فاسفورس ایسڈ کی بڑی مقدار موجود ہوتی ہے۔اسی طرح انڈے دودھ، مکھن اور بادام وغیرہ بھی مفید ہوتے ہیں۔چنے، مٹر، سویابین، مغزیات، کشمش، پستہ، اخروٹ اور پنیر بھی دماغ کے لئے بہت عمدہ غذا تصور کئے جاتے ہیں۔

فاسفورس کے علاوہ ان میں وہ سب اجزاء بھی پائے جاتے ہیں جو اعصاب اور عضلات کے تیار کرنے میں مددگار ہوتے ہیں۔دماغی کام کرنے والے لوگوں کو ان کا استعمال ضرور کرنا چاہیے۔اس کے ساتھ ساتھ وہ سرخ گوشت سے بچ کر رہیں ہلکی زود ہضم اور طاقت بخش غذائیں دماغ کو روشن اور بیدار رکھتی ہیں۔ایسے تمام افراد جو دماغی ضعف کی وجہ سے نسیان اور ذہنی کمزوری کا شکار ہیں وہ درج ذیل نباتاتی علاج اختیار کریں تو انشاءاللہ ان کا دماغی نظام صحت مند ہو جائے گا۔

﴿بیر﴾

یہ عام سا پھل ہے مگر اس میں تمام ضروری غذائی اجزاء شامل ہیں۔اس کی غذائی صلاحیت ایک سو گرام میں ۷۴ کیلوریز ہے۔ بیر نظام ہضم کی تو اصلاح کرتا ہی ہے مگر ایسے افراد جن کا دماغ سستی کا شکار ہو انہیں بیر کھانے چاہئے۔ بیر گلوٹا مک ایسڈ کا اخراج خون میں تیز کر دیتا ہے جس سے دماغ کی کارکردگی بڑھ جاتی ہے۔اس غرض کے لئے مٹھی بھر خشک بیر آدھ لیٹر پانی میں اس وقت تک ابالیں جب تک پانی آدھا نہ رہ جائے۔ پھر اس میں حسبِ ذائقہ شہد ڈال کر روزانہ رات کو سونے سے پہلے پی لیا جائے۔

﴿ساج﴾
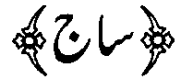
سالو یہ یا سفاکس نامی یہ سدا بہار پودا دماغی، اعصابی، آنکھوں اور غدودوں کے لئے مفید طبی خواص کا حامل ہے۔اسے یادداشت تیز کرنے والی بوٹی تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کی افادیت کے تحت اسے فالج اور رعشہ زدہ اعضاء والے لوگوں کی صحت کے لئے بھی کارآمد مانا جاتا ہے۔ساج کے پتوں سے تیار کی جانے والی چائے دماغ پر خوشگوار اثرات ظاہر کرتی ہے۔ساج کے چائے بنانے کے لئے ایک برتن میں ایک چھوٹا چمچ ساج کے خشک پتوں پر ابلتا ہوا پانی ڈال کر ڈھکن بند کر دیں اور چند منٹ بعد اسے چھان لیں۔ چینی کی بجائے حسبِ خواہش شہد ملا کر نوش کریں۔ ساج کے خشک پتوں کی چائے دستیاب نہ ہو تو اس کے چمچہ بھر تازہ پتے باریک باریک کاٹ کر دم پخت طریقے سے چائے بنالیں۔ساج کی اضافی خوبی یہ ہے کہ اس سے ذہنی دباؤ اور ڈپریشن دور ہو جاتا ہے۔ دماغی کمزوری کے باعث بال سفید ہو جاتے ہیں۔اگر ساج کو ہیئر ٹانک میں شامل کر لیا جائے تو بال سفید ہونا رُک جاتے ہیں۔
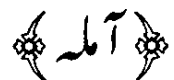
﴿آملہ﴾

بنی نوع انسان کے لئے یہ قدرت کا بیش قیمت تحفہ ہے جو ذہنی آسودگی اور قلبی راحت وقوت کے لئے حکماء اپنی ادویات میں استعمال کرتے آرہے ہیں۔آملہ میں

وٹامن سی کی وافر مقدار پائی جاتی ہے۔تازہ آملہ کا ایک چمچہ متعدد بیماریوں سے بچاتا ہے جبکہ آملہ کا مربہ کھانے سے بینائی اور دماغی قوتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔اس کے روزانہ استعمال سے چند دن میں ہی جسم میں توانائی عود آتی ہے۔تازہ آملہ دستیاب نہ ہوتو خشک آملہ کا سفوف ایک چمچہ شہد میں ملا کر کھایا جا سکتا ہے۔

﴿ورچ﴾

اسکو اگر گندھا اور Calamus بھی کہا جاتا ہے اس کی جڑوں سے ایک نباتاتی تیل نکلتا ہے جس کی بو نہایت خوشگوار ہوتی ہے۔ ورچ خوشبودار،مقوی محرک اور مخرج خصوصیات کی حامل ہوتی ہے اس کے متعدد استعمالات ہیں مگر یہ قے آور اور متلی پیدا کرنے والی دوا کے طور پر مشہور ہے۔قوتِ حافظہ بڑھانے کے لئے اس کی جڑوں کا سفوف ۳۰ گرام روزانہ ایک دو ہفتہ تک استعمال کیا جا سکتا ہے۔

﴿کالی مرچ﴾

مصالحوں کی ملکہ کالی مرچ کو اعصابی ٹانک کا درجہ حاصل ہے اس کا ادویاتی استعمال اگر اعصابی درد ختم کرتا ہے تو یہ کمزور یادداشت والوں کے لئے بھی مفید محرک اور قوت بخش ثابت ہوتی ہے۔اس غرض کے لئے کالی مرچ کا چٹکی بھر سفوف ایک چمچہ شہد میں ملا کر روزانہ چاٹ لیا جائے کمزور ذہن کو توانائی اور چابکدستی حاصل ہوتی ہے۔

﴿سیب﴾

دنیا بھر میں مقبول اس پھل کا اہم ترین فعال طبی جزو پکٹین ہے جو قدرتی علاج کے لئے شفاء بخش تاثیر کا حامل ہے۔ یہ چھلکے کی اندرونی تہہ اور گودے کے درمیان ہوتا ہے۔ سیب میں پایا جانے والا ایک ایسڈ ایسا ہے جو جگر دماغ اور انتڑیوں کے لئے نہایت مفید تسلیم کیا جا چکا ہے۔ یہ تمام اعضاء کی خامیاں دور کرتا ہے۔لہٰذا کمزور ذہن اور ضعیف قلب میں مبتلا افراد کے لئے یہ پھل بہت مفید ہے۔ سیب میں فاسفورس اور آئرن بکثرت پایا جاتا ہے جو دماغی نظام کی نگہداشت اور پرورش کے لئے بہت مفید ہیں۔
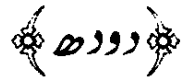
﴿دودھ﴾

انسان صدیوں سے پالتو جانوروں مثلاً گائے، بھینس، بکری، بھیڑ، اونٹنی کا دودھ پیتا آرہا ہے۔ دودھ کو مکمل غذا قرار دیا جاتا ہے۔ یہ قوت بڑھاتا یادداشت تیز اور بحال کرتا ہے۔ اعصابی دماغی تھکاوٹ اور کمزوری کے شکار افراد دودھ میں شہد ملا کر روزانہ پیا کریں تو انہیں اعصابی کمزوری سے پیدا ہونے والی ذہنی کمزوری سے نجات مل جاتی ہے۔
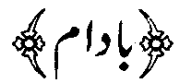
﴿بادام﴾

مغزیات میں اسے شہنشاہ کا درجہ حاصل ہے۔ یہ ایک مؤثر صحت بخش غذا ہے۔ بادام کی سب سے بہتر غذائی صورت بادام کا دودھ ہے۔ اسے دودھ میں شامل کر کے گرائنڈ کر کے حسب ضرورت میٹھا ملا کر روزانہ پیا جائے تو انسان بوڑھا ہونے تک دماغی کمزوری کا شکار نہیں ہوتا۔ بادام بمعہ ساتوں مغز شامل کر کے جوس بنالیا جائے تو اس سے کمزور حافظہ والوں کو قوت ملتی ہے۔ بادام میں ایسے تمام اجزاء شامل ہیں جو دماغ کی قوت برقرار رکھتے اور اعصاب کو مضبوط بناتے ہیں۔

کمزور حافظہ کا طبی علاج

حافظہ مضبوط کرنے کے لئے اطباء نے بہت سے علاج اور احتیاطیں بیان کی ہیں۔ چند مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)......تیل مقوی دماغ کی سر پر مالش۔

(۲)......بابونہ (ایک بوٹی) گرم پانی میں ڈال کر سر پر ڈالنا۔

(۳)......سر کے کناروں کو خوب ملنا۔

(۴)......بکائن کے تیل کی سر پر مالش۔

(۵)......تیل نیلوفر ناک میں کھینچنا۔

(۶)......سر پر حلال جانور کا دودھ دوہے یعنی دودھ نکال کر فوراً سر پر ڈالنا۔

(۷)......ورزش۔

(۸)......موٹے کپڑے سے سر کو ڈھانپنا۔

(۹)......زیادہ روشنی والے مکان کی رہائش۔

(۱۰)......ہلکے ہلکے جلاب آور معجون وغیرہ کا استعمال۔

(۱۱)......وقت ضرورت تازہ پانی سے نہائے جو نہ گرم ہو نہ سرد۔

(۱۲)......نشہ آور اور ریح بڑھانے والی اشیاء سے اجتناب۔

(۱۳)......قوتِ حافظہ کے لئے بادام بہترین علاج ہے۔ بادام کا سرخ پردہ گرم پانی سے ہٹا کر روز نہار منہ ۱۹ سے ۲۱ دانے شہد کے ساتھ استعمال کریں۔ (انسان اور بھول)

سیر اور حافظہ

صبح کی سیر جس طرح جسم اور دماغ کے لئے مفید ہے اسی طرح قوت حافظہ کے لئے بھی مؤثر اور صحت بخش ہے۔ دماغ میں ایک حصہ قوت حافظہ کے لئے مخصوص ہے جس کے صحت مند اور قوی ہونے سے قوتِ حافظہ درست رہتی ہے۔ قوتِ حافظہ کے درست نہ ہونے سے بھول جانے کی عادت ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے کوئی بات یادداشت میں صحیح طور پر بالکل محفوظ نہیں رہتی۔ ذہنی غفلت اور سستی کی وجہ سے حافظہ میں کمزوری آجاتی ہے جس سے بھول جانے کی عادت ہو جاتی ہے لیکن سیر کا خوشگوار روح پرور اثر دماغی اعصاب پر پڑتا ہے اس سے یہ کمزوری چلی جاتی ہے۔

روزمرہ کے عام حالات اور گردوپیش کے غیر دلچسپ ماحول میں قوت حافظہ کے اعصاب سستی اور غفلت سے بے حس وحرکت پڑے رہنے کی وجہ سے غیر حساس اور غیر مستعد ہو جاتے ہیں۔ اس صورت حال سے ذہن کی تختی پر یادداشت کے نقوش اس طرح دھیمے پڑ جاتے ہیں یا مٹ جاتے ہیں جس طرح فریم والا شیشہ گرد آلود ہو جاتا ہے۔ اس سے قوتِ حافظہ کمزور پڑ جاتی ہے اس کو مستعد اور بیدار کرنے کے لئے

سستی اور غفلت کے گرد و غبار کو دور کرنا ضروری ہے۔ سیر کرنے سے دماغ کے اعصاب کی ورزش ہوتی ہے۔ ان کے حرکت میں آنے سے طبیعت میں جلا اور شگفتگی پیدا ہوتی ہے جس سے صفحہ ذہن کے شیشہ کا گرد و غبار دور ہو جاتا ہے اور وہ نقوش جو سستی اور غفلت کے گرد و غبار سے ماند پڑ گئے تھے یا مٹ گئے تھے روشن ہو جاتے ہیں۔ یعنی قوت حافظہ بیدار ہو جاتی ہے۔

قوتِ حافظہ کے حامل ذہنی اعصاب کو مستعد اور بیدار کرنے کے لئے خوش گوار ماحول کی فضا بہت سازگار ہوتی ہے۔ سیر میں جب ہم پوری توجہ اور انہماک سے دلچسپی لیتے ہیں تو طبیعت میں دماغی فرحت اور ذہنی آسودگی کا خوش کن احساس ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اس سے ذہنی اعصاب کے رگ و ریشہ میں زندگی کی ایک نئی روح پھونکی جاتی ہے۔ اس ذہنی ورزش سے حافظہ کی صلاحیت کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ ذہنی جلا اور توجہ سے بھولی باتوں اور چیزوں کے نقوش ذہن کی یادداشت کے آئینہ خانہ میں نمودار ہونے لگتے ہیں اور یہی قوت حافظہ کے مستعد اور بیدار ہونے کا تقاضا ہے۔ یورپ میں اس کے کامیاب تجربات ہو چکے ہیں۔ جن سے بڑے بڑے کند ذہن اور کمزور حافظہ والے قوی حافظہ والے بن گئے۔

استاد کمزور حافظہ والے شاگردوں کو سیر کے لئے اپنے ہمراہ لے جاتے ہیں۔ راستہ کے خوش کن مناظر خوبصورت جگہوں اور خاص خاص چیزوں کو دل چسپی کے ساتھ دیکھنے کی تاکید کرتے رہتے ہیں۔ پھر بعد میں ان سے سیر کے دوران میں دیکھی ہوئی اشیاء کا حال سنا جاتا ہے۔ اس عمل میں ذہن کے اعصاب کی ورزش ہوتی ہے جس سے قوتِ حافظہ کی نشو و نما ہوتی ہے۔ غرض یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ دل چسپی اور انہماک کے ساتھ سیر کرنے سے حافظہ کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ (سیر اور صحت)

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

ساتواں باب

حافظے کی کمزوری کے اسباب

اور

کچھ قیمتی ارشادات

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقولہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقولہ ہے کہ:

''گناہ کرنے سے آدمی وہ علم بھی بھول جاتا ہے، جو حاصل کر چکا ہے''۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سوال

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''وہ کیا چیز ہے جو حفظ وفہم کے بعد بھی علم کو سینوں سے نکال لے جاتی ہے؟''

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

''وہ لالچ ہے! اور مخلوق کے سامنے دستِ سوال کی درازی!''

حافظہ سلب ہو گیا

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک حافظِ قرآن، ایک نصرانی لڑکی پر عاشق ہو گیا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسے میل جول سے منع کیا، نہ مانا، ایک بار کہیں نظر مفاجات (اچانک نظر پڑنے) سے لذت حاصل کی، اس کی نحوست سے حافظہ سلب ہو گیا۔ نعوذ باللہ منہ! (خیر الافادات ص: ۱۰۱، مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ مدرسہ اشاعت العلوم بہاول نگر)

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''دروغ گورا حافظہ نہ باشد''۔

ترجمہ: ''یعنی جھوٹے آدمی کا حافظہ نہیں ہوتا''۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''میں نے سولہ سال سے کبھی شکم سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا، کیونکہ اس سے جسم بھاری ہو جاتا ہے، سنگ دلی پیدا ہوتی ہے، اور ذہانت کم ہو جاتی ہے، نیند زیادہ آتی ہے، اور عبادت میں سستی پیدا ہوتی ہے''۔ (الرشد الامین ص:۱۴)

حصولِ علم اور علم و فہم کی زیادتی کا بڑا سبب، اکلِ حلال ہے، جو تھوڑی مقدار میں کھایا جائے، چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: میں نے سولہ سال سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا، کیونکہ کھانے پر زیادہ پانی کی ضرورت پڑتی ہے اور اس سے نیند آتی ہے، اور قصورِ فہم، فتورِ حواس اور کسل جسمانی پیدا ہوتے ہیں، اور ضرورت سے زیادہ کھانے کی شرعی کراہت اور بیماریوں کے خطرات الگ ہیں، ایک شاعر نے کہا ہے کہ:

فان الداء اکثر ماتراہ

یکون من الطعام او الشراب

یعنی کھانے پینے میں بے احتیاطی اور زیادتی کے سبب اکثر بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، اہلِ علم کے لئے ضروری ہے کہ جملہ امور، کھانا، پینا، لباس اور مسکن میں تقویٰ اور ورع کو اختیار کریں۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگرد امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ:

''کنت بلیدا فاخرجتک المواظبة وایاک والکسل فانه مشئوم وافته عظیمة''۔

ترجمہ: ''تم کند ذہن تھے، مگر تمہاری مداومت نے تمہیں آگے بڑھا دیا، دیکھو سستی اور کاہلی سے ہمیشہ دور رہنا، کیونکہ یہ انسان کی ترقی کے لئے بدنصیبی اور بری آفت ہے''۔

ستر انبیاء علیہم السلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اکثر بھول کثرتِ بلغم کی وجہ سے ہوتی ہے اور کثرتِ بلغم زیادہ پانی پینے کی وجہ سے ہے اور کثرت سے پانی پینا زیادہ کھانے کی وجہ سے ہے، لیکن اتنی کم خوری بھی مضر ہے، جو ضعفِ جسمانی کا باعث ہو۔

آپ کو اتنا علم کیسے حاصل ہوا؟

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مرتبہ دیافت کیا گیا کہ آپ کو اتنا علم کیسے حاصل ہوا؟ آپ نے فرمایا کہ: استفادہ میں کبھی حجاب مانع نہیں ہوا، اور افادہ میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔

اسی طرح آپ کے استاذ محترم حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں روایت ہے کہ: افادہ اور استفادہ سے میں نے کبھی گریز نہیں کیا۔

بازاری کھانوں سے بھی بچنا چاہئے کیونکہ اس سے غفلت (اور کند ذہنی) پیدا ہوتی ہے، نیز تمام معاصی خصوصاً غیبت، عیب جوئی، بے ہودہ گوئی، اور مفسد و بدکردار لوگوں کی صحبت سے پرہیز ضروری ہے، اور لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملنا، اور نرم و شیریں گفتگو کرنا، قوتِ حافظہ اور رزق میں زیادتی کا سبب ہے۔

نہار منہ کشمش کا استعمال بھی (ذہانت کے لئے) مفید ہے، مسواک کا پنجگانہ نماز میں استعمال حافظہ تیز کرتا ہے، تلاوتِ قرآن اور استغفار کی کثرت سے باطن منور ہو جاتا ہے، جو قوتِ حافظہ کا باعث ہے۔

طالبِ علم جو چیز خود نہیں سمجھتا، اس کو تحریر نہ کرے، کیونکہ اس میں تضیعِ اوقات ہے، اور اس سے طالب علم کا ذہن کند ہوتا ہے، اور سمجھ کر کوئی چیز لکھنا نہ صرف مفید ہے، بلکہ اس سے فہم اور ادراک بڑھتا ہے۔

حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''چھ چیزیں موجب نسیان ہیں۔ چوہے کا جھوٹا کھانا، زندہ جوں کو زمین پر ڈالنا،

ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا، اونٹوں کی قطار میں چلنا، گوشت کا ٹکڑا (یعنی نیم پختہ بوٹی) کو چبانا، (ترش) سیب کھانا۔'' (شامی ج:۱ص:۱۵۰)

حصولِ استعداد

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''طالب علم (حسب ذیل) تین باتوں کا لحاظ رکھے اور ہمیشہ کے لئے ان پر دوام رکھے، انشاء اللہ تعالیٰ اس کی استعداد اچھی ہو جائے گی۔

(۱)......سبق سے پہلے مطالعہ۔

(۲)......سبق سمجھ کر پڑھے، بدون سمجھے آگے نہ چلے۔

(۳)......سبق پڑھنے کے بعد ایک بار اس کی تقریر کر لیا کرے، خواہ تنہا یا جماعت کے ساتھ۔'' (ماہنامہ البلاغ، ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ ص:۱۶)

حضرت محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: ''رقص و سرور، عقل پر بھی حملہ کرتے ہیں، جس کی وجہ سے آدمی اہم یادداشت بھول جاتا ہے، اور اس کی عقل میں تغیر آجاتا ہے، جس طرح شراب عقل کو مغلوب کر لیتی ہے، اسی طرح راگ بھی عقل پر پورا اثر رکھتا ہے۔'' (فلم، اسلام کی نظر میں ص:۵۴ بشیر احمد، مطبوعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ)

حافظہ اور ذہانت کے لئے کم خوابی اور بے خوابی سے بچنا بھی ضروری ہے، کیونکہ ذہنی الجھن اور بے خوابی دونوں کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے، کم خوابی اور بے خوابی کا سب سے شدید نقصان یادداشت کا کھو جانا ہے، ذہن اس سے اس درجہ متاثر ہو جاتا ہے کہ کند ذہنی کی ایک تہہ سی اس پر چڑھنے لگتی ہے، پھر انسان سست، تکان زدہ ہو کر بے حسی کے اندھے گہرے کنویں میں گر جاتا ہے۔ (ماہنامہ اردو سائیکلوجی، جولائی ۱۹۵۴ء ص:۲۲)

حکیم الامت مجدد اہل سنت

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''انسان پر صحبت کا بڑا اثر پڑتا ہے، اگر آدمی عقلمندوں میں رہے، تو عقلمندی آجاتی ہے۔ بیوقوفوں میں رہے، تو انسان بے وقوف ہو جاتا ہے۔ عورتوں میں رہے، تو زنانہ پن آجاتا ہے۔ اپاہجوں میں رہے، تو کاہل بن جاتا ہے۔ سپاہیوں (مجاہدین) میں رہے، تو مردانگی اور جرأت پیدا ہو جاتی ہے۔ غرض صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔''

(فوائد الصحبۃ، نیک صحبت اور اس کی ضرورت ص: ۹)

نیز حضرت والا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ''بوڑھاپے میں عموماً حواس خراب ہو جاتے ہیں، اس سے بچنے کی تدبیر تلاوتِ قرآن ہے، اللہ والوں کو دیکھا ہوگا کہ باوجود بڑھاپا آنے کے ان کے حواس قائم رہتے ہیں، جیسے مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی قدس سرہٗ کہ سو (۱۰۰) برس سے سن متجاوز تھا، مگر حواس ویسے ہی تھے، یہ سب قرآن کی برکت تھی، اسے عقلاء نہیں جانتے، اہل اللہ جانتے ہیں کہ راز اس میں کیا ہے؟''

(معارف الاکابر ص: ۶۵، ۶۶)

اور حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے: ''خوب کھاؤ اور خوب کام کرو، مطلب یہ ہے کہ اس دور میں کم خوری متروک ہے، لیکن اگر انسان صرف کھایا ہی کرے اور خوب کام نہ کرے، تو حافظہ تو خراب ہونا ہی ہے۔''

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ: ''حرام روزی سے فہم مسخ ہو جاتی ہے۔'' (سیرت اشرف ص: ۴۸۶ مطبوعہ ملتان)

حافظے کی کمزوری کے اسباب

حافظہ کی کمزوری کے بہت سے اسباب ہیں۔ حضرت علامہ شیخ سید عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب ''الکشف والبیان عما یتعلق بالنسیان'' میں اٹھانوے (۹۸)

اسباب بیان فرمائے ہیں۔ ان سب کا بیان تو یہاں ممکن نہیں البتہ چند وہ اسباب جو موجودہ دور میں بہت زیادہ پائے جاتے ہیں، مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)..... بکثرت سونا (۲)..... چاشت کے وقت سونا (۳)..... قہقہہ مارنا (۴)..... قبرستان میں ہنسنا (۵)..... کبوتر بازی (موجودہ دور کی پتنگ بازی کو بھی اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔(۶)..... عمداً جھوٹ بولنا (۷)..... کھڑے پانی کو دیکھنا (۸)..... اپنا اور غیر کا ستر دیکھنا (۹)..... زنا (۱۰)..... بیوی سے صحبت کی کثرت (۱۱)..... صغیرہ وکبیرہ گناہوں کا ارتکاب (۱۲)..... ہاتھ منہ دھوئے بغیر جنابت (ناپاکی) کی حالت میں کھانا پینا (۱۳)..... زیادہ ریاضت اور تھکانے والا کام (۱۴)..... ویران مکانوں کو دیکھنا (۱۵)..... ننگے ہوکر پیشاب کرنا (۱۶)..... بیت الخلاء میں پہلے دایاں پاؤں رکھنا (۱۷)..... دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا (۱۸)..... رات کے وقت جھاڑو دینا (۱۹)..... کھانے کے برتنوں کو پھٹے پرانے کپڑوں سے صاف کرنا (۲۰)..... اولاد اور والدین کے لیے دعائے خیر نہ کرنا (۲۱)..... گھروں میں صفائی کا نہ ہونا (۲۲)..... کنجوسی (۲۳)..... فضول خرچی (۲۴)..... کنگھا جس کے ایک یا زائد دندانے ٹوٹے ہوئے ہوں، استعمال کرنا (۲۵) ..... نماز سستی کے ساتھ ادا کرنا (۲۶)..... قبروں کے کتبے پڑھنا (۲۷)..... ٹھنڈا پانی بکثرت پینا (۲۸)..... ٹھنڈی چیزیں کھانا (۲۹)..... شراب نوشی (۳۰)..... نر جانور کا گوشت کھانا (۳۱)..... بوڑھی بھیڑ کا گوشت کھانا (۳۲)..... بہت زیادہ موٹے جانور کا گوشت یعنی چربی زیادہ کھانا (۳۳)..... کچا پیاز کھانا (۳۴)..... کچا انڈا کھانا (۳۵)..... بیٹھ کر عمامہ باندھنا (۳۶)..... کھڑے ہوکر شلوار پہننا (۳۷)..... حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دینا، اور ان کی مذمت کرنا (۳۸)..... بازار میں بہت سویرے جانا (۳۹)..... فجر کی نماز پڑھ کر بہت جلد مسجد سے نکل کر چلے جانا (۴۰)..... دامن اور آنچل سے منہ ہاتھ وغیرہ صاف کرنا (۴۱)..... بیت الخلاء میں مسواک کرنا (۴۲)..... غیر کی مسواک استعمال کرنا (۴۳) دو عورتوں کے درمیان چلنا (۴۴)..... سڑک کے درمیان چلنا (۴۵)..... باپ کے آگے چلنا (۴۶)..... قراء وعلماء کا جھگڑنا اور ایک دوسرے پر علمی طور پر حملہ آور ہونا (۴۷)..... فاسق وفاجر کی نیکی کے

متعلق صفائی دینا (۴۸)...... نیک لوگوں کا برے لوگوں کی حمایت اور طرفداری کرنا (۴۹)...... سیاہ جوتا پہننا (۵۰)...... بے معنیٰ کلام کی طرف کان لگانا (۵۱)...... ناخنوں کا بڑھانا۔

یاد رہے یہ جملہ امور جہاں نسیان پیدا کرتے ہیں یونہی ان سے فقر و تنگ دستی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

وہ چیزیں جو ذہنی قوت کو نقصان پہنچاتی ہیں

جو چیز حافظے میں مخل ثابت ہوں، جو حافظے اور یادداشت کو کمزور کرنے والی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)...... **المعاصی والذنوب**: سب سے بڑھ کر جو چیز حافظے کو کمزور کرتی ہے وہ معصیت اور گناہ ہیں معصیت اور گناہ حافظے کو ایسا کھا جاتا ہے جیسا کہ آگ خشک لکڑیوں کو جلا کر راکھ بنا دیتی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ ایک مرتبہ شہر گئے ہوئے تھے کہ بازار میں کسی اجنبی عورت کی پنڈلی پر نظر پڑی فوراً ہی حافظے کی کمزوری کا احساس ہونے لگا۔ چنانچہ پریشان ہوئے اور بھاگتے ہوئے اپنے استاذ وکیع کے پاس حافظے کی کمزوری کی شکایت لے کر تشریف لائے اور اس واقعے کو خود ہی انھوں نے اشعار میں بیان کیا ہے۔

شکوت الی وکیع سوء حفظی
فاوصانی الی ترک المعاصی
فان الحفظ فضل من الٰهی
وفضل اللّٰہ لا یعطی لعاصی

ترجمہ: میں نے وکیع کو اپنے حافظے کے کمزور ہونے کی شکایت کی تو انھوں نے گناہ ترک کر دینے کی وصیت فرمائی۔ اور فرمایا کہ حافظہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کا فضل گناہ گار کو نصیب نہیں ہو سکتا ہے۔

گویا گناہ حافظے کا بالکل سوخت کر دیتا ہے اور بالکل ہی ختم کر دیتا ہے۔

(۲)......کثر ہموم وغموم سے بھی حافظہ میں خلل پیدا ہوسکتا ہے۔ دینا کے ہموم حافظے کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتے ہیں اس لئے کسی عاقل ہوشیار کو زیبا نہیں ہے کہ وہ دنیوی ہموم واحزان میں اپنے کو ملوث کر دے۔ بلکہ ان سے نجات ہی نجات اور کامرانی کی اصل راہ ہے اور حافظے کی حفاظت کا اچھا طریقہ ہے۔

(۳)......رطوبت اور بلغم پیدا کرنے والی چیزوں سے نسیان غالب آسکتا ہے مثلاً کھٹی اور کچی چیزیں کھانے سے نسیان غالب آسکتا ہے۔

(۴)......واكل التفاح الحامض :اور کچا سیب کھانے سے نسیان غالب ہوسکتا ہے۔ چونکہ کھٹا بھی ہوتا ہے اس لئے بزرگوں کا مجرب ہے کہ وہ نسیان بڑھا دیتا ہے۔

(۵)......وقراء لوح القبور :اور قبروں پر لکھے ہوئے کتبے پڑھنے سے نسیان کا اندیشہ ہے۔ یہ بھی مجرب ہے اور تعليم المتعلم سے اخذ کیا گیا ہے۔

(۶)...... والحجامه على نقرة القفا :اور گدی پر حجامت کرنا یعنی خون چوش کر نکالنا۔ مثلاً سینگی وغیرہ سے جسے پچھنے کہتے ہیں۔

(۷)......والمرور بين قطار الجمال :اور اونٹوں کی قطار کے درمیان سے گذرنا بھی تحریک کی روشنی میں حافظے کے لئے مفید نہیں ہے۔ یعنی اونٹوں کی قطار جو چل رہی ہوتی ہے۔ اس کے درمیان سے گذرنا۔ ویسے بھی کوئی آتے ہوئے آدمیوں کی قطار ہی ہو۔ کاٹنا مناسب نہیں ہے۔

(۸)......والقاء القمل الحي على الارض :اور زندہ جوؤں کو زمین پر ڈالنا بھی حافظے کو کمزور کرسکتا ہے۔ یہ بھی تجربات سے ثابت ہے کہ کسی مضر حشرات کو زمین پر چھوڑ دینا صحت کے لئے مضر ہے۔

(۹)......تجربات سے ثابت ہے کہ خیرات، نذرانے، مردے کے گھر سے کھانا۔ یہ سب چیزیں حافظے کے لئے مضر ہیں اور یہ چیزیں حافظے کو کند کر دیتی ہیں۔

(۱۰)......واكل الكذيرة الرطبه :اور کچی دھنیا کھانا، یہ بھی تجربات ومشاہدات

سے ثابت ہے کہ ذہن کو کند بنا دیتی ہے۔

(۱۱)......اور ایسا ہی رات کی باسی روٹی کھانے سے حافظہ کمزور ہو جاتا ہے۔

(۱۲)...... چوہے کا جھوٹا کھانا بھی نسیان غالب کر سکتا ہے۔ یعنی جس چیز تک اس کی کسی طرح پہنچ ہو چکی ہو۔ کیونکہ اس کا اپنا حافظہ بہت کمزور ہے۔

(۱۳)...... پھانسی دیئے ہوئے کو دیکھنا۔

(۱۴)......اسی طرح عورت غلیظہ کو دیکھنا بھی حافظے کو خراب کر دیتا ہے۔ اور صلیب دیکھنا بھی اس میں شامل ہے۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

ماخذ ومراجع

الصحیح للبخاری	محمد بن اسما عیل البخاری
الصحیح لمسلم	مسلم بن الحجا ج القشیر ی
السنن للدار می	عبد الله بن عبد الر حمٰن
	التمیمی الد ار می
مستد ر ک الحا کم	الا ما م حا کم شهیدؒ
فتح البار ی	ابن حجر عسقلا نی
فیض البار ی	العلا مه انور شاه الکشمیر ی
فتح الملهم	العلا مه شبیر احمد العثما نی
البد ایة و النها یة	ابن الا ثیرؒ
سیر اعلا م النبلا ء	شمس الد ین الذ هبی
تهذ یب الکما ل	العلا مة المز یؒ
تهذ یب التهذ یب	ابن حجر العسقلا نی
تذ کر ة الحفا ظ	العلا مة الذ هبی
ذیل تذ کر ة الحفا ظ	الا ما م السیو طیؒ
طبقا ت ابن سعد	الا ما م ابن سعد
نزهة الخو اطر	مو لا نا عبد الحی لکھنو یؒ
تاریخ دمشق	....
تاریخ بغد اد	خطیب بغد ادیؒ
التا ریخ الکبیر	محمد بن اسما عیل البخاریؒ

الاصابة	ابن حجر العسقلانیؒ
تاریخ ابن عساکر	ابن عساکرؒ
سیر الصحابة	مولانا شاہ معین الدین ندویؒ
لسان العرب	العلامة الافریقی
المعجم الوسیط	مجمع اللغة العربیة ، مصر
الصحاح	الامام الجوھری
الفقہ والمتفقه	خطیب بغدادیؒ
الفوائد البهیة	مولانا عبد الحی لکھنویؒ
جامع بیان العلم	ابن عبد البرؒ
شذارت الذھب	ابن العماد حنبلیؒ
درس ترمذی	مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ
کشف الباری	مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ
معجه الادباء	یاقوت الحمویؒ
الوافی بالوفیات	الصلاح الصفدیؒ
الر الکامنة	ابن حجر عسقلانیؒ
دائرہ معارف اسلامیہ	زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور
ترتیب المدارک	ابن حجر العسلانیؒ
نزھة النظر	ابن حجر العسقلانیؒ
اخبار الاخیار	عبد الحق محدث دھلویؒ
تذکرۃ الخلیل	مولانا عاشق الٰہی میرٹھی
فراسة المومن	الشیخ ابراھیم بن عبد اللہ الحازمیؒ

کتاب	مصنف
الهيئة الو سطىٰ	مو لانا مو سى الر و حا نى البا ز ىؒ
فضا ئل حفا ظ القر آ ن	ابـو عبـد الـقـا در مـحـمـد طـا هـر الرحيمى المد نى
مجمو عه	مو لانا اشر ف على تها نو ىؒ
عقو دالجما ن	محمد بن يو سف صا لح دمشقى
و فيا ت الا عيا ن	ابن خلكا نؒ
بغية الو عا ة	علا مه سيو طىؒ
قر ة العيو ن فى تذ كر ة الفنو ن	مولانا محمد حنیف گنگوہیؒ
تد ر يب الداو ى	علا مه جلا ل الد ين السيو طىؒ
العلما ء العز اب	عبد الفتا ح ابو غد هؒ
محدثین کے علمی کارنامے	مولانا ارسلان اختر صاحب
محدثین عظام اوران کی کتابوں کا تعارف	مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ
حکایات صحابہ	مولانا زکریا قدس سرہ
درس مقامات	ابن الحسن عباسی
ظفر المصلين با حو ال المصنفين	مولانا محمد حنیف گنگوہیؒ
تراشے	مفتی تقی عثمانی مدظلہ
بائبل سے قرآن تک	مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ
حیات کشمیری	مولانا انظر شاہ کشمیری مدظلہ
مشاہیر اہل علم کی محسن کتابیں	مولانا محمد عمران ندویؒ
پرانے چراغ	ابوالحسن علی الندوی
متاع وقت اور کاروان علم	ابن الحسن عباسی

کتاب	مصنف
الاصابة	ابن حجر العسقلانیؒ
تاریخ ابن عساکر	ابن عساکرؒ
سیر الصحابة	مولانا شاہ معین الدین ندویؒ
لسان العرب	العلامة الافریقی
المعجم الوسیط	مجمع اللغة العربیة، مصر
الصحاح	الامام الجوہری
الفقہ والمتفقہ	خطیب بغدادیؒ
الفوائد البہیة	مولانا عبد الحی لکھنویؒ
جامع بیان العلم	ابن عبد البرؒ
شذارت الذہب	ابن العماد حنبلیؒ
درس ترمذی	مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ
کشف الباری	مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ
معجم الادباء	یاقوت الحمویؒ
الوافی بالوفیات	الصلاح الصفدیؒ
الدرر الکامنة	ابن حجر عسقلانیؒ
دائرہ معارف اسلامیہ	زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور
ترتیب المدارک	ابن حجر العسلانیؒ
نزہة النظر	ابن حجر العسقلانیؒ
اخبار الاخیار	عبد الحق محدث دہلویؒ
تذکرۃ الخلیل	مولانا عاشق الٰہی میرٹھی
فراسة المومن	الشیخ ابراہیم بن عبد اللہ الحازمیؒ

الهيئة الو سطیٰ	مو لانا مو سی ٰالر و حا نی البا ز یؒ
فضا ئل حفا ظ القر آ ن	ابو عبد القا در محمد طا هر الرحیمی المد نی
مجمو عه	مو لانا اشر ف علی تھا نو یؒ
عقو دالجما ن	محمد بن یو سف صا لح دمشقی
وفیا ت الا عیا ن	ابن خلکا نؒ
بغية الو عا ة	علا مه سیو طیؒ
قر ة العیو ن فی تذ کر ة الفنو ن	مولانا محمد حنیف گنگوہیؒ
تد ر یب الداو ی	علا مه جلا ل الد ین السیو طیؒ
العلما ء العز اب	عبد الفتا ح ابو غد هؒ
محدثین کے علمی کارنامے	مولانا ارسلان اختر صاحب
محدثین عظام اوران کی کتابوں کا تعارف	مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ
حکایات صحابہ	مولانا زکریا قدس سرہ
درس مقامات	ابن الحسن عباسی
ظفر المصلین با حو ال المصنفین	مولانا محمد حنیف گنگوہیؒ
تراشے	مفتی تقی عثمانی مدظلہ
بائبل سے قرآن تک	مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ
حیات کشمیری	مولانا انظر شاہ کشمیری مدظلہ
مشاہیر اہل علم کی محسن کتابیں	مولانا محمد عمران ندویؒ
پرانے چراغ	ابوالحسن علی الندویؒ
متاع وقت اور کاروان علم	ابن الحسن عباسی

التجائے مسافر	ابن الحسن عباسی
ابن ماجہ اور علم حدیث	مولانا عبدالرشید نعمانیؒ
نفحۃ العرب	شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ
دیوان الامام الشافعی	الامام الشافعیؒ
الاحیاء	الامام الغزالیؒ
ایھا الولد	الامام الغزالیؒ
الکلمات الحسان	ابو الحارث محمد بن مصطفیٰ
اخبار الحمقی والمغفلین	ابو الفرج ابن الجوزی
نفسیات کے بنیادی اصول	غلام محی الدین
اصول نفسیات	ٹی ایم یوسف، عمارۃ یوسف
تعلیم المتعلم طریق التعلم	علامہ زرنوجی
حاذق	حکیم اجمل خانؒ
فتاویٰ شامیہ	ابن عابدینؒ
اسلاف کے حیرت انگیز کارنامے	مولانا محمد یوسف ہاشمی
تدوین حدیث	مولانا مناظر احسن گیلانیؒ
گنجینہ اسرار	مولانا انور شاہ کشمیریؒ
شمس المعارف الکبری	للشیخ احمد بن علی البونی
کتاب التعریفات	العلامہ الجرجانی
تالیف	ڈاکٹر خورشید احمد رضوی
خواتین اسلام کے ایمان افروز واقعات	محمد حسین صدیقی
انسان اور بھول	محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

خیر الافادات	مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
ماہنامہ البلاغ	ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ
نیک صحبت اور اس کی ضرورت	حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
روزنامہ جنگ	۲۴ ستمبر ۱۹۸۶ء
روزنامہ جنگ	۳۰ جنوری ۱۹۸۴ء
ہمدرد نونہال	اکتوبر ۱۹۸۵ء کوند چاند پوری
طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	حافظ اکرام الدین

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

کتاب	مصنف
التجائے مسافر	ابن الحسن عباسی
ابن ماجہ اور علم حدیث	مولانا عبدالرشید نعمانیؒ
نفحۃ العرب	شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ
دیوان الامام الشافعی	الامام الشافعیؒ
الاحیاء	الامام الغزالیؒ
ایھا الولد	الامام الغزالیؒ
الکلمات الحسان	ابو الحارث محمد بن مصطفیٰ
اخبار الحمقی والمغفلین	ابو الفرج ابن الجوزی
نفسیات کے بنیادی اصول	غلام محی الدین
اصول نفسیات	ٹی ایم یوسف، عمارۃ یوسف
تعلیم المتعلم طریق التعلم	علامہ زرنوجی
حاذق	حکیم اجمل خانؒ
فتاویٰ شامیہ	ابن عابدینؒ
اسلاف کے حیرت انگیز کارنامے	مولانا محمد یوسف ہاشمی
تدوین حدیث	مولانا مناظر احسن گیلانیؒ
گنجینہ اسرار	مولانا انور شاہ کشمیریؒ
شمس المعارف الکبری	للشیخ احمد بن علی البونی
کتاب التعریفات	العلامہ الجرجانی
تالیف	ڈاکٹر خورشید احمد رضوی
خواتین اسلام کے ایمان افروز واقعات	محمد حسین صدیقی
انسان اور بھول	محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

خیر الافادات	مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
ماہنامہ البلاغ	ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ
نیک صحبت اور اس کی ضرورت	حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
روزنامہ جنگ	۲۴ ستمبر ۱۹۸۶ء
روزنامہ جنگ	۲۰ جنوری ۱۹۸۴ء
ہمدرد نونہال	اکتوبر ۱۹۸۵ء کوند چاندپوری
طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	حافظ اکرام الدین

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

کسی چیز کو سیکھنے کی اہلیت، یادرکھنے کی صلاحیت اور موقع ومحل کے مطابق اسے استعمال کرنے پر قدرت حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم دَین ہے۔ انسانی زندگی میں قوت حافظہ وذہانت کو خاص اہمیت حاصل ہے قوت حافظہ ہی کی بناء پر انسان کا سینہ علم کا دفینہ ہوتا ہے۔ امت محمدیہ میں بے شمار افراد کو قوت حافظہ کی وافر دولت نصیب ہوئی۔

زیرِ نظر کتاب ''حافظہ اور ذہانت کے حیرت انگیز واقعات'' میں کتبِ سیرت، تاریخ واسماء الرجال سے حضور ﷺ، صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین، محدثین، فقہاء، معبّرین، خواتینِ اسلام اور اہلِ علم حضرات کے قوت حفظ وذہانت کے حیران کُن واقعات کو ترتیب دیا گیا ہے۔ نیز نسیان کے اسباب وعوامل کی نشاندہی کے ساتھ طبِ نبوی اور جدید سائنس کی روشنی میں طریقِ علاج بھی تجویز کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں کتابِ ہٰذا سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

E-mail: ishaat@pk.netsolir.com
ishaat@cyber.net.pk

حافظہ اور ذہانت کے حیرت انگیز واقعات